صراطِ مستقیم کورس

برائے مرد حضرات



متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ





نام کتاب .... صراطِ مستقیم کورس (برائے مرد حضرات)

تالیف: .... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت 2025ء

تعداد اشاعت 1100

ناشر .... مکتبہ دارالایمان



مکتبہ دارالایمان (رجسٹرڈ)

0321-6353540

www.ahnafmedia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ہر مسلمان مرد و عورت پر اتنا علم سیکھنا فرض ہے جس سے وہ اپنی یومیہ زندگی میں صبح کی بیداری سے لے کر رات سونے تک کے اعمال اور مسائل میں شرعی رہنمائی حاصل کر سکے۔ انسان کے لیے اپنے عقائد، اعمال اور اخلاق کو درست کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو۔

علمائے کرام تقریر و تحریر کے ذریعے امت کی رہنمائی کر رہے ہیں اور عقائد، اعمال اور اخلاق کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر "صراط مستقیم کورس" بھی ہے جسے بندہ نے عوام الناس کے لیے ترتیب دیا ہے۔ کورس کی ترتیب کے وقت ہمارے سامنے عوام کے لیے درج ذیل امور پیش نظر تھے:

1: بنیادی عقائد و نظریات سے واقف ہونا۔

2: عبادات مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی ادائیگی کا طریقہ کار معلوم ہونا۔

3: اچھے اخلاق مثلاً صبر و شکر، عفو و حلم، سخاوت و شجاعت اور حیاء کا حامل ہونا اور برے اخلاق مثلاً حسد و کینہ، بخل و بزدلی، کبر و عجب اور بے جا غصہ سے بچنا۔

4: اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی شریعت کے مطابق گزارنا۔

5: مختلف مواقع کی مسنون دعائیں یاد کرنا اور ان کا اہتمام کرنا۔

کورس کی ترتیب:

کورس چالیس اسباق پر مشتمل ہے۔ ہر سبق ان پانچ اجزاء پر مشتمل ہے:

1: قرآن مجید کی آیت / آیات 2: حدیث مبارک 3: عقیدہ 4: مسئلہ 5: مسنون دعا

ان اجزاء کے بارے میں مختصر معلومات "ابتدائی باتیں" کے عنوان سے ایک مقدمہ میں ذکر کی گئی ہیں جو اسباق شروع ہونے سے پہلے دیا گیا ہے۔

پڑھانے کا طریقہ:

[1]: کورس کے اسباق شروع کرنے سے پہلے یہ مقدمہ "ابتدائی باتیں" پڑھا دیا جائے تاکہ عقائد اور اعمال کی اہمیت کے ساتھ ساتھ بعض اہم اصطلاحات بھی شرکاء کے سامنے آجائیں۔

[2]: کورس کے چالیس اسباق ہیں۔ وقت اور سہولت کے پیش نظر اسباق پڑھانے کی کوئی بھی مناسب ترتیب بنائی جاسکتی ہے۔ اگر کورس کا دورانیہ چالیس دن کا ہو تو یہ کورس ایک سبق روزانہ کی بنیاد پر چالیس دنوں میں ختم ہو سکتا ہے۔ اگر دورانیہ بیس دن کا ہو تو دو اسباق روزانہ کے حساب سے پڑھایا جاسکتا ہے۔ استاذ صاحب کو چاہیے کہ کل وقت اور روزانہ دورانیے کا تعین طلبہ کے مشورہ سے کر کے اسباق پڑھائیں۔

[3]: کورس پڑھانے کے لیے یومیہ وقت کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے۔ ایک حصہ سبق پڑھانے، ایک سبق یاد کرنے اور ایک گزشتہ سبق سننے میں لگایا جائے۔ اس طرح ان شاء اللہ اچھے نتائج حاصل ہوں گے۔

[4]: کورس کے اختتام پر شرکاء کو ایک سند جاری کی جائے جو مکتبہ دار الایمان سرگودھا سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اَسناد تقسیم کرنے کے لیے ایک تقریب منعقد کر لی جائے۔ ممکن ہو تو مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا سے کسی استاذ کو بلا لیا جائے اور ان کے ہاتھ سے اَسناد تقسیم کی جائیں ورنہ مقامی سطح پر کسی عالم دین کو بلا لیا جائے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ امت کو افراط و تفریط سے محفوظ فرماتے ہوئے راہِ اعتدال پر گامزن رکھے اور اس کورس سے طلبہ کا استفادہ آسان فرمائے۔ اٰمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وأصحابہٖ أجمعین.

محتاجِ دعا

محمد الیاس گھمن

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

طبع جدید

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ أَمَّا بَعْدُ!

بندہ نے ستمبر 2024ء میں ”صراطِ مستقیم کورس(حضرات)“ کے سابق ایڈیشن پر نظر ثانی کی۔ زیرِ نظر نسخہ ”صراطِ مستقیم کورس(حضرات)“ کا جدید ایڈیشن ہے جو ترمیم واضافہ کے بعد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اگر اس ایڈیشن میں کوئی غلطی دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

محتاجِ دعا

محمد الیاس گھمن

استنبول، ترکیہ

منگل؛5-ربیع الاول1446ھ،10- ستمبر2024ء

ابتدائی باتیں

صراط مستقیم کورس کا ہر سبق ان پانچ اجزاء پر مشتمل ہے:

1: قرآن مجید کی آیت / آیات　　2: حدیث مبارک

3: عقیدہ　　4: مسئلہ

5: مسنون دعا

ہر جزء کے متعلق مختصراً چند باتیں پیش کی جاتی ہیں:

﴿قرآن مجید﴾

اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے ایک اہم احسان یہ ہے کہ اس نے انسانوں اور جنات کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ اس کتاب کو دیکھنا، اس کی تلاوت کرنا، سیکھنا سکھانا، اس پر عمل کرنا اور کسی بھی طریقے سے اس کی خدمت کرنا (حفظ، تعلیم، نشر و اشاعت وغیرہ) دنیا و آخرت میں کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ ہے۔

قرآن مجید کے حوالے سے دو باتیں سمجھ لینی چاہییں:

پہلی بات: قرآن مجید کے متعلق بنیادی معلومات

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو پیدا فرما کر انہیں حصول علم کے لیے تین چیزیں عطا کی ہیں:

1: حواسِ خمسہ (دیکھنا، سننا، سونگھنا، چکھنا، چھونا)

2: عقل

3: وحی

ان تینوں کی مخصوص حدود اور دائرہ ہائے کار ہیں۔ ایک حد تک حواسِ خمسہ سے علم حاصل کیا جاتا ہے، اس کے بعد عقل سے اور اس کے بعد وحی سے۔ وحی؛ حصولِ علم کا افضل ترین ذریعہ ہے۔ اس لیے وحی کا معنی و مفہوم، نزولِ وحی کے طریقے اور قرآن مجید کے متعلق چند بنیادی باتیں ملاحظہ ہوں:

وحی کا لغوی معنی:

أَلْإِعْلَامُ الْخَفِيُّ السَّرِيْعُ.

ترجمہ: کسی کو خفیہ طریقے سے اور جلدی سے کوئی چیز بتانا۔

اصطلاحی معنی:

كَلَامُ اللهِ الْمُنَزَّلُ عَلٰى نَبِيٍّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا کلام جو نبیوں میں سے کسی نبی پر اترا ہو۔

نزولِ وحی کے مختلف طریقے:

1: "سَلْسَلَةُ الْجَرَسِ" مسلسل گھنٹیوں جیسی آواز۔

2: جبرائیل علیہ السلام کا اپنی اصل شکل میں آنا۔

3: جبرائیل علیہ السلام کا کسی آدمی کی شکل میں آنا جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام عموماً حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے۔

4: بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ کا کلام سننا جیسے معراج کے موقع پر۔

5: اِلقاء فی القلب یعنی دل میں بات ڈالنا۔

وحی کی اقسام:

وحی کی دو قسمیں ہیں:

1: وحی متلو 2: وحی غیر متلو

وحی مَتْلُوّ:

اس وحی کو کہتے ہیں جس کی نماز میں تلاوت کی جاسکتی ہو یعنی قرآن مجید۔

وحی غیر مَتْلُوّ:

جس کی نماز میں تلاوت نہ کی جاسکتی ہو یعنی احادیث۔

وحی متلو اور غیر متلو میں فرق:

وحی متلو میں الفاظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جبکہ وحی غیر متلو میں مفہوم یا معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم کی تعریف:

اللہ تعالیٰ کا کلام جو آسمان سے اترا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، مصاحف میں لکھا گیا اور ہم تک تواتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے پہنچا۔

قرآن کریم کی تفسیر کون کر سکتا ہے؟

کوئی آدمی صرف عربی زبان سیکھ کر یا اپنے ذاتی مطالعہ کے زور پر تفسیر نہیں کر سکتا بلکہ ایسا شخص عین ممکن ہے کہ گمراہ ہو جائے۔ قرآن کی تفسیر صرف راسخ فی العلم یعنی مضبوط علم والے علماء ہی کا کام ہے۔

چنانچہ تفسیر کرنے والے کے لیے درج ذیل علوم کا جاننا ضروری ہے۔

[1]:علمِ لغت [2]:علم نحو [3]:علمِ صرف [4]:علم اشتقاق

[5]:علمِ معانی [6]:علمِ بیان [7]:علمِ بدیع [8]:علمِ قرأت

[9]:علمِ عقائد [10]:اصولِ فقہ [11]:اسبابِ نزول [12]:ناسخ ومنسوخ

[13]:علمِ فقہ [14]:احادیث مبارکہ [15]:علمِ لدنّی

مکی اور مدنی سورتوں سے مراد:

مکی سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ہجرت سے قبل نازل ہوئیں اور مدنی سے مراد وہ سورتیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔

دوسری بات: قرآن مجید کے بنیادی حقوق

قرآن کریم کے تین بنیادی حقوق ہیں:

1: پڑھنا 2: سمجھنا 3: عمل کرنا

(1): قرآن کریم کو پڑھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾

(سورۃ المزمل:4)

ترجمہ: اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو!

اس لیے قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر خوش الحانی اور آداب کی رعایت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ چند آداب یہ ہیں:

۱: تلاوت کرنے کے لیے وضو کا ہونا مستحب اور چھونے کے لیے وضو کا ہونا ضروری ہے۔

۲: قرآن مجید کی تعظیم کے خیال سے مسواک کرنا۔

۳: پاک اور صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کرنا۔

۴: تعوذ پڑھنا۔

۵: تسمیہ پڑھنا۔

۶: ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھنا۔

۷: خوش آوازی اور لب و لہجہ کی درستگی کے ساتھ پڑھنا۔

۸: قرآن مجید رو کر پڑھنا، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کیفیت بنالینا۔

۹: تلاوت کرتے ہوئے معانی پر غور کرنا۔

۱۰: یہ تصور کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطب ہیں۔

(2): قرآن کریم کو سمجھنا

قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے تین شرائط ہیں:

شرط نمبر 1: عربی زبان محاوراتِ عرب کے ساتھ آتی ہو جو کہ عربی ادب کے ساتھ آئے گی۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت اتری: ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ

﴿الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ کہ "رمضان میں کھایا پیا کرو جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے جدا نہ ہوں" تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اونٹ کی ایک سیاہ رسی اور دوسری سفید اپنے تکیے کے نیچے رکھی تاکہ اس کے ذریعے رات اور دن میں امتیاز کرلوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ (کہ اس میں پورا افق سما گیا... یعنی تم نے سمجھا نہیں) سیاہ اور سفید ڈورے سے قرآن کا مطلب رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

(صحیح مسلم: ج1 ص349 باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر)

شرط نمبر2: قرآنی آیات کا پسِ منظر، شانِ نزول معلوم ہو جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آئے گا۔

حضرت اسلم ابی عمران فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ سے قسطنطنیہ پر حملے کے لیے روانہ ہوئے۔ ہمارے امیر لشکر حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ (لڑائی کے وقت) رومی لشکر اپنے شہر کی دیوار سے چپکا ہوا تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک مجاہد نے دشمنوں پر (تنہا) حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگ شور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے (حالانکہ قرآن مجید میں تو آیا ہے ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ کہ "اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو")۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت تو ہم انصار کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غالب فرما دیا تو ہم نے کہا کہ ہم کچھ عرصہ اپنے مال اور کاروبار کی اصلاح کے لیے گھروں میں رک جاتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتادیا گیا کہ ہاتھوں سے خود کو ہلاک کرنا یہ ہے کہ ہم جہاد چھوڑ کر اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور اپنے اموال کی اصلاح کرتے رہیں۔

(سنن ابی داؤد: ج1 ص340 باب فی قولہ تعالیٰ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ)

شرط نمبر3: مرادِ خداوندی معلوم ہو جو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ کہ "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا" نازل ہوئی تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر (گناہ کر کے) ظلم نہیں کیا؟ فرمایا: یہ بات تمہارے

خیال کے مطابق نہیں ہے بلکہ " وَلَمۡ يَلۡبِسُوۡا اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ " میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم لوگوں نے حضرت لقمان کی بات نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(صحیح البخاری: ج 1 ص 474 باب قول الله تعالی وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرَاهِيۡمَ خَلِيۡلًا)

(3): قرآن کریم پر عمل کرنا

قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے سے مقصود اس پر عمل کرنا ہے۔ قرآن کریم کے صحیح مفہوم و مراد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے علمائے کرام کی رہنمائی ضروری ہے۔ صحیح العقیدہ عالم دین اور شیخ طریقت کی صحبت اور قلبی توجہات سے انسان میں عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

حدیث مبارک

حدیث کی تعریف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے قول، فعل اور تقریر کو "حدیث" کہتے ہیں۔ نیز اس کو "خبر" اور "اثر" بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو "قول"، عمل مبارک کو "فعل" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی کے قول یا فعل کا علم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرما کر اس کی تائید فرمائی ہو تو اسے "تقریر" کہا جاتا ہے۔ صحابی یا تابعی کے قول، فعل اور تقریر کا معنی بھی ایسے ہی ہے۔

حدیث کی قسمیں:

راویوں کی تعداد کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں:

1: حدیث متواتر یا خبر متواتر

2: حدیث واحد یا خبر واحد

حدیث متواتر:

حدیث متواتر وہ حدیث ہے جس کو نقل کرنے والے ہر دور میں اتنے زیادہ ہوں جن کا عموماً جھوٹ پر جمع ہونا؛ناممکن ہو۔

حدیث واحد:

حدیث واحد وہ حدیث ہے جس کو نقل کرنے والے ہر دور میں یا کسی ایک دور میں حدیث متواتر کو نقل کرنے والوں سے کم ہوں۔

حدیث واحد کی دو قسمیں ہیں:

1:حدیث مقبول 2:حدیث غیر مقبول

1:حدیث مقبول

وہ حدیث ہے جو قابل قبول ہو۔

حدیث مقبول کی تین قسمیں ہیں:

1:حدیث صحیح 2:حدیث حسن 3:حدیث مرسل

حدیث صحیح:

وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل ہوں، اچھے حافظہ والے ہوں اور ان کی روایت ان سے زیادہ ثقہ راویوں کے مخالف نہ ہو۔

حدیث حسن:

وہ حدیث ہے جس کے تمام روای حدیث صحیح کی طرح ہوں البتہ ان کا حافظہ نسبتاً کمزور ہو۔

حدیث مرسل:

یہ وہ حدیث ہے جس کو صحابی، تابعی یا تبع تابعی کسی واسطے سے سنے اور آگے حدیث کو نقل کرتے وقت اس واسطے کا ذکر نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"۔

2:حدیث غیر مقبول

یہ وہ حدیث ہے جو نا قابل قبول ہو۔

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

1:حدیث موضوع 2:حدیث ضعیف

حدیث موضوع:

یہ وہ حدیث ہے جو کسی نے اپنی طرف سے گھڑ کر اس کی نسبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی ہو۔

حدیث ضعیف:

یہ وہ حدیث ہے جس میں حدیث صحیح اور حسن کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔

نوٹ: ضعیف حدیث عقائد واحکام میں تو قابل قبول نہیں البتہ قصص وحکایات اور فضائل میں اپنی شرائط کے ساتھ قابلِ قبول ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب: اصولِ حدیث

سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لغت میں سنت؛ طریقِ زندگی، دستور اور راستے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحِ شریعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قابلِ اتباع قول، فعل اور تقریر کو "سنت" کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفاء راشدین کے افعال بھی سنت کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کی طرح ان کی سنت پر بھی عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا عمدہ وعظ فرمایا جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل کانپنے لگے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو جانے والے اور الوداع کہنے والے کی نصیحت معلوم ہوتی ہے تو آپ ہمیں کچھ وصیت فرمادیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور امیر کی

اطاعت کرتے رہنا اگرچہ وہ غلام ہی کیوں نہ ہو، جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، پس تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا اور اس کو گرہ لگا کر ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا اور دین میں نئی پیدا ہونے والی چیزوں سے بچنا، اس لیے کہ دین میں ہر نئی پیدا ہونے والی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(سنن ابی داؤد: ج2 ص290 کتاب السنة. باب فی لزوم السنة)

فائدہ:

ہر سنت؛ حدیث ہے مگر ہر حدیث؛ سنت نہیں۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے "سنت" پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے، "حدیث" پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً

- بعض احادیث ایسی ہیں جن پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ جیسے حدیث معراج۔
- بعض احادیث میں ایسے اعمال وافعال کا ذکر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں اور امتی کے لیے جائز نہیں۔ جیسے بیک وقت چار سے زیادہ نکاح۔
- بعض احادیث میں ایسے اعمال وافعال کا ذکر ہے جو کسی وقتی ضرورت کے تحت بیان جواز کے لیے تھے یعنی یہ بتانے کے لیے کہ بوقت ضرورت یہ عمل کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے ضرورت کے وقت کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔
- بعض احادیث میں ایسے اعمال وافعال کا ذکر ہے جو اَب منسوخ ہو چکے ہیں۔ جیسے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا۔

اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اس بنیاد پر ہم اپنے آپ کو "اھل السنۃ والجماعۃ" کہتے ہیں، "اہل حدیث" نہیں۔

عقیدہ

مسلمان کے لیے عقائد کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو تو اللہ تعالیٰ بندے کا چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی قبول فرما لیتے ہیں اور اگر عقیدہ درست نہ ہو تو بڑے سے بڑا عمل بھی قبول نہیں فرماتے۔ اس لیے

عقیدہ کے معاملہ میں بہت زیادہ احتیاط اور پختگی کی ضرورت ہے۔ صحیح عقائد پر کاربند رہنا اور غلط عقائد سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

سات بنیادی ایمانیات:

1: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان۔

2: فرشتوں پر ایمان۔

3: آسمانی کتب پر ایمان۔

4: انبیاء ورسل پر ایمان۔

5: قیامت کے دن پر ایمان۔

6: اچھی اور بری تقدیر کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونے پر ایمان۔

7: موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان۔

ان تمام سے متعلق تفصیلات ان شاء اللہ آئندہ اسباق میں آرہی ہیں۔



اعمال کی دو قسمیں ہیں:

1: ظاہری اعمال 2: باطنی اعمال

ظاہری اعمال سے مراد وہ کام ہیں جن کا تعلق انسان کے ظاہری اعضاء سے ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ یہ اعمال جس فن میں بیان کیے جاتے ہیں اسے "فقہ" کہتے ہیں اور ان اعمال کو "مسائل" کا نام دیا جاتا ہے۔

باطنی اعمال سے مراد وہ کام ہیں جن کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے مثلاً صبر وشکر، عفو وحلم، سخاوت وشجاعت اور حیاء وغیرہ۔ باطنی اعمال جس فن میں بیان کیے جاتے ہیں اسے "تصوف اور طریقت" کہتے ہیں اور ان اعمال کو "اخلاق" کا نام دیا جاتا ہے۔

فقہ کی تعریف:

دین کے فروعی مسائل کو شرعی دلائل سے جاننے کا نام "فقہ" ہے۔

شرعی دلائل چار ہیں:

1: کتاب اللہ 2: سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

3: اجماعِ امت 4: قیاسِ شرعی

ان چاروں دلائل سے شرعی احکامات کو ثابت کیا جاتا ہے لیکن ان چاروں دلائل سے مسائل کو ثابت کرنا فقہاء کا کام ہے، عام آدمی کا نہیں۔

انسان کی ہدایت کے لیے تین چیزیں ہیں:

1: قرآنِ کریم 2: سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

3: ہدایت یافتہ اشخاص

شریعت کے احکام:

1: فرض

ایسا حکم جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار ہو اور اس کا منکر کافر ہو۔ مثلاً پانچ وقت کی نمازیں۔ فرض کی دو قسمیں ہیں:

1: فرض عین 2: فرض کفایہ

فرض عین:

ایسا حکم جو ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہو اور ہر ایک پر اس کی ادائیگی ضروری ہو۔ مثلاً پانچوں نمازیں، رمضان کے روزے وغیرہ۔

فرض کفایہ:

ایسا حکم جس کو صرف چند افراد ہی ادا کرلیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ مثلاً نماز جنازہ

2:واجب

ایسا حکم جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار ہو اور اس کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ ہو گا۔
مثلاً: نماز وتر۔

3:سنت

ایسا فعل جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنا معمول بنایا ہو۔
سنت کی دو قسمیں ہیں:
1: سنت مؤکدہ 2: سنت غیر مؤکدہ

سنت مؤکدہ:

ایسا فعل جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بلا عذر نہ چھوڑا ہو۔ اس کو بلا عذر جان بوجھ کر چھوڑنے والا ملامت کا مستحق اور گنہگار ہو گا۔ مثلاً فجر اور ظہر کی سنتیں۔

سنت غیر مؤکدہ:

وہ فعل جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر کیا ہو اور کبھی کبھی بلا عذر چھوڑا ہو، مثلاً عصر اور عشاء کی پہلی چار سنتیں۔

4:مستحب

وہ عمل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو۔ اس کو کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ مثلا نوافل وغیرہ۔

5:حرام

وہ فعل ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کو بلا عذر کرنے والا گنہگار ہو گا اور اس کو حلال سمجھنے والا کافر ہو گا۔ مثلاً شراب پینا، جھوٹ بولنا وغیرہ۔

6:مکروہ تحریمی

وہ فعل ہے جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو، اس کا کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اور اس کو حلال جاننے والا کافر نہیں بلکہ گمراہ ہوتا ہے۔ مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرنا۔

7:مکروہ تنزیہی

وہ فعل ہے جس کا کرنا شریعت میں اچھا نہ سمجھا جائے اور نہ کرنا بہتر سمجھا جائے۔ مثلاً نماز کی پہلی رکعت کو ثناء کے بجائے سورت فاتحہ سے شروع کرنا۔

8:مباح

وہ فعل ہے جس کے کرنے سے نہ ہی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی ثواب مثلاً کھانا، پینا، سونا وغیرہ۔

﴿مسنون دعا﴾

اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی تمام تر حاجات اور ساری ضروریات (خواہ ان کا تعلق دنیا سے ہو یا آخرت سے) مانگنا شریعت میں "دعا" کہلاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں دعا کے فضائل واحکام بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب کسی پر اپنا کرم فرماتے ہیں تو اس کو اپنی ذات سے مانگنے کی توفیق نصیب فرماتے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ضروریات سے بے نیاز ہو۔

انسان کو ہدایت، نعمت، عزت، رزق، شہرت، مال و دولت اور وسائل درکار ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دنیا کی خوشیاں حاصل کر سکے اور ایسے اسباب سے بچاؤ کی بھی ضرورت ہوتی ہے جن کی وجہ سے خوشیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ بالکل اسی طرح آخرت میں اللہ کے انعام و اکرام، ابدی کامیابی، دائمی خوشیاں، جنت اور رضائے الٰہی کی ضرورت ہو گی جو محض اس کے فضل و احسان، شفاعت اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ نیک اعمال کی کثرت سے نصیب ہو گی اور یہ سب خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہیں۔ اس لیے اسی ذات سے مانگنے کا حکم قرآن کریم اور متعدد احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ ایک حدیث مبارک میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ

يَغْضَبْ عَلَيْهِ".

(جامع الترمذی: ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر ناراض ہوتے ہیں۔

یہ دستورِ دنیا کے بالکل برعکس ہے کیونکہ دنیاوالوں سے مانگو تو ناراض اور نہ مانگو تو خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ رب العزت کے لطف و کرم کے استحضار، قبولیت کے یقین اور اپنی عاجزی و نیاز مندی کا احساس کرتے ہوئے دعا مانگنی چاہیے۔

شریعت مطہرہ میں مختلف مواقع کی دعائیں منقول ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ ان کا خصوصی اہتمام کرے۔ اس کے علاوہ اپنی ضرورت وحاجت کے پیش نظر موقع بہ موقع دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمائیں کہ مختلف حالتوں میں دعا مانگنے کے طریقے بھی مختلف ہیں:

ان مواقع پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگیں:

بعض مقامات ایسے ہیں کہ جہاں ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگی جاتی ہے جیسے صبح اٹھتے وقت کی دعا، بیت الخلاء جاتے وقت کی دعا، وہاں سے نکلتے وقت کی دعا، وضو شروع کرتے وقت اور وضو کے بعد کی دعا، اذان کے بعد کی دعا، گھر سے نکلنے کی دعا، گھر میں داخل ہونے کی دعا، مسجد داخل ہونے کی دعا، مسجد سے باہر نکلنے کی دعا، بازار میں داخل ہونے کی دعا، کھانا کھانے کی دعا، دودھ پینے کی دعا، میاں بیوی کے ملاپ کے وقت کی دعا، رات کو سوتے وقت کی دعا۔

اسی طرح حالتِ نماز میں کی جانے والی دعا میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔ قیام میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے جو ایک دعا ہے، لیکن اس میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔

نفل نماز کے سجدوں میں اگر دعا کرنی ہو تو ہاتھ اٹھائے بغیر کرنی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ".

(صحیح مسلم: باب مایقال فی الرکوع والسجود)

ترجمہ: بندے کو اپنے رب کی اس وقت زیادہ قربت نصیب ہوتی ہے جب وہ سجدے کی حالت میں ہو اس لیے (اس حالت میں) کثرت کے ساتھ دعا مانگو۔

اسی طرح دو سجدوں کے درمیانی حالت میں بھی دعا کے مختلف الفاظ احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ مثلاً

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ"

(شعار اصحاب الحدیث للحاکم الکبیر: ص59 رقم77)

ترجمہ: اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، میرے نقصان کو پورا فرما، مجھے عافیت نصیب فرما، مجھے ہدایت نصیب فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔

لیکن یہاں بھی ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنی ہے، ہاتھ اٹھا کر نہیں مانگنی۔ سجدوں میں اور سجدوں کے درمیان جو دعائیں منقول ہیں وہ نفلی نمازوں میں پڑھی جائیں۔

اسی طرح تشہد کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔

ان مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں:

بعض مقامات ایسے ہیں جہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیے۔ جیسے فرض نمازوں کے بعد (سوائے جنازہ کے)، میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد، دینی مجالس کے اختتام پر، حادثات سے حفاظت کے لیے، خیر و برکت کے لیے، اپنی حاجات کو مانگنے کے لیے دن رات کے کسی بھی حصے میں وغیرہ۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا بھی ثبوت موجود ہے۔

فائدہ: عموماً ہر وہ مقام جہاں پر دعا کے الفاظ متعین ہیں وہاں پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنا ثابت ہے اور جہاں دعا کے الفاظ متعین نہیں وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے۔

پہلا سبق

[1]: تلاوت سے پہلے تعوّذ پڑھنا

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۹۸)﴾

(سورۃ النحل:98)

ترجمہ: چنانچہ آپ جب قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔

اس حکم پر عمل کرتے ہوئے تلاوتِ قرآن شروع کرتے وقت "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھنا چاہیے۔

[2]: تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ".

(مصنف عبد الرزاق: ج2 ص56 کتاب الصلوٰۃ. باب متیٰ یستعیذ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت سے پہلے "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھتے تھے۔

[3]: وجودِ باری تعالیٰ

کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آتی بلکہ وہ کسی بنانے والے کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لیے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ کائنات بھی خود بخود وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کو بنانے والی بھی کوئی ذات موجود ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

[4]: نجاست کی اقسام و احکام

"نجاست" ناپاکی اور گندگی کو کہتے ہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں:　1: نجاست حقیقیہ　2: نجاست حکمیہ

1: نجاست حقیقیہ

وہ نجاست جو نظر آنے والی ہو۔ جیسے شراب اور پاخانہ وغیرہ۔

2: نجاست حکمیہ

وہ نجاست جو نہ نظر آنے والی ہو۔ جیسے بے وضو ہونے کی حالت۔

نجاست حقیقیہ کی قسمیں:

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: نجاست غلیظہ 2: نجاست خفیفہ

1: نجاست غلیظہ

ایسی نجاست کو کہتے ہیں جس کے ناپاک ہونے پر دلیل قطعی موجود ہو (یعنی دلائل ایک دوسرے سے ٹکراتے نہ ہوں بلکہ اس چیز کی نجاست پر متفق ہوں) اس لیے اس کی ناپاکی سخت ہوتی ہے اور اس کی بہت تھوڑی مقدار معاف ہوتی ہے۔

مثال: انسان کا پیشاب، پاخانہ، مَنی، مرغی، مرغابی اور بطخ کی بیٹ۔

حکم: نجاست غلیظہ بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو دیکھا جائے گا کہ

☼ نجاست غلیظہ اگر پتلی اور بہنے والی ہو جیسے پیشاب اور خون، اور ایک درہم یعنی ہتھیلی کی گہرائی (2.75 سینٹی میٹر قطر کے دائرہ کی مقدار) کے برابر یا اس سے کم حصہ پر لگی ہو تو معاف ہے۔ یعنی اسے دھوئے بغیر نماز پڑھ لی تو ادا ہو جائے گی لیکن جان بوجھ کر اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہو گا۔ اگر یہ نجاست ایک درہم کی مقدار سے زیادہ حصہ پر لگی ہو تو اب معاف نہیں ہو گی، اب اس کا دھونا ضروری ہو گا۔ دھوئے بغیر نماز پڑھی تو نماز نہیں ہو گی۔

☼ نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ اور مرغی کی بیٹ تو اس وقت اس کے وزن کے اعتبار سے اس کا حکم ہو گا، اس کے پھیلاؤ کا اعتبار نہیں ہو گا۔ چنانچہ اگر اس کی مقدار ساڑھے چار ماشہ (یعنی 4.35 گرام) یا اس سے کم وزن ہو تو معاف ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں، اب اس کا دھونا ضروری ہو گا۔

2: نجاست خفیفہ

ایسی نجاست کو کہتے ہیں جس کے متعلقہ دلائل باہم متعارض ہوں (یعنی بعض دلائل سے اس کا ناپاک ہونا ثابت ہو رہا ہو اور بعض دلائل سے اس کا پاک ہونا ثابت ہو رہا ہو) اس لیے اس کی ناپاکی؛ نجاستِ غلیظہ کے مقابلے میں کم اور ہلکی ہوتی ہے اور اس کی زیادہ مقدار معاف ہوتی ہے۔

مثال: تمام حرام پرندوں کی بیٹ، تمام حلال جانوروں کا پیشاب۔

حکم: نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن کے چوتھائی حصے کے برابر یا اس سے زیادہ لگی ہو تو معاف نہیں ہے۔ اگر چوتھائی حصے سے کم ہو تو معاف ہے۔ مثلاً اگر انگلی پر لگی ہو تو اس کا چوتھائی حصہ، اگر بازو پر لگی ہو تو اس کا چوتھائی حصہ، اسی طرح کپڑوں کے جس حصہ پر لگی ہو تو اُسی کا چوتھائی حصہ مراد ہو گا۔ چنانچہ جیب، آستین، دامن، کلی وغیرہ سب الگ الگ شمار ہوں گے۔

نجاستِ حقیقیہ کو دور کرنے کا طریقہ:

مختلف اشیاء کو دھونے کے مختلف طریقے ہیں جو ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

1: ایسی نجاست جس کا جسم نظر آتا ہو تو اس سے پاکی حاصل کرنے کے لیے اس نجاست کا جسم ختم کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک ہی مرتبہ دھونے سے اس نجاست کا جسم ختم ہو جاتا ہے تو وہ چیز پاک سمجھی جائے گی اور اگر ایک بار دھونے سے اس کا جسم ختم نہیں ہوتا تو اسے بار بار دھونا ضروری ہے اگرچہ تین بار سے زائد ہی کیوں نہ ہو۔ اس نجاست کا جسم ختم ہو جانا ضروری البتہ اس کا داغ اور بو خوب دھونے کے باوجود باقی رہے تب بھی وہ چیز پاک سمجھی جائے گی۔

2: ایسی نجاست جس کا جسم نظر نہ آتا ہو تو اس سے پاکی حاصل کرنے کے لیے اسے تین بار دھویا جائے۔ ہر مرتبہ نیا پانی استعمال کیا جائے اور ہر مرتبہ اس طرح نچوڑا جائے کہ قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں (پوری طرح خشک ہونا ضروری نہیں) خصوصاً تیسری مرتبہ خوب زور سے نچوڑا جائے۔

نظر نہ آنے والی نجاست سے پاکی حاصل کرنے میں تین بار پانی سے دھونا اور ہر مرتبہ نچوڑنا اس وقت ضروری ہے جب پانی جاری نہ ہو۔ اگر پانی جاری ہو مثلاً کپڑا نہر میں ڈال کر دھویا جائے یا کھلے نل کے نیچے رکھا جائے

اور اس پر اتنا پانی بہا دیا جائے جس سے دل کو اطمینان ہو جائے کہ اب نجاست دور ہو چکی ہو گی تو اب نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، اب یہ کپڑا پاک سمجھا جائے گا۔

3: جس چیز پر نجاست لگی ہے اگر وہ ایسی ہے جو نجاست کو جذب کر لیتی ہے اور اسے نچوڑا بھی نہ جا سکتا ہو جیسے بڑی چٹائی، دریاں، ٹاٹ، قالین تو اگر نجاست نظر آنے والی ہے تو اس کے جسم کو زائل کرنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی اور اگر نجاست نظر نہ آنے والی ہو تو اسے تین بار دھونا لازم ہے۔ ایک مرتبہ دھو کر اتنا وقفہ کیا جائے کہ قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں۔ اس طرح یہ چیزیں تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائیں گی۔

4: بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں مسام نہیں ہوتے اور وہ اشیاء نجاست کو جذب بھی نہیں کرتیں جیسے آئینہ، چھری، چاقو، پتھر سے بنے برتن۔ اگر انہیں نجاست لگ جائے تو درج ذیل تفصیل کے مطابق پاک کی جا سکتی ہیں:

☼ اگر پتلی نجاست لگی ہو جو خشک ہونے کے بعد نظر نہیں آتی جیسے پیشاب اور یہ اشیاء چاہے ملائم ہوں جیسے آئینہ یا کھردری اور نقش و نگار والی ہوں جیسے زیورات اور نقش والے برتن تو انہیں پاک کرنے کے لیے تین بار پانی سے دھونا لازم ہے اور ہر مرتبہ اتنا وقفہ کیا جائے کہ قطرات ٹپکنا بند ہو جائیں۔

☼ اگر گاڑھی نجاست لگی ہو جو خشک ہونے کے بعد نظر آتی ہے جیسے پاخانہ، خون وغیرہ اور اشیاء ملائم ہوں، کھردری نہ ہوں جیسے آئینہ، چھری، چاقو تو کپڑے، ٹشو پیپر وغیرہ سے پونچھنے اور مٹی پر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

☼ اگر گاڑھی نجاست لگی ہو جو خشک ہونے کے بعد نظر آتی ہے اور اشیاء ملائم نہ ہوں بلکہ کھردری اور نقش و نگار والی ہوں جیسے سونے چاندی کے زیورات اور منقش اور بیلدار برتن وغیرہ تو انہیں پاک کرنے کے لیے پانی سے دھونا لازم ہے۔ صرف پونچھنے اور رگڑنے سے پاک نہیں ہوں گی۔

نجاست کو دور کرنے کے متعلق مزید تفصیل ہماری کتاب "کتاب الفقہ" (حصہ اول) میں ملاحظہ فرمائیں۔

[5]: سونے کی دعا

أَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰى.

(صحیح البخاری: ج2 ص934 کتاب الدعوات باب وضع الید تحت الخد الیمنیٰ)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرا ہی نام لے کر سوتا اور اٹھتا ہوں۔

دوسرا سبق

[1]:تسمیہ

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

"تسمیہ" یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن حکیم کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فرق کے لیے نازل کی گئی ہے اور یہ کسی خاص سورت کے شروع کا حصہ نہیں ہے۔ آیت یہ ایک ہی ہے البتہ 114 میں سے 113 سورتوں کے شروع میں سورتوں کے درمیان فاصلے کے لیے لکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ ایک سورۃ التوبۃ کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہوئی نہیں ملتی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پیچھے سے تلاوت کرتے آرہے ہوں تو یہاں بسم اللہ نہیں پڑھیں گے اور اگر تلاوت شروع ہی یہاں سے کر رہے ہوں تو بسم اللہ پڑھیں گے۔

[2]: امام نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ".

(صحیح مسلم: ج1 ص172 کتاب الصلوٰۃ باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اونچی آواز سے) پڑھتے نہیں سنا۔

[3]: تقدیسِ ذات وصفاتِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ جسم، اعضائے جسم (جیسے ہاتھ، چہرہ، پنڈلیاں اور انگلیاں وغیرہ) اور لوازمِ جسم (جیسے کھانے، پینے، اترنے، چڑھنے اور دوڑنے وغیرہ) سے بھی پاک ہیں۔ قرآن وحدیث میں جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف اعضائے جسم یا مخلوق کی صفات کی نسبت ہے، وہاں ظاہری معانی بالاتفاق مراد نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کی

تعبیرات ہیں۔ پھر متقدمین کے نزدیک وہ صفات متشابہات میں سے ہیں، ان کی حقیقت اور مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا جبکہ متأخرین کے نزدیک ان کی حقیقت و مراد درجہ ظن میں معلوم ہے جیسے "ید اللہ" سے مراد قدرت باری تعالیٰ اور "اترنے" سے مراد رحمت کا متوجہ ہونا۔

صفات باری تعالیٰ کے متعلق مزید تفصیل میری فائل "توحید باری تعالیٰ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

[4]: نجاستِ حکمیہ کی اقسام واحکام

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: حدث اصغر

2: حدث اکبر

(1) حدث اصغر

بے وضو ہونے کی حالت کو "حدثِ اصغر" کہتے ہیں۔ اسے چھوٹی نجاستِ حکمیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

حدثِ اصغر کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں:

1: وضو کرنا

2: اگر پانی استعمال کرنے پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرنا۔

(2) حدث اکبر

بے غسل ہونے کی حالت کو "حدثِ اکبر" کہتے ہیں۔ اسے بڑی نجاستِ حکمیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

یہ تین طریقوں سے لاحق ہوتی ہے۔

[1]: جنابت

شہوت کے ساتھ منی اپنی جگہ سے خارج ہو کر جسم سے باہر نکل آئے۔

[2]: حیض

بالغہ عورت کو ہر ماہ آنے والا خون جو کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے۔

[3]: نفاس

زچگی (یعنی بچے کی ولادت) کے بعد آنے والا خون جس کی کم از کم مدت مقرر نہیں اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہو سکتا ہے۔

◆ حدث اکبر سے پاک ہونے کے دو طریقے ہیں:

1: غسل کرنا

2: اگر پانی استعمال کرنے پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرنا

[5]: سو کر اٹھنے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

(صحیح البخاری: ج ص 934 کتاب الدعوات باب مایقول اذانام)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں نیند کے بعد جگایا اور اسی کے پاس (ہم سب نے) اکٹھے ہونا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

تیسرا سبق

[1]: باری تعالیٰ کا تعارف

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾﴾

(سورۃ الفاتحۃ:1 تا4)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

[2]: چالیس احادیث یاد کرنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ .... قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِنْ أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللهُ فَقِيْهًا، وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا".

(شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص270 باب فی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری امت کے دینی امور کے متعلق چالیس حدیثیں یاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ بنا کر اٹھائیں گے اور میں قیامت کے دن اس کے لیے سفارش کروں گا اور (اس کے حق میں) گواہی دوں گا۔

[3]: عمومِ قدرت و تقدیرِ باری تعالیٰ

عمومِ قدرت باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ اپنے کیے ہوئے فیصلوں کے تبدیل کرنے پر قادر ہیں اگرچہ وہ اپنے فیصلوں کو بدلتے نہیں۔

تقدیرِ باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ بندے کو اختیار دیں گے تو بندہ اپنے اختیار سے یہ کام کرے گا یہ علمِ الٰہی ہوا، اور اللہ نے لکھ دیا کہ بندہ یہ کام کرے گا یہ امرِ الٰہی ہوا۔ اب علمِ الٰہی؛ امرِ الٰہی کے خلاف ہو یا امرِ الٰہی؛ علمِ الٰہی کے

خلاف ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو تقدیر صرف "علمِ الٰہی" کا نام نہیں بلکہ تقدیر علمِ الٰہی اور امرِ الٰہی کے مجموعے کا نام ہے۔

[4]: جوٹھے پانی کے احکام

انسان یا جانور کے پینے کے بعد برتن وغیرہ میں جو پانی بچ جاتا ہے اسے "جوٹھا پانی" کہتے ہیں۔

1: انسان کا جوٹھا پاک ہے؛ چاہے مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کافر، پاک ہو یا ناپاک (یعنی جنبی، حائضہ، نفاس والی)۔ ہاں اگر کسی انسان کے منہ میں کوئی نجس چیز لگی ہو جیسے شراب تو اَب اس کا جوٹھا ناپاک ہو گا۔

2: ایسے جانور جن کا گوشت حلال ہے ان کا جوٹھا بھی بلا کراہت پاک ہے جیسے اونٹ، گائے اور بکری۔

3: گھوڑے کا پسینہ، لعاب اور جوٹھا بھی بلا کراہت پاک ہے۔

4: بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر بلی کے منہ میں کوئی نجاست لگی ہو تو اس کا جوٹھا نجس ہو گا۔

5: ایسے جانور جو عام طور پر گھروں میں پائے جاتے ہیں جیسے چوہا، سانپ، چھپکلی تو ان کا جوٹھا مکروہ ہے۔

6: گدھے اور خچر کا جوٹھا مشکوک ہے۔ (اس کے حکم کی تفصیل آگے آ رہی ہے)

7: خنزیر کا جوٹھا نجس ہے۔

8: تمام درندوں؛ شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ کا جوٹھا نجس ہے۔

9: ایسی مرغی جو کھلی رہتی ہے اور ادھر ادھر سے گندگی اور ناپاک چیزیں کھاتی رہتی ہے تو اس کا جوٹھا مکروہ ہے اور جو مرغی ڈربے میں بند رہتی ہے اس کا جوٹھا پاک ہے۔

10: حلال پرندوں؛ مینا، طوطا، فاختہ کا جوٹھا پاک ہے جبکہ شکاری پرندوں؛ شکرا باز کا جوٹھا مکروہ ہے۔

[5]: بیت الخلاء میں جانے کی دعا

بِسۡمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَ الۡخَبَائِثِ.

(کتاب الدعاء للطبرانی: ص132 باب القول عند دخول الخلاء)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! میں شریر جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

چوتھا سبق

[1]:اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم مانگیے!

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾﴾

(سورۃ الفاتحۃ:5 تا7)

ترجمہ:(اے اللہ!) ہمیں سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر غضب کیا گیا اور نہ ہی ان کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

[2]: آمین آہستہ کہنا

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: "اٰمِيْنَ"، خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ.

(مسند ابی داؤد الطیالسی:ج1ص577 حدیث نمبر1117)

ترجمہ:حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ آواز سے آمین کہا۔

[3]: صدقِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کا کلام سچا اور واقع کے مطابق ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم رکھنا بھی کفر ہے۔

[4]:پانی کے مسائل واحکام

پانی کی دو قسمیں ہیں:

1:مطلق پانی 2:مقید پانی

1: مطلق پانی (عام پانی)

یہ وہ پانی ہے کہ جب پانی کا لفظ بولا جائے تو فوراً وہی پانی ذہن میں آئے جیسے کنویں کا پانی وغیرہ۔

2: مقید پانی

یہ وہ پانی ہے کہ جب پانی کا لفظ بولا جائے تو فوراً وہی پانی ذہن میں نہ آئے جیسے عرق گلاب وغیرہ۔ اس قسم کے پانی سے نجاست تو دور کی جاسکتی ہے لیکن وضو اور غسل کرنا درست نہیں۔

مطلق پانی کی قسمیں:

مطلق پانی میں درج ذیل قسم کے پانی شامل ہیں:

1: بارش کا پانی

2: کنویں / بورنگ کا پانی

3: دریا کا پانی

4: سمندر کا پانی

5: چشمے کا پانی

6: برف پگھلنے والا پانی

7: اَولوں کا پانی

حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی قسمیں:

حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی پانچ (5) قسمیں ہیں:

1: طاہِر مُطَہِّر غیر مکروہ

وہ پانی ہے جو خود پاک ہو اور دوسروں کو بلا کراہت پاک کرنے والا ہو۔ جیسے بارش، دریا، ندی، سمندر، چشمہ، کنویں کا پانی۔

حکم: اس پانی سے وضو کرنا، غسل کرنا اور ہر طرح کی نجاست دور کرنا جائز ہے۔

2: طاہِر مُطَہِّر مکروہ

وہ پانی ہے جو خود پاک ہو اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہو لیکن اس سے وضو اور غسل کرنے میں کراہت ہو۔ جیسے بلی کا جوٹھا پانی یا وہ قلیل پانی جس میں آدمی کا تھوک یا ناک کی رینٹ مل گئی ہو۔

حکم: اگر پہلی قسم کا پانی موجود ہو تو اس دوسری قسم کے پانی سے طہارت حاصل کرنا مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر پہلی قسم کا پانی موجود نہ ہو بلکہ صرف یہی پانی ہو تو اب اس سے طہارت حاصل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ نیز اس سے نجاست دور کرنا بھی جائز ہے۔

3: طاہر مشکوک

وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس کے مطہر ہونے میں شک ہو۔ جیسے گدھے یا خچر کا جوٹھا۔

حکم: اگر اس پانی کے علاوہ کوئی اور پانی موجود ہو تو اب اِس پانی سے وضو یا غسل کرنا درست نہیں ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہ ہو تو اب اِسی سے وضو اور غسل کر لیں اور تیمم بھی کر لیں۔ پھر اس میں اختیار ہے کہ پہلے وضو یا غسل کر لیں اور بعد میں تیمم کر لیں یا پہلے تیمم کر لیں اور بعد میں وضو یا غسل کر لیں۔ نیز اس سے نجاست دور کرنا بھی جائز ہے کیونکہ یہ پانی پاک ہوتا ہے۔

4: طاہِر غیر مُطَہِّر

وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن اس سے وضو یا غسل کرنا جائز نہ ہو۔ جیسے مُسْتَعْمَلْ پانی۔

فائدہ: "مستعمل پانی" اس پانی کو کہتے ہیں جس سے طہارت حاصل کرنے کی نیت سے وضو یا غسل کیا گیا ہو یا ثواب کی نیت سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو (یعنی اس سے وضو پر وضو کیا گیا ہو) لہٰذا اگر کوئی شخص محض وضو سکھانے کے لیے کسی کو وضو کر کے دکھائے تو یہ استعمال شدہ پانی؛ مستعمل نہیں کہلائے گا بلکہ یہ بدستور طاہر و مطہر رہے گا۔

حکم: اس پانی سے طہارت حاصل کرنا یعنی وضو یا غسل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن خود یہ پانی پاک ہے۔ اس لیے بدن یا کپڑے پر لگ جائے اور انسان نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ اسی طرح اس پانی سے نجاست کو بھی دور کیا جا

سکتا ہے۔

5: نَجِس

وہ پانی ہے جس میں کوئی ناپاک چیز شامل ہو جائے۔ جیسے پانی میں شراب، پیشاب، پاخانہ گر جائے۔

حکم: اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح ناپاک چیزوں کو اس پانی سے دھویا جائے تو وہ بھی پاک نہیں ہوتیں۔

[5]: بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

غُفْرَانَكَ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ.

(سنن ابن ماجۃ: ص26 ابواب الطہارۃ وسننھا باب مایقول اذا خرج من الخلاء)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری بخشش کا سوال کرتا ہوں، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف کو دور کر کے مجھے عافیت بخشی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پانچواں سبق

[1]: معبودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے

﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (۱۶۳)﴾

(سورۃ البقرۃ:163)

ترجمہ: اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

[2]: اسمائے حسنیٰ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ اسْمًا؛ مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ".

(سنن الترمذی:ج2ص88 کتاب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو آدمی ان کو یاد کرلے گا جنت میں داخل ہو گا۔

وہ مبارک نام یہ ہیں:

هُوَ اللهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِى الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِى الْمُمِيْتُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِيُ الْمُتَعَالِ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِى الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِى الْبَدِيْعُ الْبَاقِى الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ.

[3]: توحیدِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہیں، کسی کے باپ ہیں نہ بیٹے، کائنات کا ہر ذرہ اسی کا محتاج ہے، وہ کسی کے محتاج نہیں اور کل جہان کے خالق ومالک ہیں۔

[4]: استنجا کے اقسام واحکام

پیشاب پاخانہ کرنے کے بعد مخرج (پیشاب پاخانہ نکلنے کی جگہ) کو پانی، ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ سے پاک کرنے کو "استنجا" کہتے ہیں۔

استنجا کی پانچ قسمیں ہیں:

1: فرض

جب پیشاب یا پاخانہ اپنے مخرج سے بڑھ جائے اور بڑھی ہوئی یہ مقدار ایک درہم (2.75 سینٹی میٹر قطر کے دائرہ کی مقدار) سے زائد ہو تو اب پانی سے استنجا کرنا فرض ہے۔ اس صورت میں ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ استعمال کرنے سے پاکی حاصل نہیں ہو گی۔ اگر پانی سے استنجا کیے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہو گی۔

2: واجب

جب پیشاب یا پاخانہ اپنے مخرج سے بڑھ جائے اور بڑھی ہوئی یہ مقدار ایک درہم سے کم یا ایک درہم کے برابر ہو جائے تو اب پانی سے استنجا کرنا واجب ہے۔ اگر اس صورت میں ڈھیلا، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ استعمال کر کے نجاست کو دور کیا گیا اور پانی سے استنجا نہیں کیا گیا تو نماز مکروہ ہو گی۔ اگر کسی نے اس حالت میں نماز پڑھ لی تو بعد میں پانی سے استنجا کر کے اس نماز کا اعادہ لازم ہے۔

3: سنت

جب پیشاب یا پاخانہ اپنے مخرج سے نہ بڑھے بلکہ مخرج ہی پر اس کا اثر رہے تو پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ اگر اس صورت میں ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ سے استنجا کیا تب بھی درست ہے البتہ ان چیزوں کے استعمال کے بعد پانی کا استعمال کرنا افضل ہے۔

4: مستحب

اگر کسی نے صرف پیشاب کیا ہو، پاخانہ نہ کیا ہو تو استنجا کرنا مستحب ہے۔ اس صورت میں ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ پر اکتفا کرنا جائز ہے تاہم ان کے استعمال کے بعد پانی کا استعمال افضل ہے۔

نوٹ: یہ حکم اس وقت ہے جب پیشاب کے قطرے اپنی جگہ سے پھیلے نہ ہوں۔ اگر پیشاب کے قطرے اپنے مخرج سے ایک درہم (2.75 سینٹی میٹر قطر کے دائرہ کی مقدار) یا اس سے زیادہ بڑھ جائیں تو ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر کے استعمال کے بعد پانی استعمال کرنا لازم ہے۔

5: بدعت

بغیر کسی وجہ کے استنجا کرنا بدعت ہے۔ جیسے ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا۔

نوٹ: اوپر ذکر کی گئی پہلی چار صورتوں میں بھی بہتر یہی ہے کہ پہلے ڈھیلے، پتھر، ٹشو پیپر وغیرہ سے نجاست کو صاف کر لیا جائے، اس کے بعد پانی کا استعمال کیا جائے۔

[5]: وضو کے شروع اور درمیان کی دعا

شروع کی دعا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ص19 باب کیف التسمیۃ علی الوضوء)

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

درمیان کی دعا:

أَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِيۡ ذَنۡبِيۡ وَوَسِّعۡ لِيۡ فِيۡ دَارِيۡ وَبَارِكۡ لِيۡ فِيۡ رِزۡقِيۡ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ص20 باب مایقول بین ظھرانی وضوئہ)

ترجمہ: اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو کشادہ فرما اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

چھٹا سبق

[1]: توحید پر استقامت اور شرک سے بیزاری

﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴿١﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ﴿٤﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ لِيَ دِيْنِ ﴿٦﴾ ﴾

(سورۃ الکٰفرون)

ترجمہ: کہہ دیجیے اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور تم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور میں اس کی عبادت کرنے والا نہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور جس کی عبادت میں کرتا ہوں تم اس کی عبادت کرنے والے نہیں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

[2]: ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹوانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ". وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ.

(صحیح البخاری: ج2 ص875 کتاب اللباس. باب تقلیم الاظفار)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو؛ ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ لیتے تھے۔

[3]: شرک کا بیان

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور اسماء میں کسی کو شریک کرنا "شرک" کہلاتا ہے۔

نیز جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات والا صفات کے لیے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں کے لیے بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے لیے بجالانا بھی "شرک" ہے۔

شرک کی کئی صورتیں ہیں:

1: اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ مثلاً: عیسائیوں اور مجوسیوں کی طرح دو یا زائد خدا ماننا۔

2: غیب کی وہ باتیں جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں صراحت آئی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا؛ ایسی چیزیں بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا۔ مثلاً یہ کہنا کہ "فلاں شخص بھی اللہ کی عطا سے یہ جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی"۔

3: کسی بندے میں تصرف وقدرت کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے اور ساتھ یہ مانے کہ اس کا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانا اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادہ کا پابند نہیں ہے۔ اسی طرح رکوع وسجدہ وغیرہ جیسے افعال کسی مخلوق کے لیے عبادت کے طور پر نہیں بلکہ صرف تعظیم کے طور پر کرنا۔ اس کو "فسقیہ شرک" کہتے ہیں۔ پھر مخلوق میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شریک کیا جائے تو یہ "شرک" ہو گا اور کرنے والا "مشرک" ہو گا۔

[4]: وضو کے فرائض، سنتیں اور مستحبات

وضو کے فرائض:

[1]: ایک بار چہرہ دھونا۔

چہرے کی حدود یہ ہیں: پیشانی پر بال اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک۔

[2]: ایک بار کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھونا

[3]: ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا

[4]: ایک بار ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

یہ چیزیں وضو میں کرنا ضروری ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔

نوٹ: وضو کے فرائض پورے ہونے کی دو شرطیں ہیں:

1: اعضاء پر اتنا پانی بہانا کہ قطرات گرنے لگیں، اعضاء کو صرف تر کر لینا کافی نہیں۔

2: پانی کے جسم پر پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔ اگر کسی کے ہاتھوں پر ناخن پالش یا پینٹ لگا رہے تو وضو

نہیں ہو گا۔

وضو کی سنتیں:

وضو کی تیرہ سنتیں ہیں:

1: نیت کرنا
2: شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا
3: دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا
4: کلی کرنا
5: ناک میں پانی ڈالنا
6: مسواک کرنا
7: ڈاڑھی کا خلال کرنا
8: ہر عضو (چہرہ، بازو، پاؤں) کو تین بار دھونا
9: ایک بار پورے سر کا مسح کرنا
10: کانوں کا مسح کرنا
11: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا
12: ترتیب سے وضو کرنا
13: پے درپے وضو کرنا یعنی ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھولینا

وضو میں ان چیزوں کو سرانجام دینے کی احادیث مبارکہ میں بہت ترغیب آئی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز کبھی کبھار چھوٹ جائے تو وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ثواب میں کمی آتی ہے اور اگر کوئی شخص ان چیزوں کو چھوڑ دینے کی عادت بنالے تو ثواب میں تو اَب بھی کمی آئے گی لیکن یہ آدمی اس سے گنہگار بھی ہو گا۔ اس لیے وضو کرتے وقت سنن کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

نوٹ: وضو میں کوئی چیز واجب نہیں۔

وضو کے مستحبات و آداب:

1: وقت سے پہلے وضو کر کے نماز کے لیے تیار ہو جانا (بشرطیکہ یہ شخص معذورِ شرعی نہ ہو۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔)

2: قبلہ رخ بیٹھنا

3: ہر عضو دھوتے ہوئے کلمہ شہادت "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" پڑھنا

4: اعضاء کو دائیں جانب سے دھونا

5: اعضائے وضو کو مَل کر دھونا

6: اگر انگوٹھی پہنی ہو اور وہ تنگ نہ ہو تو اسے حرکت دے کر نیچے تک پانی پہنچانا (اگر تنگ ہو تو اسے حرکت دینا لازم ہے)

7: اعضائے وضو کو مبالغہ سے دھونا یعنی مقررہ حدود سے کچھ زیادہ دھونا

8: تَر چھنگلیا (بھیگی ہوئی چھوٹی انگلی) کان میں داخل کرنا

9: گردن کا مسح کرنا

10: بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا

11: وضو کے بعد کی دعا پڑھنا (آگے آرہی ہے)

12: کسی سے مدد لیے بغیر وضو کے کام خود سرانجام دینا

13: پانی ضائع نہ کرنا

[5]: وضو کے آخر کی دعا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

(سنن الترمذی: ج 1 ص 18 باب فیما یقال بعد الوضوء)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنادے۔

ساتواں سبق

[1]: رازق ذات

﴿اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ (۳۷)﴾

(سورۃ الروم:37)

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے، بیشک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

[2]: طلبِ علم ایک فریضہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ."

(سنن ابن ماجۃ: ص20 باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ علم کو نااہلوں کے سپرد کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے خنزیروں کو ہیرے، جواہرات اور سونے کے ہار پہنانے والا۔

[3]: خیالات کے درجات

دل میں کسی بات کا خیال آنے کے پانچ درجے ہیں:

1: ہاجس: کسی بات کا خیال دل میں اضطراراً (بے اختیار) آجانا۔

2: خاطر: کسی بات کا خیال دل میں قصداً لانا۔

3: حدیث نفس: تردد کی کیفیت ہونا کہ یہ کام کیا جائے یا نہیں۔

4: ہمّ: اس تردد میں کسی ایک جانب کو ترجیح دینا۔

5: عزم: ایک جانب ترجیح دے کر اسے اتنی تقویت دینا کہ اگر رکاوٹ نہ ہو تو کر گزرے۔

ان درجات کا حکم یہ ہے کہ..

- پہلے تین درجات (ہاجس، خاطر اور حدیثِ نفس) پر کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔
- چوتھے درجہ (ہمّ) میں اگر ترجیح خیر اور نیکی کی طرف ہے تو ثواب مرتب ہو گا، اگر ترجیح؛ شر اور گناہ کی طرف ہو گی تو مؤاخذہ نہیں۔
- پانچویں درجہ (عزم) میں اگر ترجیح خیر اور نیکی کی طرف ہے تو ثواب مرتب ہو گا، اگر ترجیح؛ شر اور گناہ کی طرف ہو گی تو مؤاخذہ ہو گا۔

گویا نیکی کے ارادے میں ہمّ و عزم (چوتھا اور پانچواں درجہ) دونوں برابر ہیں یعنی دونوں پر ثواب ہے جبکہ گناہ کے معاملے میں دونوں میں فرق ہے یعنی ہمّ (چوتھے درجہ) پر کوئی مؤاخذہ نہیں البتہ عزم (پانچویں درجہ) پر مؤاخذہ ہے۔

[4]: مکروہات و نواقضِ وضو

مکروہاتِ وضو

وضو کرتے ہوئے درج ذیل باتیں ناپسندیدہ ہیں۔ اس لیے ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

1: وضو کے دوران دنیاوی باتیں کرنا۔

2: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے منہ پر چھینٹیں مارنا۔

3: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے آنکھیں بند کرنا۔

4: پانی استعمال کرنے میں کنجوسی کرنا۔

5: پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا۔

6: بلا ضرورت وضو کے لیے کسی سے مدد لینا۔

نوٹ: اگر کوئی عذر یا مجبوری ہو تو مدد لینے میں کوئی حرج نہیں۔

نواقض وضو:

درج ذیل چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

[1]: پیشاب یا پاخانے کے مقام سے کسی چیز کا نکلنا۔ جیسے پیشاب، پاخانہ، ہوا، منی، مذی، ودی، حیض، نفاس، خونِ استحاضہ۔

[2]: خون یا پیپ کا جسم سے نکل کر ایسے حصے کی طرف بہنا جسے وضو یا غسل میں دھونا فرض ہو۔ (لہٰذا اگر کان یا آنکھ کے اندرونی حصہ میں خون یا پیپ نکل کر بہہ جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ ان حصوں کو وضو یا غسل میں دھونا فرض نہیں۔)

[3]: قے یعنی الٹی کرنا۔

اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض میں نہیں۔ تفصیل یہ ہے:

☼ قے میں کھانا، پانی یا پِت (زرد رنگ کا پانی جو پتّے میں ہوتا ہے اور روغنی خوراک کے ہضم کرنے میں معاون ہوتا ہے) نکلے اور قے منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر منہ بھر کر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ منہ بھر کر قے ہونے سے مراد یہ ہے کہ قے مشکل سے منہ میں رکے۔

☼ قے میں بلغم نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا چاہے کم نکلے یا زیادہ، قے منہ بھر کر ہو یا منہ بھر کر نہ ہو۔

☼ قے میں پتلا خون نکلے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے چاہے کم نکلے یا زیادہ، خون منہ بھر کر نکلے یا منہ بھر کر نہ نکلے۔

☼ قے میں جما ہوا خون (ٹکروں کی صورت میں) نکلے تو دیکھا جائے گا کہ اگر منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

[4]: پاگل ہو جانا

[5]: بے ہوش ہو جانا

[6]: نشہ آور چیز کھانا جس سے انسان کی چال ڈھال اپنی اصلی حالت پر برقرار نہ رہے اور اس کے منہ سے بہکی بہکی باتیں نکلنے لگیں۔

[7]: سو جانا

اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض میں نہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

☼ اگر کوئی شخص پہلو کے بل سو جائے، ایک کولہے پر سو جائے، چہرے کے بل یا چت لیٹ کر سو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☼ اگر کوئی شخص ہاتھ یا دیوار کے ساتھ اس طرح ٹیک لگا کر سویا کہ اس چیز کو ہٹایا جائے تو وہ گر جائے، ایسی صورت میں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☼ اگر کوئی شخص مسنون طریقہ سے نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کی کسی ہیئت میں سو جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا؛ چاہے حالتِ قیام ہو، حالتِ رکوع ہو، حالتِ سجدہ ہو یا حالتِ جلسہ۔ البتہ عورت اگر سجدے میں سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☼ صرف اونگھ آنے سے وضو نہیں توٹتا۔

[8]: بالغ مرد یا عورت کا رکوع اور سجدے والی نماز میں بیداری کی حالت میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔

واضح رہے کہ ہنسی کی تین قسمیں ہیں:

1: تبسم.... بغیر آواز کے مسکرانا

2: ضحک.... ایسی آواز سے ہنسنا کہ ساتھ والے کو آواز نہ سنائی دے۔

3: قہقہہ.... ایسی آواز سے ہنسنا کہ ساتھ والا بھی سن لے۔

ان کا حکم یہ ہے کہ......

"تبسم" سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا اور نماز بھی نہیں ٹوٹتی۔

"ضحک" سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

"قہقہہ" سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی۔

ان چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا:

1: خون یا پیپ جسم سے نکلے لیکن بہے نہیں بلکہ اپنی جگہ پر ہی قائم رہے۔

:2 کھانا، پانی، پِت یا جمے ہوئے خون کی قے ہوئی لیکن منہ بھر کر نہیں ہوئی۔

:3 بلغم کی قے آئے چاہے منہ بھر کر ہو یا منہ بھر کر نہ ہو۔

:4 بیوی کو چھونے سے۔

:5 اپنی شرم گاہ کو چھونے سے۔

:6 آنکھ میں دانہ تھا اور پھٹ گیا لیکن اس کا پانی آنکھ سے باہر نہیں آیا۔

:7 آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے۔

:8 اونٹ کا گوشت کھانے سے۔

:9 جنازہ اٹھانے سے۔

:10 شرم گاہ کے کھل جانے سے۔

:11 دودھ پینے سے۔ البتہ دودھ پینے کے بعد کلی کر لینا اچھا ہے۔

[5]: علمِ نافع کے حصول کے لیے دعا

أَللّٰھُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا. أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

(سنن الترمذی: ج2 ص517 کتاب الدعوات باب العفو والعافیۃ)

ترجمہ: اے اللہ! جو علم تو نے مجھے سکھایا ہے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے نفع دینے والا علم عطا فرما اور میرے علم میں اضافہ فرما، ہر حال میں تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

آٹھواں سبق

[1]: تثلیث نہیں، توحید!

﴿يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (۱۷۱)﴾

(سورۃالنساء:171)

ترجمہ: اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق بات کے علاوہ کوئی بات نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم تو محض اللہ کے رسول تھے اور اللہ کا ایک کلمہ تھا جو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور ایک روح تھی جو اسی کی طرف سے تھی۔ اس لیے اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ مت کہو کہ (خدا) تین ہیں۔ ایسا کہنے سے باز آجاؤ کہ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ایک ہی معبود ہے، اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو، آسمانوں میں زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور سب کی دیکھ بھال کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

[2]: اللہ تعالیٰ کا حلم وبردباری

عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلٰى أَذًى سَمِعَهٗ مِنَ اللهِ يَدَّعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ."

(صحیح البخاری: ج2 ص1097 باب قول اللہ تعالیٰ إِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تکلیف دِہ بات کو سن کر صبر کرنے والا اللہ سے بڑھ کر کوئی نہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ پھر بھی انہیں عافیت میں رکھتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے۔

[3]: اللہ تعالیٰ کا عدل و فضل

اللہ تعالیٰ جس طرح بندوں کے خالق ہیں اسی طرح بندوں کے افعال کے بھی خالق ہیں البتہ بندوں کے بعض افعال اضطراری ہیں جن میں بندے کے ارادہ، اختیار، خواہش و رغبت کا دخل نہیں ہوتا اور کچھ افعال اختیاری ہیں جن میں بندے کے طبعی شوق و رغبت یا طبعی نفرت و کراہت کا دخل ہوتا ہے۔ ان اختیاری افعال میں بندہ اپنے اختیار سے جو نیک کام کرے گا اس پر اسے اجر و ثواب ملے گا اور جو برا کام کرے گا اس پر اسے سزا ملے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عدل ہے البتہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس گناہ گار کو چاہے معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے ہدایت اور مغفرت مانگنی چاہیے۔

[4]: غسل کی اقسام

غسل کی تین قسمیں ہیں:

(1): فرض

مرد پر غسل صرف جنابت کی صورت میں فرض ہوتا ہے جبکہ عورتوں پر جنابت کے علاوہ حیض اور نفاس کے اختتام پر بھی فرض ہوتا ہے۔ اسی طرح میت کو غسل دینا بھی فرض ہوتا ہے۔

(2): سنت

جمعہ کے دن، عید الفطر، عید الاضحیٰ، احرام باندھنے سے پہلے اور عرفہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

(3): مستحب

خوف کے وقت، سفر سے واپسی پر، آندھی کے وقت، سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔

فائدہ:

مَنی: جب آدمی ہمبستری کرے تو شہوت کے ساتھ جو مادہ نکلتا ہے اسے "مَنی" کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے۔

مَذی: جب آدمی ہمبستری کرنے لگے تو شہوت کے ساتھ جو قطرے نکلیں اور اس سے جوش مزید بڑھ جائے اسے "مَذی" کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔

وَدی: وہ سفید مادہ جو کسی بیماری کی وجہ سے یا کوئی وزنی چیز اٹھانے کی وجہ سے یا پیشاب کرنے کے بعد بغیر کسی وجہ کے نکلے اسے "وَدی" کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے بھی صرف وضو ٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔

[5]: مسجد میں داخل ہونے کی دعا

أَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .

(صحیح مسلم: ج1 ص248 کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا. باب مایقول اذا دخل المسجد)

ترجمہ: اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

نواں سبق

[1]: پانچ باتوں کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے

﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (٣٤)﴾

(سورۃ لقمٰن:34)

ترجمہ: بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے جو (مادہ جاندار کے) رحموں میں ہے، اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں وہ مرے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔

[2]: پردہ پوشی کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

(صحیح البخاری: ج1 ص330 ابواب المظالم والقصاص باب لایظلم المسلمُ المسلمَ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

[3]: اللہ تعالیٰ مُسَبِّب الاسباب ہیں

ہر چیز کا وجود اور عدم اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہر چیز کی کیفیت، خاصیت اور اس کی تاثیر کا ہونا اور نہ ہونا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ مسبب الاسباب ہے، کائنات کے اسباب اسی کی مخلوق ہیں اور اسباب کی سببیت بھی اس کی مخلوق اور اسی کی مشیت کے تابع ہے۔ دنیا کی کوئی چیز اپنی ذات میں مؤثر نہیں؛ نہ لطف و ثواب نہ قہر و عذاب۔

انسان جو اسباب اختیار کرتا ہے اس کی مختلف شکلیں ہیں:

- روحانی اسباب: جیسے دعا، عبادت، ذکر اللہ۔
- مادی اسباب: جیسے محنت، تعلیم، مہارتوں کا سیکھنا۔
- سماجی اسباب: جیسے دوستی، رشتہ داری، باہمی تعاون، معاشرتی تعلقات۔
- صحت کے اسباب: جیسے ورزش، اچھی خوراک، ذہنی صحت کی دیکھ بھال۔

انسان کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اسباب اختیار کرتے رہنا چاہیے لیکن نظر صرف مُسبّب الاسباب پر ہونی چاہیے کیونکہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں، اللہ تعالیٰ نتیجہ مرتب کرنے میں کسی سبب کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو بغیر سبب کے بھی نتیجہ مرتب کر دیتے ہیں جیسے بغیر والدین کے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، بغیر والد کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

اسی طرح اسباب کے اندر تاثیر بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا فرماتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تاثیر اٹھالیں تو سبب موجود ہونے کے باوجود نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلائی لیکن اللہ تعالیٰ نے چھری سے کاٹنے کی تاثیر اٹھادی اس لیے چھری نے کاٹا نہیں۔ نمرود نے آگ جلا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے آگ سے جلانے کی تاثیر اٹھالی تو آگ نے جلایا نہیں۔

[4]: غسل کے فرائض اور سنتیں

غسل کے فرائض:

غسل کے تین فرائض ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی رہ جائے تو غسل نہیں ہوتا۔

1: اچھی طرح کلی کرنا تاکہ پانی پورے منہ میں پہنچ جائے۔ (اگر روزہ نہ ہو تو غرارہ کرلینا چاہیے۔ غسل میں غرارہ کرنا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے۔)

2: ناک کی نرم ہڈی تک پانی پہنچانا جہاں تک آلائش رہتی ہے۔ (اگر روزہ نہ ہو تو سانس کے ذریعے ناک کی نرم ہڈی سے اوپر تک پانی چڑھا لیا جائے۔ ناک میں پانی ڈالنے کے لیے مبالغہ کرنا یعنی سانس کے ذریعے پانی نرم ہڈی سے اوپر تک چڑھانا مسنون ہے، فرض نہیں)

3: تمام بدن پر ایک مرتبہ اس طرح پانی بہانا کہ بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔

غسل کی سنتیں:

غسل میں درج ذیل چیزیں مسنون ہیں:

1: شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

نوٹ: بسم اللہ غسل خانہ میں داخل ہونے سے پہلے پڑھی جائے۔

2: نیت کرنا

3: دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا

3: بدن کے جس حصے پر نجاست لگی ہو اس کو دھونا

5: استنجا کرنا

6: مکمل وضو کرنا

7: پہلے سر پر، پھر دائیں اور پھر بائیں کندھے پر پانی بہانا

8: پے درپے غسل کرنا یعنی ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھو لینا۔

9: جسم کو مَل کر دھونا

10: سارا بدن تین بار دھونا

[5]: مسجد سے باہر نکلنے کی دعا

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

(صحیح مسلم: ج1 ص248 کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا. باب مایقول اذا دخل المسجد)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل و کرم کا سوال کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

دسواں سبق

[1]: ملائکہ کی صفات

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ (۲۰۶)﴾

(سورۃ الاعراف:206)

ترجمہ: بیشک جو(فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر کر کے منہ نہیں موڑتے اوراس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

نوٹ: یہ آیت سجدہ ہے اگر آپ نے اس آیت کی تلاوت کرلی ہے تو آپ پر سجدہ تلاوت لازم ہو چکا ہے۔

[2]: کامل مسلمان کی علامات

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ".

(صحیح البخاری: ج1 ص6 کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کی ایذاء) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

[3]: ملائکہ کے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ نے ان کو نور سے پیدا فرمایا ہے۔ یہ ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ نہ مرد اور نہ ہی عورت ہیں۔ جن کاموں پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مقرر کیا ہے ان کو سرانجام دیتے رہتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے البتہ ان میں سے چار حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام مقرب اور مشہور ہیں۔

فائدہ: انسانوں اور فرشتوں میں باہمی فضیلت

اکابرین واسلاف کی عبارات کے پیشِ نظر درج ذیل موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔

(1): انبیاء ورسل علیہم السلام مقربین ملائکہ یعنی جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت، حاملین عرش وغیرہ سے افضل ہیں۔

(2): مقربین ملائکہ؛ دیگر ملائکہ اور خواص بشر؛ اولیاء، اتقیاء، صلحاء سے افضل ہیں۔

(3): خواص بشر؛ عام ملائکہ سے افضل ہیں۔

(4): عام ملائکہ؛ عام انسانوں سے افضل ہیں۔

[4]: تیمم کے مسائل واحکام

تیمم کے فرائض:

تیمم کے دو فرض ہیں:

1: مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے پر اس طرح ہاتھ ملنا کہ کوئی جگہ چھوٹ نہ پائے۔

2: مٹی پر ہاتھ مار کر بازوؤں پر اس طرح ہاتھ ملنا کہ کوئی جگہ چھوٹ نہ پائے۔

تیمم کی سنتیں:

1: شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

2: پے در پے تیمم کرنا یعنی چہرے اور بازوؤں پر مسح کرنے کے درمیان کوئی اور کام نہ کرنا جیسے کھانا پینا۔

3: ترتیب سے تیمم کرنا یعنی پہلے چہرے کا مسح، پھر دائیں بازو کا، پھر بائیں بازو کا۔

4: مٹی پر ہاتھوں کو آگے پیچھے حرکت دینا۔

5: مٹی پر ہاتھ مارتے ہوئے دونوں ہاتھ کھلے رکھنا۔

6: مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھ جھاڑ لینا۔

7: انگلیوں کا خلال کرنا۔

تیمم کرنے کا طریقہ:

سب سے پہلے حدث سے پاک ہونے کی نیت کریں۔ پھر دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر جھاڑ لیں اور پورے

چہرے پر اس طرح پھیریں کہ کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر جھاڑ لیں اور دونوں بازوؤں پر اچھی طرح پھیر لیں۔ آخر میں انگلیوں کا خلال کر لیں۔

تیمم کے صحیح ہونے کی شرائط:

درج ذیل سات شرائط پائی جائیں تو تیمم صحیح ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ ذیل میں تفصیلاً پیش کی جاتی ہیں:

پہلی شرط:

نیت کرنا۔ یعنی دل میں پاک ہونے کا ارادہ کرنا یا اس کام کے جائز ہونے کا ارادہ کرنا جو وضو یا غسل کے بغیر نہیں ہوتا۔ زبان سے بھی اگر اس نیت کا اظہار کیا جائے تو اچھا ہے۔

دوسری شرط:

تیمم کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ جن مجبوریوں کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہوتا ہے ان میں سے کوئی مجبوری پائی جائے۔ وہ مجبوریاں یہ ہیں:

1: پانی چاروں طرف سے کم از کم ایک میل (یعنی 1.609 کلو میٹر) دور ہو۔

2: پانی تو موجود ہو لیکن اس شخص کا غالب گمان ہو یا کسی ماہر ڈاکٹر نے بتایا ہو کہ اگر پانی استعمال کر لیا تو بیمار ہو جائے گا یا بیماری بڑھ جائے گی یا جو بیماری لاحق ہے اس سے صحت یابی کافی دیر سے ہو گی۔

3: غالب گمان ہو کہ اگر پانی استعمال کر لیا تو معذور ہو جائے گا یا مر جائے گا۔

4: پانی تو موجود ہو لیکن خطرہ ہو کہ وضو یا غسل کر لیا تو بعد میں سخت پیاس لگنے کی صورت میں مزید پانی نہیں ملے گا۔

5: پانی تو موجود ہو لیکن اسے حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔ جیسے کنویں کے کنارے کھڑا ہو لیکن ڈول یا رسی نہ ہو یا الیکٹرک پمپ لگا ہو لیکن بجلی نہ ہو۔

6: پانی تو موجود ہو لیکن اس تک پہنچنے میں جان کا خطرہ ہو۔ مثلاً کنویں یا تالاب کے قریب کوئی دشمن یا کوئی درندہ موجود ہے جس سے جان کا خطرہ ہے۔

7: ایسی نماز کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو جس کی قضا نہیں ہوتی تو پانی کے پائے جانے کے باوجود تیمم کرنا جائز ہے۔ مثلاً مرد نمازِ جنازہ یا نمازِ عید کے لیے جائیں اور دیکھیں کہ نماز ہو رہی ہے اور اگر ہم وضو کرنے چلے گئے تو نماز ختم ہو جائے گی تو یہ لوگ وضو کے بجائے تیمم کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر نمازِ جمعہ کے لیے گئے لیکن وہاں جمعہ کی نماز کھڑی تھی۔ ان لوگوں کا وضو نہیں تھا تو اب وضو کر کے نماز پڑھنا لازم ہے کیونکہ اگر جمعہ فوت ہو گیا تو اس کا بدل ظہر کی نماز ہے یا اس علاقے میں کوئی دوسرا جمعہ ہے۔ اس لیے اس صورت میں تیمم جائز نہیں ہو گا۔

تیسری شرط:

مٹی یا جو چیزیں مٹی کی جنس میں شمار ہوتی ہیں ان پر تیمم درست ہے اور جو چیزیں مٹی کی جنس سے شمار نہیں ہوتیں ان پر تیمم درست نہیں ہے۔ درج ذیل چیزیں مٹی کی جنس سے ہوتی ہیں:

1: ایسی چیزیں جو جلانے سے نہ جلیں۔

2: ایسی چیزیں جو پگھلانے سے نہ پگھلیں۔

3: ایسی چیزیں جو زمین میں دفن کرنے سے نہ گلیں، نہ سڑیں۔

چنانچہ ریت، چونا، عام پتھر، سنگ مرمر وغیرہ مٹی کی جنس سے شمار ہوتے ہیں اس لیے ان پر تیمم کرنا درست ہے۔ سونا، چاندی، تانبے کے برتن، گندم، لکڑی، اناج، کپڑا وغیرہ جیسی چیزیں مٹی کی جنس سے شمار نہیں ہوتیں اس لیے ان پر تیمم درست نہیں۔ ہاں اگر کپڑے، تکیے، تانبے کے برتن وغیرہ پر اتنی گرد لگی ہو کہ اگر ان پر ہاتھ پھیریں تو ہاتھ پر اچھی طرح لگ جاتی ہو تو اب ان پر تیمم درست ہو گا۔

چوتھی شرط:

اپنے چہرے اور کہنیوں سمیت بازوؤں پر اس طرح مسح کرنا کہ بال برابر جگہ بھی نہ چھوٹے۔ اس لیے اگر بھوؤں کے نیچے، آنکھوں کے اوپر یا ان جیسی جگہوں پر مسح نہیں کیا جو چہرے اور بازوؤں کی حدود میں آتی ہیں تو تیمم صحیح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر جسم پر کوئی چیز مثلاً ناخن پالش، رنگ، آٹا لگا ہو جس کی وجہ سے جلد پر مسح نہ ہوا تو بھی تیمم صحیح نہیں ہو گا۔ اس لیے تیمم کرنے سے پہلے ان چیزوں کو اتار لینا چاہیے۔

پانچویں شرط:

تیمم کرنے والا شخص مسح کرتے وقت اپنا مکمل ہاتھ یا ہاتھ کا اکثر حصہ استعمال کرے۔ ہاتھ کی تین انگلیاں ہاتھ کا اکثر حصہ شمار ہوتی ہیں۔ اس لیے اگر کسی نے صرف ایک یا دو انگلیوں سے مسح کیا تو تیمم صحیح نہیں ہو گا۔

چھٹی شرط:

تیمم کے لیے دو ضربیں لگانا ضروری ہے۔ یعنی دونوں ہاتھوں کا اندرونی حصہ زمین پر دو مرتبہ مارا جائے؛ ایک بار چہرہ پر مسح کرنے کے لیے اور دوسری بار دونوں ہاتھوں پر مسح کرنے کے لیے۔

ساتویں شرط:

تیمم کے صحیح ہونے میں رکاوٹ اور مانع نہ ہونا۔ یعنی ایسی کوئی چیز نہ پائی جائے جو تیمم کے صحیح ہونے میں رکاوٹ بنتی ہو۔ مثلاً عورت کا حیض یا نفاس میں ہونا۔

نواقضِ تیمم:

1: جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسے پیشاب، پاخانہ، منی کا نکلنا۔

2: کسی نے وضو کا تیمم کیا تھا۔ اگر اسے اتنا پانی مل جائے جس سے وضو ہو سکے تو اب تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے غسل کا تیمم کیا تھا اور غسل کرنے کے بقدر پانی مل گیا تو بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔

3: بیماری کی وجہ سے تیمم کیا تھا۔ اب بیماری سے صحت یابی ہو گئی اور وضو یا غسل کرنا اب نقصان دہ نہیں رہا تو اب بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔

[5]: گھر سے نکلنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ.

(سنن الترمذی: ج2 ص181 باب ماجاء مایقول اذا خرج من بیتہ)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں، (بے شک) گناہوں سے بچنے اور نیکی کی طرف آنے کی قوت اللہ ہی سے ملتی ہے۔

گیارھواں سبق

[1]: انبیاء سابقین علیہم السلام و کتبِ سابقہ

﴿اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡكَ كَمَآ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ۚ وَ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ وَ عِیۡسٰی وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡنُسَ وَ هٰرُوۡنَ وَ سُلَیۡمٰنَ ۚ وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۱۶۳﴾ وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَیۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَیۡكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰی تَكۡلِیۡمًا ﴿۱۶۴﴾﴾

(سورۃ النساء: 163، 164)

ترجمہ: (اے نبی!) ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح اور ان کے بعد دیگر انبیاء کے پاس بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اولادِ یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔ بہت سے رسول ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اور بہت سے رسول ایسے بھی ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے اور موسیٰ سے تو اللہ تعالیٰ نے براہ راست کلام کیا۔

[2]: تعداد انبیاء و رسل علیہم السلام

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَمْ وَفَاءُ عِدَّۃِ الْاَنْبِیَاءِ؟ قَالَ: مِائَۃُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا. اَلرُّسُلُ مِنْ ذٰلِکَ ثَلٰثُ مِائَۃٍ وَّخَمْسَۃَ عَشَرَ جَمًّا غَفِیْرًا.

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 511 باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! انبیاء کی پوری تعداد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے رسولوں کی تعداد تین سو پندرہ ہے جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

وضاحت:

انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد کو بیان کرتے ہوئے عدد کو حتمی طور پر ذکر نہ کیا جائے بلکہ احتیاط سے کام لیتے ہوئے یوں کہا جائے: ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش۔

اس کی وجوہات یہ ہیں:

1: جن روایات میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد کا ذکر ہے ان روایات پر کلام ہے۔

2: یہ روایات؛ اخبارِ آحاد ہیں۔ اگر انہیں صحیح بھی مان لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ظن کا فائدہ دیں گی جبکہ اعتقاد کے باب میں قطعیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

3: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا ﴿۱۶۴﴾﴾

(سورۃ النساء:164)

ترجمہ: اور ہم نے کئی ایسے رسول بھیجے جن کے واقعات ہم نے آپ کو پہلے سنا دیے ہیں اور کئی رسول ایسے ہیں جن کے قصے ہم نے آپ کو نہیں سنائے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست باتیں کیں۔

اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے ہیں اور بعض کے احوال آپ کو نہیں بتائے، اگر ہم یقین کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد بیان کریں تو اس میں خطرہ ہے کہ کسی غیر نبی کو اللہ کا نبی قرار دیا جائے یا کسی نبی کو انبیاء کی فہرست سے نکال دیا جائے۔

[3]: نبوت کے متعلق عقائد

حقیقتِ نبوت:

"نبی" ایسے انسان کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو، معصوم عن الخطا ہو اور اس کی اتباع اور پیروی فرض ہو یعنی وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو اور اس کی تابعداری کرنا فرض ہو۔ ان صفات کو انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی اور انسان کے لیے ثابت کرنا اگرچہ اس کے لیے نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے، کفر ہے۔

نوٹ: نبی ہمیشہ مرد ہوتا ہے، عورت نبی نہیں بن سکتی اور جنات کے لیے بھی انسان ہی نبی ہوتا ہے۔ نبوت وہی چیز ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے عطا ہوتی ہے، اپنی محنت سے عبادت کرکے کوئی شخص نہ نبی بن سکتا ہے اور نہ ہی نبی کے مرتبہ اور مقام کو پہنچ سکتا ہے۔

صداقتِ نبوت:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی اور رسول آئے سارے برحق اور سچے ہیں۔

دوامِ نبوت:

انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی مبارک قبروں میں اسی طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں نبی اور رسول تھے۔ البتہ اب باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قیامت تک کے لیے نجات کا مدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی نیند:

نیند کی حالت میں انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا اس لیے ان مبارک ہستیوں کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہے اور نیند کے باوجود انبیاء کرام علیہم السلام کا وضو باقی رہتا ہے۔

[4]: موزوں پر مسح کے احکام

"موزہ" چمڑے کی جرابوں کو کہتے ہیں۔ اس پر مسح کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

1: موزہ کو مکمل طہارت کی حالت میں پہنا ہو۔

2: موزہ اتنا اونچا ہو کہ کم از کم ٹخنوں کو چھپا لے۔

3: موزہ پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر یا اس سے زیادہ پھٹا ہوا نہ ہو۔

فائدہ: اگر جرابیں ایسی ہوں جو صفات میں موزے کی طرح ہوں تو وہ بھی موزے کے حکم میں ہوں گی اور ان پر مسح کرنا بھی درست ہو گا۔ وہ صفات یہ ہیں:

1: پنڈلی پر بغیر باندھے (مثلاً ربڑ وغیرہ سے) ہوئے قائم رہ سکیں اور یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس کی ضخامت اور موٹا ہونے کی وجہ سے ہو۔

2: ان میں پانی نہ چھنے یعنی ان پر پانی گرائیں تو پانی ان میں اتر کر پاؤں تک نہ پہنچ سکے۔

3: اس میں کم از کم تین میل (4.8 کلو میٹر) کی مسافت بغیر جوتے کے سفر کرنا ممکن ہو۔

مذکورہ شرائط اگر جرابوں میں پائی جائیں تو وہ کہنے میں تو جرابیں ہوں گی مگر دراصل موزے ہوں گے، اس لیے ان پر بھی مسح درست ہو گا۔

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ:

فرض مقدار: مسح کی فرض مقدار یہ ہے کہ ہاتھ کی تین انگلیوں کی مقدار موزے کے اوپر مسح کیا جائے۔

مستحب مقدار: پورے ہاتھ کو انگلیوں اور ہتھیلی سمیت گیلا کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں پاؤں پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو پنڈلی کی طرف ٹخنوں سے اوپر تک کھینچ لیں۔

بعض لوگ پوری انگلیوں کے بجائے صرف انگلیوں کے پوروں سے مسح کر لیتے ہیں، اس طریقے سے مسح تو ہو جاتا ہے لیکن یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔

نواقضِ مسح:

1: اگر ایک موزہ اتار دیں یا کم از کم ایک پاؤں کی ایڑی باہر نکال لیں تو مسح ٹوٹ جائے گا۔

2: مقیم کے لیے مدت مسح 24 گھنٹے ہے اور مسافر کے لیے 72 گھنٹے ہیں۔ جب مدت گزر جائے تو موزہ اتار کر پاؤں دھونا ضروری ہو جاتا ہے۔

نوٹ: موجودہ دور میں جو اونی اور سوتی جرابیں ہیں ان پر مسح کرنا کسی صورت جائز نہیں۔ اگر کسی نے ایسی جرابوں پر مسح کر کے نماز پڑھائی تو امام سمیت تمام مقتدیوں کی نماز نہ ہو گی۔ اگر کسی نے اکیلے نماز پڑھی تو اس کی نماز نہ ہو گی۔ ایسی نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

[5]: نقصان پہنچنے کے وقت کی دعا

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ.

(سورۃ البقرۃ:156، عمل الیوم واللیلہ: ص:626 باب مایقول من اُصیب بمصیبۃ)

ترجمہ: بے شک ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

بارھواں سبق

[1]: صداقتِ قرآن

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (۸۸)﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:88)

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اگر تمام انسان وجنات اس جیسا قرآن لانے پر جمع ہو جائیں تو بھی اس جیسا قرآن نہیں لا سکتے چاہے وہ اس کے لیے ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔

[2]: اذان واقامت کا مسنون طریقہ

عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ بِلَالٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ.

(شرح معانی الآثار للطحاوی: ج1 ص101 کتاب الصلاۃ باب الاقامۃ کیف ھی؟)

ترجمہ: حضرت اسود (بن یزید النخعی التابعی) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کے کلمات کو دو دو مرتبہ کہا کرتے تھے۔

[3]: آسمانی کتب کے متعلق عقائد

کتبِ سماویہ:

جس زمانے میں جس نبی پر جو کتاب؛ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی وہ برحق اور سچی تھی، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ البتہ باقی کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب قیامت تک کے لیے کتب سماویہ میں سے واجب الاتباع اور نجات کا مدار صرف قرآن کریم ہی ہے۔

صداقتِ قرآن:

”سورۃ الفاتحہ“ سے لے کر ”والناس“ تک قرآن کریم کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے اس میں ایک بھی لفظ بلکہ

حرف کے انکار یا تحریف کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

[4]: اذان و اقامت کے مسائل و احکام

(1): پہلے وضو کیا جائے۔ اگر اسپیکر ہو تو ٹھیک ورنہ بلند مقام پر قبلہ رخ ہو کر شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے سوراخوں کو بند کر کے بلند آواز سے اذان کہی جائے۔

(2): اذان اور اقامت کہنے میں یہ فرق ملحوظ ہوتے ہیں:

☆ اذان ٹھہر ٹھہر کر جبکہ اقامت جلدی جلدی کہی جاتی ہے۔

☆ اذان میں ہر جملہ الگ الگ جبکہ اقامت میں دو دو جملے ملا کر پڑھے جاتے ہیں اور ہر جملے کے آخری حرف کو سکون یعنی جزم کے ساتھ وقف کیے بغیر پڑھا جائے گا۔

(3): اذان کے کل کلمات 15 ہیں جو درج ذیل ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ [اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے]

اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ [اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے]

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ [میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں]

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ [میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں]

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہُ [میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں]

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہُ [میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں]

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ [نماز کی طرف آؤ]

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ [نماز کی طرف آؤ]

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحُ [کامیابی کی طرف آؤ]

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحُ [کامیابی کی طرف آؤ]

اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ [اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے]

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ [اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں]

فجر کی اذان میں "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ" کے بعد ان کلمات کا اضافہ کیا جاتا ہے:

اَلصَّلٰوۃُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمْ [نماز نیند سے بہتر ہے]

اَلصَّلٰوۃُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمْ [نماز نیند سے بہتر ہے]

(4): اقامت کے کلمات بھی اذان کے کلمات کی طرح ہیں البتہ اقامت میں "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ" کے بعد ان کلمات کا اضافہ کیا جاتا ہے:

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ [بے شک نماز کھڑی ہو گئی ہے]

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ [بے شک نماز کھڑی ہو گئی ہے]

(5): اذان کہنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ محلے میں اگر ایک شخص اذان کہے تو یہ سنت سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے اور اگر بستی والے اذان چھوڑنے کا فیصلہ کر لیں تو امیر المؤمنین ان سے جنگ کر سکتا ہے۔

(6): اذان پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کے لیے مسنون ہے، اس کے علاوہ کسی نماز کے لیے اذان کہنا جائز نہیں۔

(7): اذان و اقامت کے درست ہونے کی شرائط یہ ہیں:

☆: اذان و اقامت کہنے والے کا مسلمان ہونا۔

☆: اذان و اقامت کہنے والے کا مرد ہونا۔ عورت کی اذان و اقامت مکروہِ تحریمی ہے۔ اگر کسی عورت نے اذان کہی تو اس کا اعادہ واجب ہے البتہ اقامت کا اعادہ نہیں ہو گا۔

☆: اذان و اقامت کہنے والے کا عاقل ہونا۔ لہٰذا مجنون، نشہ کرنے والا اور ناسمجھ بچے کی اذان و اقامت مکروہ ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے اذان کہی تو اس کا اعادہ واجب ہے البتہ اقامت کا اعادہ نہیں ہو گا۔

☆: اذان و اقامت کہنے والے کا جنابت سے پاک ہونا۔ جنابت کی حالت میں اذان و اقامت کہنا مکروہِ تحریمی ہے البتہ ایسی صورت میں اذان کا اعادہ مستحب ہے، اقامت کا اعادہ نہیں ہو گا۔

☆: اذان و اقامت کے الفاظ کا عربی زبان میں ہونا اور وہی الفاظ ہونا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔

☆: جس نماز کے لیے اذان کہی ہو اس نماز کا وقت ہونا۔

(8): ان مواقع پر اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے:

1: نماز کی حالت میں

2: خطبہ کے دوران

3: دینی اسباق کے دوران

4: کھانے پینے کے دوران

5: پیشاب پاخانہ کے دوران

6: غسل کے دوران

7: حالت حیض میں

8: حالت نفاس میں

9: جماع کے دوران

[5]: اذان کے بعد کی دعا

أَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ.

(صحیح البخاری: ج 1 ص 86 باب الدعاء عند النداء)

ترجمہ: اے اللہ! اے اس دعوت کاملہ اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

نوٹ: "وَعَدْتَّہٗ" تک صحیح البخاری میں ہے۔ بیہقی کی روایت میں "اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ" کے الفاظ بھی قوی سند سے آئے ہیں۔ البتہ "وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" کے الفاظ اس موقع پر اپنی طرف سے زائد نہ کیے جائیں کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

تیرھواں سبق

[1]: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر انعاماتِ الٰہیہ کی بارش

﴿اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ (۲) اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (۳)﴾

(سورۃ الکوثر)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے۔ لہٰذا اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ بلاشبہ آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہو گا۔

[2]: فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت

فجر کا مستحب وقت:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهٗ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ".

(سنن الترمذی: ج1 ص40 ابواب الصلوٰۃ. باب ماجاء فی الاسفار بالفجر)

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: نماز فجر کو خوب روشنی میں پڑھا کرو کیونکہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

ظہر کا مستحب وقت (گرمیوں میں):

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ."

(صحیح البخاری: ج1 ص77 کتاب مواقیت الصلاۃ باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے ہے۔

ظہر کا مستحب وقت (سردیوں میں):

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ.

(سنن النسائی: ج1 ص87 کتاب المواقیت. باب تعجیل الظہر فی البرد)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے موسم میں نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھتے تھے اور سردی کے موسم میں جلدی ادا فرماتے تھے۔

عصر کا مستحب وقت:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً.

(سنن ابی داؤد: ج1 ص65 کتاب الصلاۃ باب فی وقت صلوۃ العصر)

ترجمہ: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ میں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر کو سورج کے صاف اور چمکدار ہونے تک مؤخر کیا کرتے تھے۔

[3]: عظمتِ انبیاء کرام علیہم السلام وعلومِ نبوت

عظمتِ انبیاء کرام علیہم السلام:

کائنات کی تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ مرتبہ اور مقام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے اعلیٰ و افضل اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

عظمتِ علومِ نبوت:

ہر نبی اپنے زمانے میں شریعتِ مطہرہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اور ہر نبی کو لوازمِ نبوت علوم سارے کے سارے عطا ہوتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اوّلین و آخرین کے نبی ہیں اس لیے حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کو اوّلین و آخرین کے اور تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا کیے گئے۔

[4]: نمازوں کے اوقات کا بیان

فجر کا وقت:

نمازِ فجر کا وقت صبحِ صادق کے طلوع ہونے سے لے کر طلوعِ شمس تک ہوتا ہے۔ رات کے آخری حصے میں صبح ہونے سے پہلے مشرق کی جانب افق پر مشرق سے مغرب تک ایک سفیدی دکھائی دیتی ہے جو کچھ ہی دیر میں ختم ہو جاتی ہے۔ اسے "صبحِ کاذب" کہتے ہیں۔ اس کے کچھ دیر بعد مشرق کی جانب آسمان کے کناروں پر چوڑائی میں ایک سفیدی دکھائی دیتی ہے جو آہستہ آہستہ شمالاً جنوباً پھیلتی چلی جاتی ہے۔ چوڑائی میں دکھائی دینے والی یہ سفیدی "صبحِ صادق" کہلاتی ہے۔ اس وقت سے فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج کا ذرا سا کنارہ نظر آنے تک رہتا ہے۔

فجر کا مستحب وقت یہ ہے کہ اسے خوب اجالا کر کے پڑھا جائے۔ یعنی ایسے وقت میں پڑھا جائے جس میں خوب روشنی پھیل جائے اور سورج طلوع ہونے میں اتنا وقت باقی ہو جس میں چالیس پچاس آیات آسانی سے تلاوت کی جا سکیں اور اگر نماز کا کسی وجہ سے اعادہ کرنا پڑے تو آسانی سے اعادہ بھی کیا جا سکے۔

ظہر کا وقت:

نمازِ ظہر کا وقت زوالِ شمس کے بعد سے لے کر اس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دوگنا ہو جائے۔ زوالِ شمس کی پہچان یہ ہے کہ جب سورج مشرق سے نکل کر بلند ہوتا چلا جاتا ہے تو اسی قدر دوسری جانب ہر چیز کا سایہ گھٹتا چلا جاتا ہے۔ ٹھیک دوپہر کو ایک وقت ایسا آتا ہے جب سایہ گھٹنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ "زوال" کا وقت ہے۔

پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ عین زوال کے وقت جس چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اسے "اصلی سایہ" کہتے ہیں۔ جب تک ہر چیز کا سایہ اس اصلی سایہ کو نکال کر دوگنا نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ مثلاً عین زوال کے وقت ایک چیز کا اصلی سایہ 6 انچ تھا، جب تک یہ سایہ 18 انچ نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت باقی ہے۔

مستحب یہ ہے کہ گرمیوں میں ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب گرمی کی تیزی ختم ہو جائے اور سردیوں میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

عصر کا وقت:

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق جب ظہر کا وقت ختم ہو جائے یعنی ہر چیز کا سایہ؛ سایہ اصلی کو نکال کر دوگنا ہو جائے تو اس وقت سے لے کر غروب آفتاب تک عصر کا وقت رہتا ہے۔

عصر کا مستحب وقت یہ ہے کہ اس کو بھی دیر سے پڑھا جائے البتہ اتنی دیر نہ ہو کہ سورج زرد ہونے لگے۔

مغرب کا وقت:

نمازِ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی کے باقی رہنے تک ہے۔

مستحب یہ ہے کہ سورج کے غروب ہوتے ہی اذان کے فوراً بعد مغرب کی نماز ادا کر لی جائے۔ نمازِ مغرب کی ادائیگی میں اتنی تاخیر کرنا کہ ستارے خوب روشن ہو جائیں مکروہ ہے۔

عشاء کا وقت:

جب مغرب کی طرف آسمان سے سرخی ختم ہو جائے تو اس وقت سے عشاء کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صبحِ صادق تک رہتا ہے۔

مستحب یہ ہے کہ عشاء کی نماز ایک تہائی رات تاخیر کر کے پڑھی جائے۔ آدھی رات تک تاخیر کرنا جائز ہے البتہ آدھی رات کے بعد تک تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

نوٹ: اوقات کے لیے مستند کیلنڈرز سے مدد لی جاسکتی ہے۔

ممنوع اوقات:

وہ اوقات ہوتے ہیں جن میں فرض یا نفل کوئی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔

ممنوع اوقات تین ہیں:

1: طلوع آفتاب کاوقت

2: عین زوال کاوقت

3: غروب آفتاب کاوقت

مسئلہ: اگر فجر کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے شروع کی اوردوران نماز سورج طلوع ہو گیا تو یہ نماز نہیں ہوئی۔اشراق کاوقت ہوجانے پر فجر کی قضا پڑھے۔البتہ اگر عصر کی نماز غروب سے پہلے آخری وقت میں شروع کی اوردوران نماز غروب ہو گیاتو یہ نماز صحیح اداہو گئی۔

مکروہ اوقات:

وہ اوقات ہیں جن میں نفل نماز نہیں پڑھ سکتے البتہ قضا نماز، فرض نماز، سجدہ تلاوت، نماز جنازہ وغیرہ پڑھنادرست ہے۔مکروہ اوقات دوہیں:

1: فجر کاوقت شروع ہونے سے لے کر ختم ہونے تک۔اس میں فجر کی دو سنتیں اور دو فرض پڑھے جائیں،اس دوران کوئی نفل نماز نہیں پڑھ سکتے۔

2: عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک۔

[5]: کھانا کھاتے وقت کی دعا

کھاناشروع کرتے وقت یہ دعاپڑھیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ.

(سنن ابی داؤد:ج2ص173کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام)

اگر دعاپڑھنابھول جائیں تو یہ دعاپڑھیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ.

(سنن ابی داؤد:ج2ص173کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام)

ترجمہ:کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ تعالیٰ کانام لیتاہوں۔

چودھواں سبق

[1]: گستاخِ رسول کا انجام

﴿تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾﴾

(سورۃ اللھب)

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا تھا اس کے کسی کام نہ آیا۔ عنقریب وہ شعلوں والی آگ میں گرے گا اور اس کی بیوی بھی، لکڑیاں اٹھانے والی، اپنی گردن میں کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی لیے ہوئے۔

[2]: تکبیرِ تحریمہ کی رفع یدین

عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكَادَ إِبْهَامَاهُ تُحَاذِيْ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

(سنن النسائی: ج1 ص141 کتاب صفۃ الصلاۃ. باب موضع الابھامین عند الرفع)

ترجمہ: حضرت عبد الجبار بن وائل اپنے والد حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی تو رفع یدین کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے آپ کے کانوں کی لَو؛ کے برابر ہو گئے۔

[3]: توہینِ رسالت اور توہین علمِ نبوت کا حکم

توہینِ رسالت:

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کی شان میں کسی بھی طرح کی گستاخی و بے ادبی کرنا یا گستاخی اور بے ادبی کو جائز سمجھنا کفر ہے، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صرف اتنی سی فضیلت کا قائل ہونا جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہے، کفر اور بے دینی ہے۔

توہین علمِ نبوت:

اس بات کا قائل ہونا کہ فلاں شخص کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، یاعلوم نبوت یعنی علم دین کو باقی علوم وفنون کے مقابلے میں گھٹیا سمجھنا یاعلماء دین کی بوجہِ علم دین تحقیر کرنا کفر ہے۔

[4]: نماز کے فرائض کا بیان

چند فرائض ایسے ہیں جن کا نماز سے پہلے پایا جانا ضروری ہے؛انہیں نماز کی "شرائط" بھی کہا جاتا ہے اور چند فرائض ایسے ہیں جن کا نماز میں پایا جانا ضروری ہے؛ انہیں نماز کے "ارکان" بھی کہا جاتا ہے۔ دونوں کی تفصیل یہ ہے:

شرائط نماز:

1: جسم کا پاک ہونا

2: لباس کا پاک ہونا

3: ستر کاڈھانپنا

مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے اور عورت کا ستر چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا سارا بدن ہے۔ اگر خواتین ایسے باریک کپڑے میں نماز پڑھیں جس میں سر، گردن، حلق، بازو، کہنیاں، کلائیاں نہ چھپ سکیں یا پنڈلیاں ظاہر ہوں تو ان کی نماز نہیں ہو گی۔

4: جس جگہ نماز پڑھنی ہو اس جگہ کا پاک ہونا

5: نماز کا وقت ہونا

6: قبلہ رخ ہونا

7: نماز کی نیت کرنا

نماز کے ارکان:

نماز کے چھ ارکان ہیں:

1: تکبیر تحریمہ کہنا

یعنی زبان سے ایسا لفظ ادا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار ہو۔ جیسے ’’اللہ اکبر‘‘ کہنا۔ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا یعنی دونوں ہاتھوں کو اٹھانا سنت ہے۔

2: قیام کرنا

جو مجبور و معذور نہ ہو اس کے لیے قیام فرض ہے اور جو آدمی پوری نماز میں کھڑا نہ ہو سکتا ہو بلکہ کچھ دیر کھڑا ہو سکتا ہو تو اس آدمی کے لیے بقدرِ استطاعت قیام فرض ہے یعنی وہ جب تک کھڑا ہو سکے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے، پھر بیٹھ جائے۔

3: قرأت کرنا

نماز میں قرآن کریم کی کم از کم تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت جو ان تین چھوٹی آیات کے برابر ہو پڑھنا۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں قرأت فرض ہے۔

4: رکوع کرنا: کم از کم اتنا جھک جانا کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

5: دو سجدے کرنا: سجدے میں کم از کم پیشانی زمین پر لگانا۔

6: قعدہ اخیرہ کرنا: آخری رکعت میں التحیات میں بیٹھنا فرض ہے۔

[5]: کھانا کھانے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ.

(سنن الترمذی: ج2 ص184 ابواب الدعوات باب ما یقول إذا فرغ من الطعام)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

پندرھواں سبق

[1]: ختم نبوت

﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۴۰﴾﴾

(سورۃ الاحزاب:40)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔

[2]: ختم نبوت

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "أَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ".

(سنن ابی داؤد: ج2ص233 کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلھا)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

[3]: عقیدہ ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے انبیاء ورسل علیہم السلام کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا تھا اس کا اختتام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" ہیں۔ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء ورسل علیہم السلام کی جو تعداد متعین تھی وہ تعداد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف

لانے سے پوری ہو چکی ہے، اب قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عالمِ دنیا میں کسی بھی قسم کی جدید نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے چند امور ملاحظہ ہوں:

1: عقیدہ ختم نبوت؛ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اگر کسی انسان کا اس پر ایمان نہ ہو یا اسے اس عقیدہ کے بارے میں علم نہ ہو تو ایسا شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

2: عقیدہ ختم نبوت؛ قرآن کریم کی تقریباً ایک سو آیات سے ثابت ہے۔

3: عقیدہ ختم نبوت؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو سے زائد احادیث سے ثابت ہے۔

4: عقیدہ ختم نبوت؛ پر امت کا اجماع موجود ہے۔

5: قادیانی / مرزائی بشمول لاہوری گروپ زندیق اور مرتد ہیں، یہ دینِ اسلام اور آئینِ پاکستان دونوں کی رو سے کافر ہیں۔ 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ اس لیے قادیانیوں سے رشتہ داری کرنا، لین دین کرنا، شادی بیاہ میں شرکت کرنا، جنازہ میں شامل ہونا، ان کی مجالس میں شریک ہونا، ان سے دوستانہ تعلقات رکھنا اور ان کی مصنوعات کو استعمال کرنا؛ ناجائز اور حرام ہے۔

[4]: نماز کے واجبات کا بیان

1: فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لیے متعین کرنا۔

2: فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا۔

3: فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں، واجب، سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت پڑھنا جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو۔

4: فاتحہ اور دوسری سورت کے درمیان ترتیب قائم رکھنا یعنی پہلے فاتحہ پڑھنا، پھر دوسری سورت۔

5: نماز کے فرائض میں ترتیب قائم رکھنا یعنی پہلے قیام، پھر قرأت، پھر رکوع، پھر سجود کرنا اور رکعتوں میں بھی ترتیب قائم رکھنا۔

6: قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔

7: جلسہ کرنا یعنی دو سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھنا۔

8: تعدیلِ ارکان کرنا یعنی ہر فرض کی ادائیگی میں کم از کم ایک تسبیح (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی) کی مقدار ٹھہرنا۔

9: قعدۂ اولیٰ کرنا یعنی تین اور چار رکعات والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا۔

10: دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔

11: فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں امام کا بلند آواز سے اور ظہر، عصر وغیرہ نمازوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔

12: ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کہہ کر نماز ختم کرنا۔

13: نمازِ وتر میں قنوت کے لیے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

14: عیدین کی نماز میں چھے زائد تکبیریں کہنا۔

واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے ایک یا چند چیزیں بھول کر چھوٹ جائیں تو آخر میں سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی اور اگر جان بوجھ کر چھوڑ دی جائیں تو سجدہ سہو سے تلافی نہیں ہو گی اب نماز ہی دوبارہ پڑھنا ہو گی۔

[5]: نیا کپڑے پہننے کی دعا

أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ.

(سنن الترمذی: ج1 ص306 باب مایقول اذا لبس ثوبا جدیدا)

ترجمہ: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ یہ (کپڑا) تو نے ہی مجھے پہنایا ہے میں تجھ سے اس (کپڑے) کی خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور جس (مقصد) کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کی خیر و بھلائی کا بھی سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے اس (کپڑے) کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جس (مقصد) کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔

سولھواں سبق

[1]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام

﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (١٥٤) ﴾

(سورۃ البقرۃ:154)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید کیے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا ہے جو راہِ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دے تو بدلہ میں بطور انعام واکرام کے اسے "حیات" نصیب ہوتی ہے۔ یہ حیات والا اکرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وفات کے بعد نصیب ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ:

1: حدیث پاک کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شہادت کی موت نصیب ہوئی ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زہر دیا تھا تو وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اثر محسوس فرماتے تھے اور اسی حالت میں آپ کی وفات ہوئی۔

2: شہید کو جو اعزازِ حیات ملا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملا ہے، اگر شہید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہ پڑھتا پھر قتل ہوتا تو اسے یہ اعزاز کبھی نہ ملتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا، قتل ہوا پھر اعزاز ملا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر شہید زندہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (ت 1362ھ) فرماتے ہیں:

"اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں، حتی کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا، پس اس حیات میں قوی تر حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔"

(بیان القرآن: ج1ص97)

[2]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْاَنْبِیَاءُ أَحْیَاءٌ فِي قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ".

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی: ص658 رقم الحدیث 3425 من حدیث انس بن مالک)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

[3]: عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی مبارک قبروں میں اپنے دنیاوی جسموں کے ساتھ بتعلق روح بغیر مکلف ہونے اور بغیر لوازم دنیا کے زندہ ہیں اور مختلف جہتوں کے اعتبار سے اس حیات کے مختلف نام ہیں جیسے حیات دنیوی، حیات جسمانی، حیات حسی، حیات برزخی، حیات روحانی۔

[4]: نماز کی سنتوں اور مستحبات کا بیان

نماز کی سنتیں:

1: تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔

2: ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں اپنے حال پر کھلی اور قبلہ رخ رکھنا۔

3: گردن اور سر کو نہ جھکانا۔

4: دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر، انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ کر تین انگلیاں کلائی پر بچھا کر ناف کے نیچے رکھنا۔

5: پہلی رکعت میں ثناء (سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ) پڑھنا۔

6: صرف پہلی رکعت میں قرأت کے لیے تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) پڑھنا۔

:7 ہر رکعت کے شروع میں تسمیہ (بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ) پڑھنا۔

:8 فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا۔

:9 سورۃ الفاتحہ کے بعد امام اور منفرد کا آمین کہنا۔ قرأت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آواز سے آمین کہنا۔

:10 ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین آہستہ کہنا۔

:11 سنت کے مطابق قرأت کرنا۔ فجر اور ظہر میں سورۃ الحجرات تا سورۃ البروج، عصر اور عشاء میں سورۃ الطارق تا سورۃ البینہ اور مغرب میں سورۃ الزلزال تا سورۃ الناس۔

:12 رکوع اور سجود میں کم از کم 3 مرتبہ تسبیح پڑھنا۔

:13 رکوع میں سر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں رکھنا اور ہاتھ کی کھلی انگلیوں سے گھٹنے کو پکڑنا۔

:14 قومہ میں امام کو "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ"، مقتدی کو "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الۡحَمۡدُ" اور منفرد کا دونوں کہنا۔

:15 سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر ناک اور پھر پیشانی رکھنا۔

:16 جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھنا اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کرنا کہ انگلیاں قبلہ رخ ہوں۔ نیز دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا اور تشہد میں کلمہ شہادت پر انگلی کا اشارہ کرنا۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ جب "اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ" پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور "اِلَّا اللّٰہُ" پر گرا دیں۔

:17 آخری قعدہ میں تشہد کے بعد دورد شریف پڑھنا۔

:18 درود شریف کے بعد دعا مانگنا۔

:19 پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

:20 امام کو دونوں سلام بلند آواز سے کہنا مگر دوسرے سلام کو پہلے کی بہ نسبت پست آواز سے کہنا۔

نماز کے مستحبات:

:1 رکوع و سجود میں منفرد کا تین سے زیادہ مرتبہ تسبیح پڑھنا۔

:2 قیام میں مقام سجدہ، رکوع میں قدم پر، سجدے میں ناک پر، قعدہ میں گود میں، اور سلام میں کندھوں پر

نگاہ رکھنا۔

3: حتی الوسع کھانسی کو روکنا۔

4: جمائی کو روکنا لیکن اگر منہ کھل جائے تو منہ پر ہاتھ رکھنا۔ چنانچہ قیام میں جمائی آئے تو دایاں ہاتھ اور اگر باقی ارکان میں آئے تو بایاں ہاتھ منہ پر ہاتھ رکھنا۔

[5]: مجلس سے اٹھنے کی دعا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.

(سنن الترمذی: ج2 ص181 ابواب الدعوات باب مایقول اذا قام من المجلس)

ترجمہ: یا اللہ! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے، میں تیری تعریف کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

سترھواں سبق

[1]: آپ ﷺ پر درود و سلام کا حکم:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (٥٦)﴾

(سورۃ الاحزاب:56)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

[2]: سماعِ صلوٰۃ و سلام

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهٗ".

(شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص218 باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجلالہ وتوقیرہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اسے خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔

[3]: صلوٰۃ و سلام، ذکرِ رسول ﷺ، استشفاع اور عرضِ اعمال

صلوٰۃ و سلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور نہایت اجر و ثواب کا باعث ہے۔ کثرت کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور شفاعت کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ افضل درود شریف وہ ہے جس کے لفظ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں۔ سب سے افضل درود؛ درودِ ابراہیمی ہے۔

فائدہ: زندگی میں ایک مرتبہ صلوۃ و سلام پڑھنا فرض ہے اور جب مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آئے تو ایک دفعہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا واجب ہے اور ہر ہر بار پڑھنا مستحب ہے۔

ذکرِ رسول ﷺ:

وہ تمام حالات و واقعات جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے ان کا ذکر کرنا نہایت پسندیدہ اور مستحب ہے۔

فضیلت وزیارتِ روضہ اطہر:

زمین کا وہ حصہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے کائنات کے سب مقامات حتی کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔

فائدہ: روضہ اطہر کی زیارت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں سے ہے اور اسی حالت میں دعا مانگنا بہتر اور مستحب ہے۔

سفر مدینہ منورہ:

سفر مدینہ منورہ کے وقت روضہ مبارک، مسجد نبوی اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی نیت کرنا افضل اور باعث اجر وثواب ہے البتہ خالص روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے۔

مسئلہ استشفاع:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ حضور! آپ میری مغفرت کی سفارش فرمائیں، جائز ہے۔

عرضِ اعمال:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روضہ مبارک میں امت کے اچھے اور برے اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں۔

[4]: نماز کے مکروہات کا بیان

1: لاپروائی سے ننگے سر نماز پڑھنا۔

2: عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا۔

3: ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔

4: مسلسل آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

5: چہرہ یا نگاہ پھیرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا۔

6: جمائی لینا یا بقدر ہمت نہ روکنا۔

7: کمر، کوکھ، کولہے پر ہاتھ رکھنا۔

8: پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔

9: انگلیاں چٹخانا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا۔

10: آیتیں، تسبیحات انگلیوں پر شمار کرنا۔

11: آلتی پالتی مار کر بیٹھنا (بلا عذر)۔

12: کسی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔

13: اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود پیچھے کھڑا ہو کر نماز پڑھنا۔

14: کہنیوں کو بچھا کر سجدہ کرنا (صرف مردوں کے لیے)۔

15: کام کاج، نیند، ورزش وغیرہ کے میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا۔

16: جاندار کی تصویر والی جگہ نماز پڑھنا الّا یہ کہ پاؤں کے نیچے ہو یا اسے الٹا کر دیا جائے یا چھپا دیا جائے۔

17: تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

18: نماز میں اپنے کپڑوں کو سمیٹنا، سنبھالنا اور مٹی سے بچانا۔

[5]: پانی پینے کی دعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ .

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج1 ص245 رقم الحدیث 840)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اٹھارھواں سبق

[1]: معجزات اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں

﴿وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿٩٠﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٩١﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾﴾

(بنی اسرائیل:90تا93)

ترجمہ: اور وہ کہنے لگے: ہم تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم زمین سے ہمارے لیے ایک چشمہ نہ نکال دو یا پھر تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو جائے اور تم اس باغ کے درمیان نہریں جاری کر دو یا جیسے تمہارا دعویٰ ہے (اس کے مطابق) آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے ہم پر گرا دو یا اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دو یا پھر تمہارے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کا بھی اس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک تم ہم پر ایسی کتاب نازل نہ کر دو جسے ہم پڑھ سکیں۔ (اے نبی! آپ ان سے) کہہ دیں کہ سبحان اللہ! میں تو ایک بشر ہوں جسے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

[2]: مردوں کا نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِينَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج3 ص321، 322، وضع الیمین علی الشمال)

ترجمہ: علقمہ بن وائل بن حجر اپنے والد حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں (یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔

[3]: معجزہ کے متعلق عقائد

حقیقتِ معجزہ:

معجزہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا اس لیے معجزے کو شرک کہہ کر معجزے کا انکار کرنا یا معجزے کو بنیاد بنا کر انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے مختارِ کل اور قادرِ مطلق ہونے کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔

معجزاتِ انبیاء علیہم السلام:

انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات (مثلاً موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا) برحق ہیں۔

[4]: نماز کے مفسدات کا بیان

مفسدات ان چیزوں کو کہتے ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسے لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ چند مفسدات نماز یہ ہیں:

1: نماز میں کلام کرنا چاہے قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا بہت۔ ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

2: سلام کرنا یعنی کسی کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا تسلیم یا السلام علیکم یا اسی جیسا کوئی لفظ کہہ دینا۔

3: سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والے کو "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ" یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعا پر آمین کہنا۔

4: کسی بری خبر پر "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنا یا کسی اچھی خبر پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا یا کسی عجیب بات پر "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کہنا۔

5: درد یا رنج کی وجہ سے آہ یا اوہ اف کرنا۔

6: اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا یعنی قرأت بتانا۔

7: نماز میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا۔

8: قرآن مجید پڑھنے میں ایسی غلطی کرنا جو معنی میں فساد کا سبب بنے۔

9: عملِ کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں یہ نماز نہیں پڑھ رہا۔

10: کھانا پینا قصداً ہو یا بھولے سے۔

11: بغیر ٹھہرے دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنا۔

12: قبلہ کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔

13: ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔

14: ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن (یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے) کی مقدار ٹھہرنا۔

15: دعا میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے مثلاً: یااللہ! مجھے آج سو روپے دے دے۔

16: درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔

17: بالغ آدمی کا رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگا کر یا آواز سے ہنسنا۔

18: امام سے آگے بڑھ جانا۔

19: تکبیر تحریمہ کہتے وقت لفظ "اللہ" کے الف کو یوں کھینچ کر پڑھنا کہ شروع میں الف کا اضافہ ہو جائے جیسے "آللہُ اَکْبَر"۔ اسی طرح "اکبر" کی باء کو بڑھا کر "اَللہُ اَکْبَار" پڑھنا۔

[5]: پانی پینے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ.

(صحیح مسلم: ج2 ص352 کتاب الذکر والدعاء باب استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الاکل والشرب)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اُنیسواں سبق

[1]: شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۠ (۲۹) ﴾

(سورۃ الفتح:29)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں (غرض) اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان (کی پہچان) کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر موجود ہیں۔ یہ ہیں ان کے اوصاف جو تورات میں موجود ہیں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے پہلے اپنی کونپل نکالی ہو، پھر اس کو مضبوط کیا ہو، پھر وہ موٹی ہوئی ہو، پھر اپنے تنے پر یوں کھڑی ہوئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں تاکہ اللہ ان (کی ترقی) کی وجہ سے کافروں کا دل جلائے۔ یہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اللہ تعالیٰ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمالیا ہے۔

[2]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ."

(مشکوٰۃ المصابیح: ص554 باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

[3]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق عقیدہ

"صحابی" اس شخص کو کہتے ہیں جس کو حالت ایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی ہو اور اسی حالت پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مومن ہیں

یعنی قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی صفات بیان فرمائی ہیں ان کا سب سے پہلا مصداق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجت ہیں

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے اقوال، افعال اور نظریات؛ دین کی تفہیم کے لیے بنیاد ہیں۔

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں

یعنی ان میں شریعت کے متعلق گواہی دینے کی اہلیت موجود ہے اور ان کی بات کو سچی گواہی کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ دین اسلام کا مدار انہی کی روایات، مرویات اور شہادات پر ہے اور ان کی روایات و شہادات کا انحصار ان کی ذات کے عادل ہونے پر ہے۔

4: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں۔

یعنی وہی عقائد اور اعمال مقبول ہوں گے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد اور اعمال کے مطابق ہوں گے۔

5: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر ہیں

یعنی ان کے کسی قول و فعل پر ایسا تبصرہ کرنا جس سے ان کی شخصیت مجروح ہوتی ہو یا ان کی شان میں کمی ہوتی ہو؛ حرام ہے۔

6: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خدائی انتخاب ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ نے جیسے نبوت و رسالت کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام کا انتخاب فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بھی خود منتخب فرمایا۔

7: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کا افضل ترین طبقہ ہیں

یعنی ان جیسے باکمال اور بے مثال لوگ نہ ان سے پہلے کسی امت میں پیدا ہوئے نہ ہی ان کے بعد قیامت تک پیدا ہوں گے۔

8: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک لمحے کے لیے بھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ ان تک تو جہنم کا دھواں بھی نہیں پہنچ سکتا، قیامت والے دن سیدھے جنت میں جائیں گے۔

9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں۔

یعنی اگر ان میں سے کسی سے بشری تقاضوں کے مطابق کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذمے میں وہ گناہ باقی نہیں رہنے دیتے یعنی دنیا میں اس گناہ سے معافی عطا فرما دیتے ہیں اور اس گناہ کی وجہ سے ملنے والے اُخروی عذاب سے ان کو محفوظ فرما لیتے ہیں۔

10: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع معصوم ہے

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ فرداً فرداً مومن، عادل، حجت، معیارِ حق، تنقید سے بالاتر اور گناہوں سے محفوظ ہیں لیکن جب کسی بات پر متفق ہو جائیں یعنی ان کا اجماع ہو جائے تو وہ اجماع؛ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرح معصوم ہوتا ہے۔

[4]: مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق

بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں، انتہائی غلط اور جہالت کی بات ہے۔ نماز کے متعلق مرد و عورت کے جو احکام ایک دوسرے سے مختلف ہیں، یہ ہیں:

[1]: مرد نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے جب کہ عورت ہاتھوں کو سینے کے برابر اٹھائے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج9 ص144 رقم17497)

[2]: مرد نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج3 ص321 ص322، مسند زید بن علی: ص219)

جبکہ عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے۔

(مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق: ص153، السعایۃ ج2 ص156)

[3]: مرد رکوع میں اپنی انگلیوں کو کشادہ کرتے ہوئے گھٹنوں کو پکڑے گا، اپنی کہنیوں کو دونوں پہلو سے جدا رکھے گا، پشت کو سیدھا رکھے گا اور سر کو نہ اونچا کرے گا نہ نیچا۔

(سنن ابی داؤد: ج1 ص125، 126، المعجم الاوسط للطبرانی ج4 ص281، صحیح مسلم: ج1 ص194)

جبکہ عورت رکوع میں مرد کی بنسبت کم جھکے گی، اپنے ہاتھ بغیر کشادہ کیے ہوئے گھٹنوں پر رکھے گی اور کہنیوں کو پہلو سے ملا کر رکھے گی۔

(مصنف عبد الرزاق ج3 ص50 رقم 5983، فتاویٰ عالمگیری: ج1 ص74)

[4]: مرد سجدہ میں اپنا پیٹ رانوں سے دور رکھیں گے، اپنی کہنیوں کو زمین سے بلند رکھتے ہوئے پہلو سے جدا رکھیں گے اور سرین کو اونچا کریں گے۔

(بخاری: باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب لایفترش ذراعیہ فی السجود، ابی داؤد: ج1 ص130)

جبکہ سجدہ کی حالت میں عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ ان سب اعضاء کو ملا کر اور سمٹا کر رکھے۔

(مراسیل ابی داؤد: ص103، الکامل لابن عدی ج2 ص501 السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص222)

[5]: قعدہ میں مرد اپنا پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔

(صحیح البخاری: ج1 ص114، صحیح مسلم: ج1 ص194 ص195)

جبکہ عورت بائیں کولہے پر بیٹھے اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھے۔

(مسند ابی حنیفۃ روایۃ الحصکفی: رقم الحدیث 114، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص223)

[6]: مرد کا سر اگر نماز میں ننگا ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن اس کے لیے پگڑی اور ٹوپی افضل ہے۔

(صحیح البخاری: ج1 ص56، وغیرہ)

جبکہ عورت کی نماز بغیر دوپٹہ کے نہیں ہوتی۔

(سنن ابی داؤد: ج1 ص94، سنن الترمذی: ج1 ص56، سنن ابن ماجۃ: ص48)

[7]: مردوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ فرض نماز باجماعت ادا کریں۔ اس کے ترک پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

(سنن ابی داؤد: ج1 ص80 تا82، سنن النسائی: ج1 ص134 تا136)

جبکہ عورت کے لیے اپنے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔

(سنن ابی داؤد: ج1 ص84، الترغیب والترھیب للمنذری ج1 ص225)

[8]: عورت؛ مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی جبکہ مرد عورتوں کی امامت کرا سکتا ہے۔

(محلی ابن حزم: ج3 ص135، 136)

[9]: عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔

(مسند احمد، طبرانی بحوالہ اعلاء السنن: ج4 ص214)

لیکن اگر وہ جماعت کروانا ہی چاہیں [مثلاً رمضان میں حافظہ عورت تراویح پڑھائے] تو ان کی امام صف کے درمیان میں کھڑی ہو گی۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج3 ص131، مصنف عبد الرزاق: ج3 ص131)

جبکہ مردوں کا امام سب سے اگلی صف میں اکیلا کھڑا ہو گا۔

(سنن الترمذی: ج1 ص54، صحیح مسلم: ج2 ص417)

[10]: مردوں کے لیے اذان واقامت سنت مؤکدہ ہے جبکہ عورتوں کے لیے اذان مسنون ہے نہ اقامت۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج1 ص408)

نوٹ:

مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق کے تفصیلی دلائل کے لیے بندہ کی مرتب کردہ فائل "مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق" ملاحظہ فرمائیں۔

[5]: دودھ پینے کی دعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ زِدْنَا مِنْهُ.

(سنن ابی داؤد: ج2 ص168 کتاب الاشربۃ باب مایقول اذا شرب اللبن)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت ڈال دیجیے اور ہم کو مزید دیجیے۔

بیسواں سبق

[1]: صحابیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ﴾

(سورۃ التوبۃ:40)

ترجمہ: اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہیں کروگے تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، اس لیے کہ) اللہ نے ان کی مدد اس وقت بھی کی ہے جب ان کو کافروں نے ایسے وقت (مکہ مکرمہ سے) نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی کو یہ کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل فرمایا۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کے لیے قرآن نے لفظ "صاحب" (یعنی صحابی) استعمال فرمایا ہے۔ اس لیے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

[2]: سنتِ نبوی اور سنتِ خلفاء راشدین کو تھامنے کا حکم

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: "أُوصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّيْنَ الرَّاشِدِيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ".

(سنن ابی داؤد: ج2 ص290 کتاب السنۃ. باب فی لزوم السنۃ)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں

ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں نہایت مؤثر انداز میں نصیحت فرمائی جس سے ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دلوں میں خوف پیدا ہوگیا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! معلوم ہوتا ہے کہ یہ الوداعی نصیحت ہے، اس لیے آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشار فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تم کو (مسلمان) امیر کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں اور اس کی باتوں کو سن کر بجالانے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہو۔ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلاف دیکھے گا۔ ایسے وقت میں تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور دین میں نئی نئی باتیں (یعنی نئے عقیدے اور نئے عمل) پیدا کرنے سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

[3]: خلافتِ راشدہ ومقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق، دوسرے حضرت عمرفاروق، تیسرے حضرت عثمان غنی اور چوتھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان چاروں کو "خلفائے راشدین" اوران کے زمانہ خلافت کو "خلافت راشدہ" کا دور کہتے ہیں۔

آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہو کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی۔

آیتِ استخلاف یہ ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (٥٥)﴾

(سورۃ النور:55)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو ضرور

اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جو لوگ اس کے بعد بھی ناشکری کریں گے تو ایسے لوگ نافرمان شمار ہوں گے۔

لہٰذا دورِ خلافت راشدہ سے مراد خلفائے اربعہ (چار خلفاء رضی اللہ عنہم) کا دور ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت؛ خلافت عادلہ ہے۔

ترتیبِ مراتب صحابہ رضی اللہ عنہم:

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے اعلیٰ ترین درجہ اور مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے اور ان میں بھی باہمی مقام ومرتبہ کی ترتیب درج ذیل ہے:

1: خلفائے راشدین علی ترتیب الخلافۃ

2: عشرہ مبشرہ

3: اصحاب بدر

4: اصحابِ احد

5: اصحاب بیعت رضوان

6: شرکائے فتح مکہ

7: فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم

[4]: سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے؟

نمازوں میں درج ذیل اَغلاط میں سے کوئی بھی غلطی ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے:

1: ترکِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کوئی واجب چھوٹ جائے۔

مثال: پہلی، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ یا اس کے بعد والی سورت پڑھنا بھول جائے، جلسہ یا قومہ چھوٹ

جائے۔

2: تقدیمِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کسی واجب کو اس کے اصلی وقت سے پہلے ادا کر لیا جائے۔

مثال: سورۃ فاتحہ سے پہلے دوسری سورۃ پڑھ لی جائے۔

3: تاخیرِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کسی واجب کو اس کے اصلی وقت سے تاخیر کے ساتھ ادا کیا جائے۔

مثال: سورۃ فاتحہ کو قیام کے بجائے رکوع میں پڑھ لیا جائے۔

4: تبدیلِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کسی ایک واجب کو کسی دوسرے واجب سے بدل دیا جائے۔

مثال: ظہر یا عصر کی نماز میں بھول کر تین یا زیادہ آیات بلند آواز سے یا فجر، مغرب اور عشاء کی نماز میں تین یا زیادہ آیات آہستہ آواز میں تلاوت کر لینا۔

فائدہ: اس صورت میں سجدۂ سہو صرف امام کے ساتھ خاص ہے۔ تنہا نماز پڑھنے والا مرد اور اسی طرح خاتون اگر جہری نمازوں (جن میں بلند آواز سے تلاوت کی جاتی ہے) میں آہستہ آواز سے یا سِرّی نمازوں (جن میں آہستہ آواز سے تلاوت کی جاتی ہے) میں بلند آواز سے تلاوت کر لیں تو ان پر سجدۂ سہو واجب نہ ہو گا۔

5: تکرارِ واجب

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی واجب کو ایک سے زائد مرتبہ ادا کر لیا جائے۔

مثال: بھول کر ایک سے زیادہ مرتبہ سورۃ فاتحہ یا التَّحِیَّات پڑھ لی جائے۔

6: تقدیمِ رکن

اس کا مطلب ہے کہ کسی رکن کو اس کے اصلی وقت سے پہلے ادا کر لیا جائے۔

مثال: بھول کر رکوع کرنے کے بجائے سجدے کر لینا۔ سجدوں کا اصل مقام یہ ہے کہ انہیں رکوع کے بعد کیا

جائے مگر اس صورت میں اصل وقت سے پہلے ادا کیے گئے ہیں۔

7: تاخیرِ رکن

اس کا مطلب ہے کہ کسی فرض کو اس کے اصلی وقت سے مؤخر کر کے ادا کیا جائے۔

مثال: بھول کر پہلے سجدے کر لیے، پھر رکوع کیا۔ رکوع کا اصل مقام یہ ہے کہ اسے سجدوں سے پہلے کیا جائے مگر اس صورت میں اصل وقت کے بعد ادا کیا گیا۔

8: تکرارِ رکن

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکن کو اس کی مقررہ حد سے زائد مرتبہ ادا کیا جائے۔

مثال: بھول کر دو رکوع یا تین سجدے کر لینا۔

فائدہ: ترکِ رکن کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا کیوں کہ کسی بھی رکن کے چھوٹ جانے سے سرے سے نماز ہی نہیں ہوتی۔ اس صورت میں دوبارہ نماز ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

فائدہ: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں صرف التّحیّات پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کریں، پھر بیٹھ کر التّحیّات، درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

مزید تفصیل کے لیے میری کتاب "کتاب الفقہ" (حصہ اول) ملاحظہ فرمائیں۔

[5]: چھینک کے وقت کی دعا

جسے چھینک آئے وہ یہ کلمات پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ. (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں)

سننے والا جواب میں یہ کہے:

یَرْحَمُكَ اللّٰہُ. (اللہ آپ پر رحم فرمائے)

چھینکنے والا پھر یہ کہے:

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ. (اللہ آپ کو ہدایت دے اور آپ کی حالت کو درست کرے)

(سنن ابی داؤد: ج2 ص338 کتاب الادب. باب کیف تشمیت العاطس)

اِکیسواں سبق

[1]: شانِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾﴾

(سورۃ الاحزاب:33)

ترجمہ: اے نبی کے اہل بیت! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا فرمائے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر خوب پاک وصاف کر دے (جو اس آیت سے پہلے والی آیات میں بیان ہوئے ہیں) اور ان کے مرتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاق کی ستھرائی عطا فرمائے جو دوسروں سے ممتاز اور فائق ہو۔ یہاں تطہیر سے مراد تہذیب، تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوتا ہے اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کی طرح معصوم تو نہیں مگر "محفوظ" کہلواتے ہیں۔

نوٹ: یہاں "اہل بیت" سے ازواجِ مطہرات ہی مراد ہیں کیونکہ اس آیت سے پہلے تمام تر خطابات ازواجِ مطہرات ہی سے ہوئے ہیں۔

[2]: تہجد اور وتر

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسَئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسَئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا.

(صحیح البخاری: ج1 ص154 باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہانے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے، پہلے چار رکعتیں پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو وہ کتنی حسین اور طویل ہوتیں تھیں، پھر چار رکعتیں اور پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور لمبی ہوتیں تھیں پھر تین رکعتیں (وتر کی) پڑھتے تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ تہجد کی آٹھ رکعت سنت ہیں اور وتر تین رکعت واجب ہیں۔

[3]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق چند عقائد

حبِ صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی علامت ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم دونوں سے بغض یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے محبت اور دوسرے کے ساتھ بغض، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی علامت و گمراہی ہے۔

عفت امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت جن کا اولین مصداق امہات المومنین رضی اللہ عنہن ہیں، ان کو پاک دامن اور صاحبِ ایمان ماننا ضروری ہے۔

فائدہ: امہات المؤمنین کے نام یہ ہیں:

(1) حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

(2) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

(3) حضرت عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا

(4) حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ عنہا

(5) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

(6) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

(7) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

(8) حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

(9) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

(10) حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

(11) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے تفصیلی حالات کے لیے میری کتاب ”امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن“ ملاحظہ فرمائیں۔

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

”مشاجرات“ کا لغوی معنی ہوتا ہے ایک ہی درخت کی ٹہنیوں کا آپس میں ہوا کی وجہ سے ٹکرانا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کا معنی یہ ہے کہ یہ سب کے سب ایک ہی (ایمان والے) درخت کی شاخیں ہیں۔ (آزمائشوں اور خارجی سازشوں جیسی ناموافق) ہواؤں کی وجہ سے آپس میں ٹہنیوں کی طرح ٹکرا بھی گئے بلکہ بعض جنگی حالات بھی پیش آئے، جیسے جنگِ جمل اور جنگِ صفین۔

ان جنگوں اور مشاجرات کی وجہ سے دونوں فریقوں کا احترام، مقام و منصب اور جلالتِ شان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک فریق کے بارے میں صواب اور اس کے مقابل فریق کے بارے میں خطا کا معتدل نظریہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے ان کے مقام پر کوئی حرف نہیں آتا۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ ان معاملات میں خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حق (درست اجتہاد) پر تھے اور ان کے مقابلے میں جو لوگ آئے وہ خطا پر تھے۔ ان کی خطا ”اجتہادی خطا“ تھی جسے کسی صورت ”باطل“ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان واقعات کی وجہ سے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی فضیلت میں کچھ کمی نہیں ہوئی، کسی ایک کا بھی مقام کم نہیں ہوا اور کوئی ایک بھی ایمان سے خالی نہیں ہوا۔ ان میں کسی ایک کو حق اور اس کے مقابلے میں دوسرے کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ حدیث مبارک کی رو سے دونوں کو اللہ کی طرف سے اجر کا مستحق سمجھا جائے گا۔

حق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے باہمی اختلاف میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید کی حکومت نہ خلافت راشدہ تھی اور نہ خلافت عادلہ۔ نیز یزید کے اپنے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بَری ہیں۔

[4]: جماعت کے مسائل واحکام

1: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہر ایسے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، مرد پر واجب ہے جس کو نماز باجماعت پڑھنے میں کوئی سخت مشقت یا حرج نہ ہو۔

2: جس صورت میں جماعت کے شریک ہونے میں جانی یامالی نقصان کا خطرہ (غالب گمان) ہو، یا سخت مشقت ہو یا نماز میں خلل آنے کا گمان ہو تو ان صورتوں میں جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے۔

3: دو آدمی ہوں تو بھی جماعت ہو جاتی ہے دوسرا اگر چہ نابالغ بچہ ہی ہو۔

4: جس آدمی کی جماعت فوت ہو جائے اگر وہ مسجد میں تنہا نماز پڑھ لے تو بھی اچھا ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ اگر دوسری مسجد میں جماعت مل سکے تو وہاں چلا جائے اور جماعت سے نماز پڑھے۔

مزید تفصیل میری کتاب ”کتاب الفقہ“ (حصہ اول) میں ملاحظہ فرمائیں۔

[5]: مریض کی عیادت کے وقت کی دعا

أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ.

(سنن ابی داؤد: ج2 ص90 کتاب الجنائز. باب الدعاء للمریض عند العیادۃ)

ترجمہ: میں اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کا رب ہے کہ وہ آپ کو شفاعطا فرمائے۔

نوٹ: یہ دعا مریض کے پاس سات مرتبہ پڑھی جائے۔

بائیسواں سبق

[1]: جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو!

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۲۰۴)﴾

(سورۃ الاعراف:204)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ نماز میں جب امام قرأت کرے؛ خواہ سورۃ فاتحہ کی یا کسی اور سورت کی تو مقتدی کو توجہ سے سننا اور زبان سے خاموش رہنا واجب ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا.

(صحیح مسلم: ج1 ص174 باب التشہد فی الصلاۃ)

ترجمہ: جب امام قرأت کرے تو تم (مقتدی) خاموش رہو۔

[2]: امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ".

(اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری ج:2، ص216 حدیث نمبر 1832)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے امام کی اقتداء کی تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت شمار ہوگی۔

[3]: وسیلہ جائز ہے

دعا میں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ ان کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد (مثلاً یوں کہنا کہ اے اللہ! فلاں نبی یا فلاں بزرگ کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرما) جائز ہے۔ کیونکہ ذوات صالحہ کے ساتھ توسّل در حقیقت ان کے نیک اعمال کے ساتھ وسیلہ ہے اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ وسیلہ بالاتفاق جائز ہے۔

[4]: امامت کا حقدار کون ہے؟

1: امیر المؤمنین یا اس کا نائب۔

2: مسجد کا مقرر کردہ امام۔

3: اگر جماعت کسی گھر میں ہو رہی ہو تو گھر کا مالک۔

4: سب سے زیادہ مسائلِ نماز جاننے والا۔

5: جب نماز کے مسائل جاننے میں سب برابر ہوں تو سب سے بڑا قاری۔

6: اگر سب قرأت میں برابر ہوں تو سب سے زیادہ متقی۔

7: اگر تقویٰ میں سب برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔

8: اگر عمر میں سب برابر ہوں تو جس کو زیادہ لوگ پسند کریں۔

ان لوگوں کی امامت مکروہ ہے:

1: فاسق (جو گناہِ کبیرہ کرتا ہو یا صغیرہ گناہوں پر اصرار کرتا ہو)

2: بدعتی (جو ایسے کاموں کو دین سمجھے جو دین میں سے نہ ہوں)

3: نابینا (ایسا نابینا جو پاکی، ناپاکی میں احتیاط نہ کرتا ہو)

فائدہ: عالم کے ہوتے ہوئے غیر عالم کا نماز پڑھانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر غیر عالم پہلے سے وہاں امام مقرر ہو تو مکروہ نہیں۔

[5]: سواری پر سوار ہونے کی دعا

سُبۡحٰنَ الَّذِيۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ.

(سنن الترمذی: ج2 ص182 ابواب الدعوات. باب مایقول اذا رکب الناقۃ)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں دے دیا ورنہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی کہ اس کو قابو میں لا سکتے اور بے شک ہم نے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تئیسواں سبق

[1]: مؤمنین کی صفات

﴿ قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُوۡمِيۡنَ‌ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ‌ ۚ﴿۷﴾ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَ عَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ﴿۸﴾ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَوٰتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ‌ ۘ﴿۹﴾ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيۡنَ يَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۱﴾ ﴾

(سورۃ المؤمنون: 1 تا 11)

ترجمہ: یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں، جو لغو چیزوں سے کنارہ کشی کرنے والے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں سے جو ان کی ملکیت میں آچکی ہیں کیونکہ ایسے لوگ قابلِ ملامت نہیں ہیں، ہاں جو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پوری نگرانی رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں جنت الفردوس کی میراث ملے گی جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

[2]: رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت مسنون ہے

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِيْ أَوَّلِ مَرَّةٍ.

(سنن الترمذی: ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

ترجمہ: حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور شروع (تکبیرِ تحریمہ) کے علاوہ کہیں رفع یدین نہیں کیا۔

[3]: اولیاءِ کرام کے متعلق عقیدہ

ولی اللہ:

اس شخص کو کہتے ہیں جو گناہوں سے بچے۔ ولی کی بنیادی پہچان؛ اتباع سنت ہے۔ جو جتنا متبع سنت ہو گا اتنا بڑا ولی اللہ ہو گا۔ ولی سے کرامت اور کشف کا ظہور بر حق ہے۔

"کرامت" اس خلافِ عادت کام کو کہتے ہیں جو صاحبِ ایمان اور نیک صالح اعمال کرنے والے شخص سے صادر ہو۔

"کشف" اس روحانی حالت کو کہتے ہیں جس کے ذریعے بعض اوقات باطنی حقائق اور مخفی احوال واضح ہو جاتے ہیں۔ یہ حالت ریاضت، مجاہدہ، باطن کی صفائی اور تقویٰ کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔

ولایت:

کسبی چیز ہے، کوئی بھی انسان عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کا ولی بن سکتا ہے اور ولایت کا مدار کشف و الہام پر نہیں بلکہ تقویٰ اور اتباعِ سنت پر ہے۔

کراماتِ اولیاء:

اولیاء اللہ کی کرامات بر حق ہیں اور کرامت چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں ولی کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا۔ اس لیے کرامت کو شرک کہہ کر اس کا انکار کرنا یا کرامت کو بنیاد بنا کر اولیاء اللہ کے لیے اختیارات کا عقیدہ رکھنا؛ دونوں غلط ہیں۔

فائدہ: غیر متقی شخص سے خرق عادت کام کا صدور "استدراج" کہلاتا ہے۔ کرامت؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور استدراج؛ شیطان کی طرف سے۔

[4]: نماز جمعہ کے مسائل واحکام

نماز جمعہ کی جہاں شرائط پائی جاتی ہوں وہاں جمعہ کے دن ظہر کے وقت میں نماز ظہر کے بجائے نماز جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ جمعہ کی نماز ایک مستقل نماز ہے جس کی چار سنتیں، دو فرض، چار سنتیں، دو سنتیں اور دو نفل ہیں۔

اگر خدانخواستہ کبھی جمعہ چھوٹ جائے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

جمعہ کی نماز فرض ہونے کی شرائط:

[1]: عاقل ہونا۔ پاگل اور دیوانے پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

[2]: بالغ ہونا۔ نابالغ پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

[3]: مرد ہونا۔ عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

[4]: آزاد ہونا۔ شرعی غلاموں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔ واضح رہے کہ آج کل شرعی غلاموں کا وجود نہیں ہے۔ آج سب آزاد سمجھے جاتے ہیں۔

[5]: شہر یا کسی بڑے قصبہ میں مقیم ہونا۔ جو شخص کسی دیہات میں مقیم ہو یا شہر میں ہو لیکن شرعی مسافر ہو تو اس پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔ بڑے قصبے سے مراد ایسا علاقہ ہے جہاں آبادی زیادہ ہو، وہاں بازار ہوں، زندگی کی عام ضروریات وہاں میسر ہو جاتی ہوں۔

[6]: تندرست ہونا۔ بیمار آدمی پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

واضح رہے کہ یہاں معمولی بیماری والا شخص مراد نہیں بلکہ اس سے مراد ایسا بیمار ہے جو بیماری کی وجہ سے مسجد تک نہ پہنچ سکتا ہو یا وہاں تک پہنچنے سے اس کی بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ہو۔ ایسی صورت ہو تو اس بیمار پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اسی طرح ایک شخص خود تو تندرست ہو لیکن کسی بیمار کی تیمارداری میں اس قدر مشغول ہو کہ اگر نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جائے تو بیمار کو نقصان کا خطرہ ہو تو اب یہ تیمار داری کرنے والا شخص بھی اسی مریض کے حکم میں ہے، اس پر بھی جمعہ فرض نہیں رہتا۔ اس طرح ایسا بوڑھا شخص جو بڑھاپے کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکا ہو اور نماز جمعہ کے لیے نہ جاسکتا ہو تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔

[7]: بینا ہونا۔ چنانچہ ایسا نابینا جو جمعہ کے لیے بلا تکلف اور بغیر کسی کی مدد لیے خود مسجدِ جمعہ تک نہ جاسکتا ہو تو اس پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ نابینا ایسا ہو جو بلا تکلف اور بغیر کسی کی مدد لیے بازاروں، محلوں اور گلیوں میں چلتا پھرتا ہو تو اس پر جمعہ کی نماز فرض ہے۔

[8]: چلنے پر قادر ہونا۔ چنانچہ پیر کٹے شخص پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

[9]: پنجگانہ نماز کی جماعت کو چھوڑنے کے اَعذار کانہ ہونا۔ اَعذار کی مثال جیسے اتنالباس میسر نہ ہو جس سے ستر کو ڈھانپا جاسکے، نماز کے وقت سخت بارش ہو رہی ہو۔

جمعہ اداہونے کی شرائط:

نمازِ جمعہ کے صحیح ہونے کی شرائط:

اگر درج ذیل شرائط پائی جائیں تو جمعہ کی نماز صحیح ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

[1]: جہاں نماز جمعہ ادا کی جارہی ہے وہ جگہ شہر ہو یا بڑا قصبہ ہو۔ بڑے قصبے سے مراد ایسا علاقہ ہے جہاں آبادی زیادہ ہو، وہاں بازار ہوں، زندگی کی عام ضروریات وہاں میسر ہو جاتی ہوں وغیرہ۔ اس لیے جنگل اور دیہات میں جمعہ جائز نہیں۔

واضح رہے کہ جو جگہ شہر کی ضروریات اور مصالح کے لیے شہر سے متصل واقع ہو (جسے فناء شہر کہتے ہیں) جیسے شہر کا قبرستان، اسٹیشن، کچہری، سبز منڈی وغیرہ تو ان کا حکم بھی شہر والا ہے یعنی یہاں بھی جمعہ کی ادائیگی درست ہو گی۔

[2]: ظہر کی نماز کے وقت کا پایا جانا۔ ظہر کی نماز کا وقت زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور دو مثل تک باقی رہتا ہے۔ اس لیے اگر جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھ لی گئی یا دو مثل کے بعد پڑھی گئی تو نماز درست نہیں ہوئی۔

اسی طرح اگر امام؛ جمعہ کی نماز پڑھا رہا تھا کہ ظہر کا وقت ختم ہو گیا اگرچہ آخری قعدہ میں ہی ختم ہوا ہو تو نمازِ جمعہ فاسد ہو جائے گی۔ اب ظہر کی نماز قضاء کرنا لازم ہو گا۔

[3]: جب ظہر کا وقت داخل ہو جائے تو پہلے جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے، بعد میں دو فرض ادا کیے جائیں۔ اس ترتیب کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو نمازِ جمعہ کی ادائیگی صحیح نہ ہو گی۔ چنانچہ درج ذیل صورتوں میں نمازِ جمعہ صحیح نہ ہو گا۔

☼ خطبہ؛ جمعہ کا وقت داخل ہونے سے پہلے یعنی زوال سے بھی پہلے پڑھا گیا اور نماز؛ وقت داخل ہونے کے بعد پڑھی گئی۔

☼ جمعہ کے دو فرض پہلے پڑھ لیے گئے اور خطبہ بعد میں دیا گیا۔

☼ خطبہ اور نماز کے درمیان طویل وقفہ ہو گیا۔

[4]: جماعتِ جمعہ کے لیے امام کے علاوہ کم از کم تین افراد کا ہونا۔ امام کے علاوہ یہ تین افراد ایسے ہوں جن میں امامت کی شرائط پائی جاتی ہوں۔ چنانچہ ان تین میں سے اگر کوئی نابالغ ہو یا عورت ہو تو نماز جمعہ صحیح نہیں ہو گا۔

[5]: جہاں نماز جمعہ ادا کی جارہی ہے وہاں داخلہ کی اجازت کا عام ہونا۔ چنانچہ اگر کسی جگہ چند لوگ نمازِ جمعہ پڑھتے ہوں اور دیگر لوگوں کو وہاں داخل نہ ہونے دیا جائے یا مسجد کے دروازے ہی بند کر دیے جائیں تاکہ بقیہ افراد شامل نہ ہو سکیں تو جمعہ کی ادائیگی درست نہ ہو گی۔

ایک بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اگر کسی جگہ حفاظتی تدابیر، دفاعی وجوہات اور انتظامی ضروریات کی وجہ سے عمومی داخلے کی ممانعت ہو تو نمازِ جمعہ درست ہو جائے گی۔ مثلاً شہر میں واقع بڑی جیلوں، فوجی چھاؤنیوں، بڑی فیکٹریوں، ائیر پورٹوں میں عام داخلے کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ مخصوص قواعد کے تحت خاص افراد ہی وہاں جاسکتے ہیں تو ایسی جگہوں پر جمعہ بالکل جائز ہے۔

[5]: سفر سے واپسی کی دعا

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

(صحیح البخاری: ج2 ص945 کتاب الدعوات. باب الدعاء اذا اراد سفراً او رجع)

ترجمہ: ہم سفر سے لوٹ کر آنے والے ہیں، اپنی لغزشوں سے توبہ کرنے والے ہیں، ہم اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں اور اس کی تعریفیں کرنے والے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

چوبیسواں سبق

[1]: مناظرہ کا جواز

﴿اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَ الۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَ جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَ هُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ (۱۲۵)﴾

(سورۃ النحل:125)

ترجمہ:(لوگوں کو) اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ وعظ کے ساتھ بلاؤ اور (اگر بحث کی نوبت آجائے تو) ان سے بحث بھی کرو تو بہترین طریقے سے کرو۔ بے شک تمہارا رب ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو راہِ ہدایت پر ہیں۔

فائدہ: اس آیت سے علامہ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ (ت710ھ) نے مناظرہ کا جواز ثابت کیا ہے۔

(مدارک التنزیل للنسفی:ج1ص207)

[2]: مسنون تراویح

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَمَرَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ، فَقَالَ: اِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ وَلَا يُحْسِنُوْنَ اَن يَّقْرَءُوْا، فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ! فَقَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ وَلٰكِنَّهٗ اَحْسَنُ فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری:ج2ص424باب فی قیام رمضان وماروی فی عدد رکعاتہ)

ترجمہ: حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو رات کے وقت نماز (تراویح) پڑھایا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اس لیے قرآن مجید اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے۔ اگر آپ رات کے وقت ان کو قرآن سنائیں (تو بہت اچھا ہے)۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ ایک ایسی چیز ہے جو پہلے نہیں ہوئی۔

فرمایا: مجھے معلوم ہے لیکن یہ بہت اچھی چیز ہے۔ چنانچہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعتیں (تراویح) پڑھائیں۔

[3]: تصوف وتزکیہ

تصوّف:

روحانی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کا نام "تصوف" ہے، جس کو قرآن کریم میں "تزکیہ نفس" اور حدیث میں لفظ "احسان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بیعت:

عقائد واعمال کی اصلاح فرض ہے جس کے لیے صحیح العقیدہ، سنت کے پابند، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے طالب، مجاز بیعت، شیخ طریقت سے بیعت ہونا مستحب بلکہ واجب کے قریب ہے۔

[4]: مسافر اور مریض کی نماز کے احکام

مسافر کی نماز کے احکام

1: جو آدمی اپنی بستی یا شہر سے دور کم از کم اڑتالیس میل یا 77.24 کلومیٹر جانے کی نیت سے سفر شروع کرے اسے "شرعی مسافر" کہتے ہیں۔

2: سفر میں مسافت کا اعتبار ہے کہ کتنی دور کا سفر ہے، وقت اور سہولت کا نہیں خواہ ہوائی جہاز یا گاڑی سے کتنی ہی جلدی اور آرام سے سفر ہو جائے۔

3: مسافر آدمی جب اپنی بستی یا شہر کی آبادی کی آخری حدود سے باہر نکل جائے تو اس پر قصر کرنا لازم ہے۔ جب تک سفر کرتا رہے اور درمیان میں کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی یا شہر میں لوٹ نہ آئے تب تک قصر نماز پڑھتا رہے۔

4: اگر کسی جگہ قیام کے بارے میں شک ہے کہ کتنے دن ٹھہرے گا؟ مثلاً: سات دن، آٹھ دن، دس دن، بارہ دن، تب بھی وہ مسافر ہی شمار ہو گا اور نماز میں قصر کرے گا، خواہ قیام کی مجموعی مدت پندرہ دن سے زیادہ ہی کیوں نہ

ہو جائے۔ ہاں اگر کسی جگہ ایک ساتھ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے گا تو وہ مسافر نہ رہے گا بلکہ مقیم بن جائے گا، اب اس کے ذمہ پوری نماز پڑھنا ضروری ہو گا اگرچہ پندرہ دن سے پہلے گھر واپس آجائے۔

5: نیت میں عورت اپنے ساتھ والے مَحْرم مرد کے تابع ہے، جس قدر قیام کی نیت مرد کرے گا عورت کے لیے بھی وہی مدت معتبر ہو گی۔ ہاں اگر کسی موقع پر کوئی عورت اپنے کسی ذاتی کام کی وجہ سے سفر پر اس نیت سے جائے کہ جب تک مطلوبہ کام نہیں ہو گا واپس نہیں آنا اور اپنے ساتھ کوئی مَحرم بھی حفاظت کی غرض سے لے جائے تو وہ مرد مسافر اور مقیم ہونے کے اعتبار سے اس خاتون کے تابع ہو گا۔

6: نماز قصر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعتوں والی فرض نمازوں میں دو رکعتیں پڑھے (دو رکعت والی نماز یعنی فجر اور تین رکعت والی نماز یعنی مغرب اور وتر میں قصر نہیں ہے) اور اگر مقیم امام کے پیچھے جماعت سے پڑھے تو یہ بھی پوری نماز پڑھے۔ سنتوں کا حکم یہ ہے کہ سہولت ہو تو پڑھنے کی کوشش کرے، بلا وجہ ترک نہ کرے اور فجر کی سنتوں کا زیادہ اہتمام کرے۔

مریض کی نماز کے احکام

1: مریض کو پانی سے وضو کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہو تو تیمم کرتا رہے لیکن نماز نہ چھوڑے۔

2: مریض اگر قیام نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کر لے اور رکوع کے بعد دونوں سجدے کر لے۔ بعض لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں تو رکوع کے لیے سرین اٹھا کر سر آگے کو جھکا لیتے ہیں۔ ایسا کرنا درست نہیں بلکہ بیٹھ کر رکوع کرنے کے لیے سر کو اتنا جھکانا کافی ہے کہ پیشانی گھٹنوں کی سیدھ میں آجائے۔

3: اگر کھڑا ہونے کی طاقت تو ہے لیکن کھڑے ہونے میں سخت تکلیف کا سامنا ہے یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

4: بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع اور سجدہ کرنے پر قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدہ اشاروں سے کرے۔ رکوع کے اشارے میں کم جھکے اور سجدے کے اشارے میں قدرے زیادہ۔

5: اگر مرض کی وجہ سے بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے۔ اس مقصد کے لیے مریض کے پیچھے تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کا سر خوب اونچا کر دیا جائے اور پاؤں قبلہ کی جانب پھیلا دیے جائیں۔ اگر مریض میں کچھ

طاقت ہو تو پاؤں قبلہ رخ کرنے کے بجائے گھٹنے کھڑے رکھے۔ پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے ذرا جھکا ہوا کرے۔ اگر تکیہ وغیرہ رکھ کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ اس کا سر اور سینہ اونچا رہے تو اسے قبلہ کی طرف پاؤں کرکے بالکل چت لٹا دیا جائے اور سر کے نیچے کوئی تکیہ رکھ دیا جائے تاکہ منہ قبلہ کی جانب رہے، بالکل آسمان کی طرف نہ رہے۔ پھر یہ سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔ سجدہ کا اشارہ رکوع سے ذرا جھکا ہوا کرے۔

6: اگر مرض اتنا زیادہ ہو کہ سر کے اشارے سے نماز پڑھنے کی طاقت بھی نہیں رہی تو اب نماز نہ پڑھے۔ اگر یہ حالت ایک دن ایک رات سے زیادہ وقت رہی تو نماز بالکل معاف ہو گئی۔ تندرست ہونے کے بعد بھی قضا لازم نہیں۔ اگر یہ حالت ایک دن ایک رات نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارہ سے نماز پڑھنے کی طاقت آ گئی تو ادا نمازیں تو اشارہ کے ساتھ پڑھے اور جو نمازیں اس دوران قضا ہو گئی ہوں تو اشارہ ہی سے ان کی قضا کر لے، ان کی قضا کو مؤخر نہ کرے۔ اس لیے کہ شاید تندرست ہونے سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو گنہگار فوت ہو گا۔

[5]: ملاقات کے وقت کی دعا

أَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

(سنن الترمذی: ج ص98 کتاب الاستئذان باب ماذکر فی فضل السلام)

ترجمہ: تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پچیسواں سبق

[1]: ائمہ فقہاء کی تقلید کا ثبوت

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۷)﴾

(سورۃ النحل:43)

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔

امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمہ اللہ (ت604ھ) اور علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ (ت1270ھ) نے اس آیت سے تقلید کو ثابت کیا ہے۔

(التفسیر الکبیر للرازی:ج8ص19، تفسیر روح المعانی:ج14ص148)

[2]: عظمتِ فقیہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "فَقِيْهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ".

(سنن ابن ماجۃ:ص20باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک فقیہ؛ شیطان پر ایک ہزار عبادت کرنے والوں (عابدین) سے بھاری ہے۔

[3]: اجتہاد و تقلید

اِکمال دین (دین کو مکمل کرنے) کی عملی صورت مجتہد کا اجتہاد اور مجتہد کے اجتہاد پر عمل یعنی تقلید ہے۔ پس مطلق اجتہاد اور مطلق تقلید ضروریات دین میں سے ہے جس کا انکار کفر ہے البتہ متعین چار ائمہ (امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کی فقہ اور تقلید کا انکار کرنا گمراہی ہے۔ چونکہ حق اہل السنۃ والجماعۃ کے مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں بند ہے اس لیے نفس پرستی اور خواہش پرستی کے اس زمانے میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔

نوٹ: ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کے مقلد ہیں۔

اعتقادی واجتہادی اختلاف:

اعتقادی اختلاف امت کے لیے زحمت ہے جبکہ مجتہدین کا اجتہادی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے اور مقلدین و مجتہدین دونوں کے لیے باعثِ اجر و ثواب ہے مگر درست اجتہاد پر دو اجر ہیں اور غلط اجتہاد پر ایک اجر، بشرطیکہ اجتہاد کنندہ میں اجتہاد کرنے کی اہلیت ہو۔

اصولِ اربعہ:

دین اسلام کے چار اصول ہیں۔

۱: کتاب اللہ

۲: سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳: اجماع امت

۴: قیاس شرعی

انہیں "اصولِ اربعہ" کہتے ہیں۔ ان اصولِ اربعہ سے ثابت شدہ مسائل کا نام "فقہ" ہے جس کا انکار؛ حدیث کے انکار کی طرح دین میں تحریف کا بہت بڑا سبب ہے۔

[4]: میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ چند افراد مل کر غسل دے دیں تو سب کی طرف سے فریضہ ادا ہو جائے گا۔ اگر میت کو بغیر غسل کے دفن کر دیا گیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ غسل کے لیے درج ذیل سامان کا انتظام کریں:

۱: غسل کا تختہ ۲: قینچی ۳: دو چھوٹی چادریں ۴: صابن

۵: دو عدد تولیے ۶: مشک اور کافور ۷: دستانے ۸: دو ٹب پانی

۹: پانی ڈالنے کے لیے ڈبہ ۱۰: روئی ۱۱: بیری کے پتے ۱۲: ٹشو پیپر / ڈھیلے

۱۳: کفن ۱۴: چارپائی

میت کو درج ذیل مراحل کے مطابق بالترتیب غسل دینا چاہیے:

1: میت کو جس تختہ پر غسل دیا جائے اس کو تین یا پانچ یا سات دفعہ لوبان کی دھونی دینی چاہیے۔ پھر میت کو اس پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ اس کی دائیں طرف ہو۔

2: میت کے بدن کے کپڑے مثلاً شیروانی، بنیان وغیرہ چاک کرلیں اور تہ بند اس کے ستر پر ڈال کر اندر ہی اندر وہ کپڑے اتار لیں۔ یہ تہ بند لمبائی میں ناف سے پنڈلی تک اور موٹے کپڑے کا ہونا چاہیے کہ گیلا ہونے کے بعد اندر کا بدن نظر نہ آئے۔

3: ناف سے لے کر رانوں تک میت کا بدن دیکھنا جائز نہیں اور ایسی جگہ ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔ میت کو استنجا کرانے اور غسل دینے میں اس جگہ کے لیے دستانے پہن لینے چاہییں یا کپڑا ہاتھ پر لپیٹ لینا چاہیے کیونکہ جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی دستانوں کے بغیر ہاتھ لگانا اور نگاہ ڈالنا جائز نہیں۔ غسل شروع کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں یا ٹشو پیپرز سے استنجا کرائیں اور پھر پانی سے پاک کریں۔

4: میت کو وضو کرائیں۔ وضو میں گٹوں تک ہاتھ دھلائیں نہ کلی کرائیں اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالیں بلکہ روئی کا پھایا تر کرکے ہونٹوں، دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دیں۔ اسی طرح یہ عمل تین دفعہ کریں۔ پھر اسی طرح ناک کے دونوں سوراخوں کو روئی کے پھائے سے صاف کریں۔

وضاحت: اگر انتقال ایسی حالت میں ہوا ہو کہ میت پر غسل فرض ہو (مثلاً کسی شخص کا جنابت کی حالت میں یا کسی عورت کا حیض و نفاس کی حالت میں انتقال ہو جائے) تو بھی منہ اور ناک میں پانی ڈالنا درست نہیں ہے۔ البتہ دانتوں اور ناک میں تر کپڑا پھیر دیا جائے تو بہتر ہے مگر ضروری نہیں ہے۔ پھر ناک، منہ اور کانوں میں روئی رکھ دیں تاکہ وضو اور غسل کے دوران پانی اندر نہ جائے۔ پھر منہ دھلائیں، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھلائیں، پھر سر کا مسح کرائیں، پھر تین دفعہ دونوں پاؤں دھلائیں۔

5: جب وضو مکمل ہو جائے تو سر کو اور اگر مرد ہو تو ڈاڑھی کو بھی صابن وغیرہ سے مَل کر دھوئیں۔

6: پھر اسے بائیں کروٹ لٹائیں اور بیری کے پتوں میں پکایا ہوا نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر تین دفعہ سر سے

پاؤں تک اتنا ڈالیں کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

7: پھر دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح سے سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالیں کہ نیچے کی جانب دائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

8: اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھانے کے قریب کر دیں اور اس کے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ مَلیں اور دبائیں۔ اگر کچھ (پیشاب یا پاخانہ وغیرہ) خارج ہو تو صرف اسی کو پونچھ کر دھو دیں، وضو اور غسل دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس نجاست کے نکلنے سے میت کے وضو اور غسل میں کوئی کمی نہیں آتی۔

9: پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ پر کافور ملا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ خوب بہا دیں کہ نیچے بائیں کروٹ بھی خوب تر ہو جائے۔ پھر دوسرا دستانہ پہن کر سارا بدن کسی کپڑے سے خشک کر کے دوسرا خشک کپڑا لپیٹ دیں۔

10: پھر چارپائی پر کفن کے کپڑے اس طریقے سے اوپر نیچے بچھائیں جو آگے کفن پہنانے کے طریقہ میں آ رہا ہے۔ پھر میت کو آرام سے غسل کے تختے سے اٹھا کر کفن کے اوپر لٹا دیں اور ناک، کان اور منہ سے روئی نکال دیں۔

[5]: نماز کے بعد کی دعا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے:

أَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

(صحیح مسلم: ج1 ص218 باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ)

ترجمہ: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے اور تو برکت والا ہے اے عزت والے! شان والے!

چھبیسواں سبق

[1]: قربانی عبادت ہے

﴿ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۗ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿٣٤﴾ ﴾

(سورۃ الحج:34)

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کی ہے تا کہ وہ ان مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ لہٰذا تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، تم اسی کی فرمانبرداری میں لگے رہو اور ان لوگوں کو خوشخبری سنا دو جو (خدا کے حضور) عاجزی کرنے والے ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی نیاز کے طور پر جانور قربان کرنا ہر دین میں عبادت قرار دیا گیا۔ اگر یہ عبادت غیر اللہ کے نام پر کی جائے تو یہ شرک ہو جائے گا۔ موحّد کا کام یہ ہے کہ قربانی صرف اسی خدا کے لیے کرے جس کے نام پر قربان کرنے کا تمام شرائع میں حکم رہا ہے۔ غیر اللہ کے نام پر چڑھاوا چڑھانے، جانور قربان کرنے جیسے اعمال شرک میں شامل ہیں۔

[2]: تکبیراتِ عیدین

عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ: اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عَائِشَةَ جَلِيْسٌ لِّاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا تَكْبِيْرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: صَدَقَ. فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى: كَذٰلِكَ كُنْتُ اُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ.

(سنن ابی داؤد: ج1 ص170 کتاب الصلاۃ باب التکبیر فی العیدین)

ترجمہ: حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ کے ہمنشین ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے

سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چار تکبیریں کہتے تھے، جیسا کہ آپ جنازہ میں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ کا گورنر تھا تو وہاں بھی اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت چار تکبیرات اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیرات کہتے تھے۔

[3]: جنّات کے بارے میں عقائد

اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو آگ سے پیدا فرمایا ہے جن کو "جنات" کہتے ہیں۔ ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ جنات بھی انسانوں کی طرح احکام شریعت کے مکلف ہیں اور مرنے کے بعد انسانوں کی طرح ان کو بھی عذاب وثواب ہو گا۔ جنات میں کوئی نبی نہیں ہے۔

ان میں سب سے زیادہ مشہور اور معروف ابلیس لعین ہے۔ جنات اگرچہ ہمیں نظر نہیں آتے مگر ہم ان کے وجود کو ایمان بالغیب کے طور پر مانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

[4]: مرد کی تکفین کے مسائل

مرد کے لیے مسنون کفن یہ ہے:

- اِزار یعنی سر سے پاؤں تک لمبی چادر۔
- لفافہ۔ اسے "چادر" بھی کہتے ہیں جو اِزار سے لمبائی میں تقریباً ایک ذراع (ڈیڑھ فٹ) زیادہ ہوتا ہے۔
- کرتہ جو بغیر آستین اور کَلی کے ہو۔ اسے قمیص یا کفنی بھی کہتے ہیں، یہ گردن سے پاؤں تک ہوتی ہے۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے:

1: چارپائی پر پہلے لفافہ بچھا کر اس پر ازار بچھا دیں۔

2: پھر کرتہ یعنی قمیص کا نچلا نصف حصہ بچھا دیں اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں۔

3: پھر میت کو غسل کے تختے سے آرام سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دیں۔

4: قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو سر کی طرف الٹ دیں کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دیں۔

5: جب اس طرح قمیص پہنا چکیں تو غسل کے بعد جو تہبند میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال لیں۔

6: میت کے سر ڈاڑھی پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دیں۔

7: پھر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر یعنی جن اعضاء پر آدمی سجدہ کرتا ہے کافور مل دیں۔

8: اس کے بعد ازار کا بایاں کنارہ میت کے اوپر لپیٹ دیں۔

9: پھر اس کے اوپر دایاں کنارہ لپیٹ دیں تاکہ دایاں کنارہ اوپر رہے۔

10: پھر اسی طرح لفافہ لپیٹ دیں کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔

11: پھر کپڑے کی پٹی سے کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں اور بیچ سے کمر کے نیچے کو بھی ایک پٹی نکال کر باندھ دیں تاکہ کفن کھل نہ جائے۔

[5]: غصے یا برے خواب کے وقت کی دعا

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.

(سنن الترمذی: ج2 ص183 ابواب الدعوات. باب مایقول عند الغضب)

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

ستائیسواں سبق

[1]: عذابِ قبر کا ثبوت

﴿ اَلنَّارُ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ ۟ اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ (٤٦)﴾

(سورۃ المؤمن:46)

ترجمہ: آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح وشام پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہو گی (اس دن حکم ہو گا کہ) فرعون کے لوگوں کو سخت عذاب میں داخل کر دو۔

فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبر میں عذاب عرض نار ہے جبکہ جہنم میں عذاب دخول نار کی صورت میں ہو گا۔ یہ آیت عذابِ قبر کی واضح دلیل ہے۔

[2]: عذابِ قبر کا ثبوت

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِّبَنِي النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ إِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ فَقَالَ: "مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْأَقْبُرِ؟" فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا! قَالَ: "فَمَتٰى مَاتَ هٰؤُلَاءِ؟" قَالَ: مَاتُوْا فِي الْإِشْرَاكِ. فَقَالَ: "إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِي قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ أَسْمَعُ مِنْهُ."

(صحیح مسلم: ج2 ص386 کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا. باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں جا رہے تھے اور ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ سواری بدک گئی، قریب تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچے گرادے۔ وہاں اس جگہ دیکھا کہ چھ، پانچ یا چار قبریں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی ان قبر والوں کو پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا: جی ہاں! میں ان قبر والوں کو جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ لوگ کب مرے ہیں؟ اس آدمی نے عرض

کیا: یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں کو ان قبروں میں عذاب ہو رہا ہے، کاش کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی قبر کا عذاب سنا دے جیسے میں سن رہا ہو۔

[3]: موت اور موت کے بعد کے متعلق عقیدہ

قبر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں میت یا اجزائے میت ہوں۔

اگر کوئی مردہ جل کر راکھ ہو جائے یا کوئی انسان پانی میں غرق ہو جائے یا کسی انسان کو کوئی جانور کھا جائے تو جہاں جہاں اس کے جسم کے ذرات ہوں گے ان کے ساتھ روح کا تعلق قائم کر کے اسی جگہ کو اس انسان کے لیے قبر بنا دیا جاتا ہے۔

مردے سے قبر میں سوالات کے لیے دو فرشتے؛ منکَر اور نکیر آتے ہیں۔ وہ تین سوال کرتے ہیں:

1: مَنْ رَّبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟)

2: مَنْ نَّبِيُّكَ؟ (تیرا نبی کون ہے؟)

3: مَادِيْنُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟)

جو انسان ان تینوں سوالات کا درست جواب دیتا ہے اس کو قبر میں سکون اور آرام ملتا ہے، اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جاتا ہے اور جو ان تین سوالوں کا درست جواب نہیں دیتا اس کی قبر کو اس کے لیے تنگ کر دیا جاتا ہے اور قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(سنن الترمذی: ج2 ص73 کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

[4]: نمازِ جنازہ کے مسائل واحکام

نماز جنازہ فرضِ کفایہ ہے یعنی چند افراد پڑھ لیں تو باقی لوگ گناہ سے بچ جائیں گے۔ البتہ جس قدر لوگ زیادہ ہوں گے اس قدر میت کے حق میں اچھا ہے۔ نماز جنازہ کے متعلق چند اہم مسائل یہ ہیں:

(1): جب میت کو غسل دے چکیں تو اس کے بعد نماز جنازہ جلد پڑھنی چاہیے۔ اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

(2): اگر میت کو تیار کرنے میں دیر ہو جائے اور ممنوع وقت (سورج نکلنے کا وقت، عین زوال کا وقت اور سورج غروب ہونے کا وقت) شروع ہو جائے تو اس وقت میں نماز جنازہ پڑھنا جائز بلکہ افضل ہے اور تاخیر مکروہ ہے لیکن اگر میت تیار ہو جائے اور لوگوں کا انتظار کرتے کرتے دیر ہو جائے اور ممنوع وقت شروع ہو جائے تو اب نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ ممنوع وقت گزر جانے کے بعد جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔

(3): ان افراد کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح نہیں:

☼ اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والا

☼ ڈاکو

☼ والدین کو قتل کرنے والا

☼ ظالم کا ساتھ دیتے ہوئے مارا جانے والا

(4): جنازے کی نماز میں چار تکبیریں اور قیام فرض ہے۔

(5): میت کے اعتبار سے نماز جنازہ کی چھ شرائط ہیں:

۱: میت کا مسلمان ہونا (کافر، مرتد کی نماز جنازہ جائز نہیں)

۲: میت کے بدن اور کفن کا پاک ہونا

۳: میت کے واجب الستر جسم کا ڈھکا ہوا ہونا (بالکل برہنہ میت کی نماز جنازہ جائز نہیں)

۴: میت کا نماز پڑھنے والوں کے آگے ہونا (اگر میت نماز پڑھنے والوں کے پیچھے ہو تو نماز جنازہ جائز نہیں)

۵: میت کا یا جس چیز پر میت ہے اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا (اگر میت کو لوگ ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے ہوں اور اسی حالت میں نماز جنازہ پڑھی جائے تو صحیح نہ ہو گی)

۶: میت کا وہاں موجود ہونا (اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز جنازہ صحیح نہیں)

(6): اگر کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر ایک کی نماز الگ الگ پڑھی جائے۔ تمام جنازوں کو امام کے سامنے رکھ کر اکٹھا نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اس وقت تمام جنازوں کی صف بنالی جائے جس کی بہترین صورت یہ

ہے کہ قبلہ کی جانب ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھا جائے تاکہ سب کے سر ایک طرف ہوں اور پاؤں ایک طرف۔ ایسی صورت میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے گا جو کہ مسنون صورت ہے۔

(7): اگر جنازوں میں مرد، خواتین، نابالغ بچے اور نابالغ بچیاں شامل ہوں تو اس میں سب سے پہلے مرد کو امام کے سامنے رکھا جائے، اس کے بعد نابالغ لڑکے کو، پھر عورت کو اور اس کے بعد نابالغ بچی کو۔

[5]: قبرستان میں داخل ہونے کی دعا

أَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ! يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ.

(سنن الترمذی: ج1 ص203 ابواب الجنائز باب مایقول الرجل اذا دخل المقابر)

ترجمہ: اے قبروں والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اٹھائیسواں سبق

[1]:　قیامت برحق ہے

﴿وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (٧)﴾

(سورۃ الحج:7)

ترجمہ: اور یقیناً قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اٹھائیں گے جو قبروں میں ہیں۔

[2]:　قیامت کے دن کی ہولناکی

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عِرْقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ."

(صحیح البخاری: ج2ص967 کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا جو زمین کے اندر ستر گز تک چلا جائے گا اور پسینہ ان کے لیے لگام بن جائے گا یہاں تک کہ یہ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔

[3]:　قیامت کے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ جب اس عالَم کو فنا کرنا چاہیں گے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہو گا، وہ صور پھونکیں گے جس کی آواز شروع میں نہایت دھیمی اور سریلی ہو گی جو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جائے گی جس سے انسان، جنات، چرند، پرند سب حیرت کے عالم میں بھاگنے لگیں گے۔ جب آواز کی شدت اور بڑھے گی تو سب کے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر روئی کی طرح اڑنے لگیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے جس

سے پورا عالم ایک بار پھر وجود میں آجائے گا، مردے قبروں سے اٹھیں گے، یہی قیامت کا دن ہو گا، ہر بندے کو بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونا ہو گا، رب کے سامنے آکر ہم کلام ہونا پڑے گا، درمیان میں کوئی ترجمان نہیں ہو گا، دنیا میں کیے ہوئے سب اعمال سامنے ہوں گے، ان کے بارے میں جواب دہی ہو گی، انسان کا ہر عمل اللہ کے علم، لوح محفوظ اور کراماً کاتبین کے رجسٹر میں محفوظ ہو گا۔

جس طرح ریکارڈر انسان کی آواز کو محفوظ کر لیتا ہے اور کیمرہ ویڈیو کو محفوظ کر لیتا ہے اسی طرح زمین بھی انسان کے ہر قول و فعل کو ریکارڈ کر رہی ہے اور قیامت کے دن وہ سب کچھ اُگل دے گی اور گواہی دے گی کہ اس انسان نے فلاں وقت فلاں جگہ یہ کام (اچھا یا برا) کیا تھا، انسانی اعضاء و جوارح کو بھی اس دن زبان مل جائے گی جو انسان کے حق میں یا اس کے خلاف بولیں گے۔ اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو یہ سعادت نصیب ہو گی جبکہ گمراہ لوگ اس سے محروم رہیں گے۔

اس دن ایک ترازو قائم ہو گا جس کے ذریعہ اعمال تولے جائیں گے۔ جہنم کی پشت پر پل صراط قائم ہو گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔ ہر شخص کی رفتار اس کے اعمال کے مطابق ہو گی۔ قیامت کا دن دنیا کے دنوں کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ اس دن موت کو ایک دنبے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا جو اس بات کی علامت ہو گی کہ اس کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی۔ اہلِ جنت ہمیشہ کے لیے جنت میں رہیں گے اور اہلِ جہنم میں سے بدعقیدہ لوگ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے البتہ وہ جہنمی لوگ جو صحیح العقیدہ ہوں گے مگر اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے جہنم میں بھیجے جائیں گے وہ اپنے اعمالِ بد کی سزا بھگت کر بالآخر ایک نہ ایک دن جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔

[4]: نمازِ جنازہ کی سنتیں

1: امام کا میت کے سینے کے برابر کھڑا ہونا، خواہ میت مذکر ہو یا مؤنث۔

2: پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا۔

3: دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا۔

4: تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرنا۔

[5]: نمازِ جنازہ میں بالغ میت کے لیے دعا

أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا. أَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ.

(جامع الترمذی: ج1 ص198 ابواب الجنائز باب مایقول فی الصلوٰۃ علی المیت)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے، ہمارے حاضر اور غائب کو بخش دے، ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو بخش دے، ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھنا اور جس کو موت دے تو ایمان کی حالت میں موت دینا۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

انتیسواں سبق

[1]:زنا حرام ہے

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا (۳۲)﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:32)

ترجمہ: اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

فائدہ: یعنی زنا کرنا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت نافرمانی ہے۔ لہٰذا اس کے قریب بھی مت جاؤ اور ''لَاتَقْرَبُوْا'' میں زنا تک پہنچانے والے اسباب؛ بد نظری، گانا وغیرہ سے بچنے کی ہدایت کر دی گئی۔

[2]: توبہ کی فضیلت

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ".

(سنن ابن ماجۃ: ص313 ابواب الزھد باب ذکر التوبۃ)

ترجمہ: ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود اپنے والد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔

[3]: قیامت کی علاماتِ صغریٰ

''علامات صغریٰ'' سے مراد وہ علامتیں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد تک وقوع پذیر ہوں گی۔ ان میں سے کچھ علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ باقی ہیں۔

علامات صغریٰ بہت ساری ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1: چرواہے اور کم درجے کے لوگ فخر و نمود کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔

2: ظلم و ستم عام ہو جائے گا۔

3: شرم و حیا اٹھ جائے گی۔

4: شراب کو"نبیذ" سود کو"خرید و فروخت" اور رشوت کو"ہدیہ" کا نام دے دیا جائے گا۔

5: علم اٹھ جائے گا اور جہل زیادہ ہو جائے گا۔

6: سرکاری خزانہ کو حکومتی لوگ لوٹیں گے۔

7: زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔

8: دین کو دنیا کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

9: شوہر؛ بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔

10: آدمی اپنے دوست سے پیار کرے گا اور باپ سے بے توجہی کرے گا۔

11: ذلیل اور فاسق لوگ قوم کے سردار بن جائیں گے۔

12: گانا گانے والیوں کا بول بالا ہو گا۔

13: مساجد میں شور شرابہ ہو گا۔

14: شراب عام ہو گی۔

15: اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

16: مردوں میں ریشم کا لباس عام ہو جائے گا۔

17: جھوٹ کا رواج عام ہو جائے گا۔

[4]: قضا نمازیں

اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز وقت پر نہ پڑھ سکیں تو وقت گزرنے پر وہ نماز معاف نہیں ہو جاتی بلکہ ذمے میں فرض رہتی ہے۔ اسے بعد میں پڑھنا ضروری ہوتا ہے، بعد میں پڑھنے کو"قضا" کہتے ہیں۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کے حوالے سے چند احکامات درج ذیل ہیں:

[1]: اگر حتمی طور پر معلوم ہو کہ میری فلاں دن اور فلاں وقت کی ایک یا کئی نمازیں رہ گئی ہیں تو ان کی قضاء کے لیے ان نمازوں کی مکمل تعیین ضروری ہے۔ یعنی دن اور نماز کا متعین کرنا لازمی ہے۔ جیسے کسی شخص کی اتوار کی عصر فوت ہو گئی ہو تو اب اسے پڑھنے کے لیے یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ میں اتوار کی عصر کی قضا پڑھ رہا ہوں۔

[2]: اگر کسی شخص کی کئی نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور ان کی حتمی تعداد کا علم نہ ہو کہ کتنی ہیں تو ضروری ہے کہ خوب غور و فکر کر کے ان کی تعیین کرے کہ اس کے ذمہ کتنی نمازیں ہیں۔ اگر حتمی تعداد معلوم نہ ہو سکے تو خوب سوچ بچار کے بعد غالب رائے سے جو تعداد متعین ہو اسے لکھ لے۔

گزشتہ کئی مہینوں یا سالوں کی قضا نمازیں پڑھنے کی صورت میں دن و تاریخ کی تعیین کے ساتھ نیت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یوں نیت کی جا سکتی ہے کہ میرے ذمے فجر کی جتنی نمازیں ہیں ان میں سے پہلی پڑھتا ہوں، جتنی ظہر کی ہیں ان میں سے پہلی پڑھتا ہوں۔ اب جو پڑھ چکیں گے تو اس سے اگلی والی نمازیں پہلی بن چکی ہوں گی۔

اسی طرح نیت یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ میرے ذمے فجر کی جتنی نمازیں ہیں ان میں سے آخری پڑھتا ہوں، جتنی ظہر کی ہیں ان میں سے آخری پڑھتا ہوں۔ اب جو پڑھ چکیں گے تو اس سے پہلے والی نمازیں آخری بن چکی ہوں گی۔ یوں ایک ایک کر کے اپنی تمام قضا نمازیں پڑھ لی جائیں۔

[3]: قضا نمازیں تین ممنوع اوقات کے علاوہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہیں۔ وہ تین اوقات یہ ہیں:

۱: سورج طلوع ہوتے وقت

۲: عین زوال کے وقت

۳: سورج غروب ہوتے وقت

[4]: قضا نماز؛ فجر اور عصر کی نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن کوشش کریں کہ لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔ چونکہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں ہے اس لیے دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ یہ شخص قضا پڑھ رہا ہے۔ نماز قضا کرنا گناہِ کبیرہ ہے، اپنے گناہ کو حتی الامکان کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔

[5]: قضا نمازیں پڑھتے وقت صرف فرض پڑھے جائیں، سنتوں کی قضا نہیں، البتہ عشاء کے فرض کے ساتھ وتر کی قضا بھی ضروری ہے کیونکہ وتر واجب ہیں۔

[6]: سفر کی حالت میں اگر کوئی نماز رہ جائے تو اس کی قضا میں بھی قصر ہو گی چاہے سفر میں قضا کرے یا حالت اقامت میں، اور اگر حالتِ اقامت میں فوت شدہ نماز کو سفر کی حالت میں قضا کرنا چاہے تو وہ پوری پڑھنا ہو گی۔

مثلاً سفر میں ظہر کی نماز رہ گئی تو گھر آ کر اسے قضا کرے گا تو دو رکعت ہی قضا کرے گا کیونکہ سفر میں ظہر کی

قصر دو رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر گھر میں کسی مجبوری کی وجہ سے عصر کی نماز رہ گئی اور وہ سفر پر چلا گیا۔ سفر میں عصر کی اس نماز کی قضا کرنا چاہے تو چار رکعت ہی قضا کرے گا کیونکہ اقامت میں چار رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔

نوٹ: "قضائے عمری" دراصل اسی ترتیب کے ساتھ قضا نمازیں پڑھنے کا نام ہے۔ باقی عوام میں جو قضائے عمری کا تصور ہے کہ فضیلت والی رات مثلاً شب براءت یا شب قدر میں یا رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں قضا کی نیت سے ایک نماز پڑھ لی جائے تو سب فوت شدہ نمازوں کی طرف سے کفّارہ بن جائے گی، یہ غلط تصور ہے۔ اس طرح کرنے سے فوت شدہ نمازیں ذمہ سے ساقط نہ ہوں گی۔ قضا شدہ نماز پڑھے بغیر صرف توبہ واستغفار کافی نہیں، توبہ بروقت نہ پڑھنے پر ہوگی اور قضا اپنی جگہ ضروری ہے۔

[5]: نماز جنازہ میں نابالغ بچے اور مجنون کے لیے دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا.

(الھدایۃ مع نصب الرایۃ: ج2 ص279 فصل فی الصلاۃ علی المیت)

ترجمہ: اے اللہ! اس بچے کو ہمارا پیش رو بنا، اسے ہمارے لیے باعث اجر بنا، اسے ہمارے لیے سفارش کرنے والا بنا اور اس کی سفارش قبول فرما۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تیسواں سبق

[1]: مصیبت؛ گناہ کا وبال ہے

﴿ مَآ اَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ‌ ۖ وَمَآ اَصَابَكَ مِنۡ سَيِّئَةٍ فَمِنۡ نَّفۡسِكَ‌ ؕ وَاَرۡسَلۡنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا‌ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ‏(۷۹) ﴾

(سورۃ النساء:79)

ترجمہ: تمہیں جو بھی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ محض اللہ کی طرف ہوتی ہے اور جو بھی برائی پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اپنے سبب سے ہوتی ہے اور (اے پیغمبر!) ہم نے آپ کو لوگوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ گواہی دینے کے لیے کافی ہے۔

فائدہ: انسان کو چاہیے کہ بھلائی کو حق تعالیٰ کا احسان سمجھے اور مصیبت کو اپنے اعمال کی شامت جانے۔

[2]: جس سے محبت اسی کے ساتھ انجام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ: "أَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ".

(صحیح البخاری:ج2ص 911 کتاب الادب۔ باب علامۃ الحب فی اللہ عزوجل)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس نے محبت کی۔

[3]: قیامت کی علاماتِ کبریٰ (پہلی علامت: مہدی علیہ الرضوان کی آمد)

"علامات کبریٰ" سے مراد وہ علامتیں ہیں جو حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد سے لے کر نفخہ اولیٰ تک ظاہر ہوں گی۔

قیامت کی علامات کبریٰ دس ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1: حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد

2: دجال کا نکلنا

3: عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا

4: یاجوج ماجوج کا نکلنا

5: سورج کا مغرب سے نکلنا

6: دآبۃ الارض کا نکلنا

7: ٹھنڈی ہوا کا چلنا

8: حبشیوں کا غلبہ اور خانہ کعبہ کو گرانا

9: دھواں کا نکلنا

10: آگ کا نکلنا

ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

1: حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد

حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے۔ آپ کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ ہو گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ سیرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے یعنی ان کے اخلاق واطوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہوں گے البتہ صورت اور شکل وشباہت میں مشابہ نہیں ہوں گے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوں گے۔ مکہ مکرمہ میں ان کا ظہور ہو گا، شام اور عراق کے اولیاء اور ابدال بیت اللہ کے طواف کے دوران انہیں پہچان لیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پہلے ان کی حکومت عرب میں ہو گی پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔ ان کے دور حکومت میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہو گا۔ آپ کا عمل شریعت محمدیہ کے مطابق ہو گا۔ آپ کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور انہی کے زمانہ بادشاہت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارہ پر فجر کی نماز کے قریب نازل ہوں گے اور امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ امام مہدی؛ عیسائیوں سے جہاد کریں گے اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ بیت المقدس میں آپ کا انتقال ہو گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور آپ بیت المقدس ہی میں دفن

ہوں گے۔

[4]: نفل نمازیں

نماز پنجگانہ کے علاوہ کچھ خاص اوقات میں یا خاص مقاصد کے لیے نفل نمازوں کی فضیلت بھی احادیث مبارکہ میں آئی ہے۔ ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

نمازِ تہجد:

آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اس نماز کو "تہجد" کہتے ہیں۔ نوافل میں سب سے زیادہ اسی کا ثواب ہے۔ اس کا بہترین وقت صبح صادق سے تھوڑا پہلے رات کا آخری حصہ ہے۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے تو دو رکعت ہی پڑھ لی جائیں۔ اگر کسی کو رات میں اٹھنے کی ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے تب بھی درست ہے لیکن اس کا ثواب ویسا نہ ہو گا جیسے رات کے آخری حصے میں پڑھنے کا ہے۔

نمازِ اشراق:

اشراق کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نمازِ فجر پڑھ کر وہیں بیٹھ جائیں۔ اسی جگہ بیٹھے ہوئے ذکر اللہ، تلاوت قرآن پاک یا کسی وظیفہ میں مشغول رہیں۔ اس دوران دنیا کی کوئی بات چیت یا کام نہ کریں۔ جب سورج طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جائے (یعنی سورج طلوع ہونے کے دس بارہ منٹ بعد) تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لیں تو ایک حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ اگر نمازِ فجر کے بعد کسی دنیوی کام کاج میں مشغول ہو گئے، پھر سورج بلند ہونے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تب بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔ اشراق کا وقت سورج طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جانے سے لے کر زوال تک رہتا ہے لیکن اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

نمازِ چاشت:

جب سورج خوب بلند ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے تو دو رکعت سے لے کر بارہ رکعات تک جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے "چاشت" کہتے ہیں۔ اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ اس کا وقت بھی زوال تک رہتا ہے لیکن افضل یہ ہے

کہ نمازِ چاشت سورج طلوع ہونے سے لے کر زوال تک کا جتنا وقت ہو اس کا چوتھائی حصہ گزرنے کے بعد پڑھی جائے۔ مثلاً اگر سورج طلوع ہونے سے لے کر زوال تک کا کل وقت چھ گھنٹے بن رہا ہو تو سورج طلوع ہونے کے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سے لے کر زوال سے پہلے پہلے تک جس وقت بھی چاشت کی نماز پڑھ لی جائے یہ افضل وقت میں ادا شمار ہو گی۔

نمازِ اَوّابِین:

مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد چھ رکعات سے لے کر بیس رکعات تک جن نوافل کی ادائیگی کی جاتی ہے انہیں "اوابین" کہتے ہیں۔ اس کی بھی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

نمازِ توبہ:

عمومی گناہوں پر یا کسی خاص گناہ پر اپنی توبہ کو مؤثر بنانے کے لیے دو، چار رکعات نماز توبہ پڑھ کر خوب گڑ گڑا کر معافی مانگی جائے۔ اس کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے۔

نمازِ حاجت:

کوئی ضرورت درپیش ہو، کوئی مسئلہ حل نہ ہو رہا ہو، کوئی مشکل یا رکاوٹ آڑے آجائے تو دو رکعات پڑھ کر خاص اس حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا مانگی جائے۔

نمازِ استخارہ:

جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کی جائے۔ اسے "استخارہ" کہتے ہیں۔ اس لیے اگر کہیں کا سفر درپیش ہو، کہیں رشتہ کرنا ہو یا کوئی کاروبار شروع کرنا ہو تو استخارہ کر کے کیا جائے۔ ان شاء اللہ کبھی اپنے کیے پر پریشان نہ ہوں گے۔ نمازِ استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھی جائے، اس کے بعد مسنون دعائے استخارہ پڑھی جائے۔ دعائے استخارہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ ، وَ أَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ ، وَ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا أَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ ، وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ . اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ

فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ أَمْرِیْ وَ عَاجِلِہٖ وَ اٰجِلِہٖ، فَاقْدِرْہُ لِیْ، وَ یَسِّرْہُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ ھٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ أَمْرِیْ وَ عَاجِلِہٖ وَ اٰجِلِہٖ، فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ، وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ.

دعا کرتے وقت جب "ھٰذَا الْاَمْرَ" پر پہنچیں (جس کے نیچے لکیر لگی ہوئی ہے) تو اگر عربی جانتے ہیں تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کریں یعنی "ھٰذَا الْاَمْرَ" کی جگہ اپنے کام کا نام لیں، مثلاً "ھٰذَا السَّفَرَ" یا "ھٰذَا النِّکَاحَ" یا "ھٰذِہِ التِّجَارَۃَ" یا "ھٰذَا الْبَیْعَ" کہیں، اور اگر عربی نہیں جانتے تو "ھٰذَا الْأَمْرَ" ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کا دھیان کریں جس کے لیے استخارہ کر رہے ہیں۔

استخارہ کی دعا کا مفہوم:

اے اللہ! میں آپ کے علم، قدرت اور فضل عظیم کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ آپ مکمل قدرت رکھتے ہیں جبکہ مجھ میں قدرت نہیں، آپ جانتے ہیں جبکہ میں نہیں جانتا۔

یا اللہ! اگر آپ کے علم کے مطابق یہ معاملہ میرے دین، معاش، دنیا، انجام کار، فوری نفع اور دیرپا فائدے کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر فرما کر آسان فرما دیجیے اور اس میں برکت پیدا فرما دیجیے۔

اور اگر آپ کے علم کے مطابق یہ معاملہ میرے دین، دنیا، معاش، انجام کار، فوری نفع اور دیرپا نفع کے اعتبار سے بہتر نہیں تو مجھے اس کام سے بچا لیجیے اور میرے لیے بھلائی کا فیصلہ فرما دیجیے۔ پھر مجھے اس پر مطمئن بھی کر دیجیے۔

صلوٰۃ التسبیح:

یہ بڑی پسندیدہ نفل نماز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس کی تاکید فرمائی تھی۔ اس نماز پر ہر قسم کے صغیرہ گناہوں کی معافی کی فضیلت بتائی گئی ہے۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعات نفل کی نیت سے شروع کریں۔ ان چار رکعتوں میں تیسرے کلمہ کا پہلا حصہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" تین سو مرتبہ اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں 75 مرتبہ ہو جائے۔ اس کے دو طریقے روایات میں آتے ہیں جو درج ذیل نقشے سے

واضح ہیں:

ارکان	تسبیح کب پڑھنی ہے	پہلا طریقہ	دوسرا طریقہ
قیام	"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" کے بعد قرأت سے پہلے	X	15مرتبہ
قیام	قرأت کے بعد رکوع سے پہلے	15مرتبہ	10مرتبہ
رکوع	"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ "(3مرتبہ) کے بعد	10مرتبہ	10مرتبہ
قومہ	"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کے بعد کھڑے ہو کر	10مرتبہ	10مرتبہ
پہلا سجدہ	"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى"(3مرتبہ) کے بعد	10مرتبہ	10مرتبہ
جلسہ	دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے	10مرتبہ	10مرتبہ
دوسرا سجدہ	"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى"(3مرتبہ) کے بعد	10مرتبہ	10مرتبہ
قعدہ اولیٰ قعدہ ثانیہ	دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر (دوسری، چوتھی رکعت میں تشہد سے پہلے)	10مرتبہ	X
کل تعداد ایک رکعت میں		75مرتبہ	75مرتبہ
کل تعداد چار رکعات میں		300مرتبہ	300مرتبہ

کوشش کریں یہ نماز ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھیں، مشکل ہو تو مہینے میں ایک بار پڑھ لیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیں، اتنا بھی نہ ہو سکے تو زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ تو ضرور پڑھ لینی چاہیے۔

[5]: نمازِ جنازہ میں نابالغ بچی کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً.

ترجمہ: اے اللہ! اس بچی کو ہماری پیش رو بنا، اسے ہمارے لیے باعث اجر بنا، اسے ہمارے لیے سفارش کرنے والا بنا اور اس کی سفارش قبول فرما۔

اکتیسواں سبق

[1]: زکوٰۃ اور سود کا تقابل

﴿ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (٣٩)﴾

(سورۃ الروم:39)

ترجمہ: اور یہ جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں شریک ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو تو (غور سے سن لو) یہی لوگ ہیں جو درحقیقت (اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔

[2]: زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ" ثُمَّ تَلَا ﴿لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ﴾ الْاٰيَةَ.

(صحیح البخاری: ج2 ص655 کتاب التفسیر۔ باب تفسیر سورۃ آل عمران)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ نے مال دیا ہو پھر بھی وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اس شخص کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الخ" (ترجمہ آیت: جو لوگ اس مال میں بخل سے کام لیتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے اچھی بات ہے بلکہ یہ ان کے لیے بری بات ہے۔ جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہو گا قیامت کے دن وہی مال ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔[آل عمران:180])

[3]: قیامت کی دوسری علامت؛ خروجِ دجال

قیامت کی علامات کبریٰ میں دوسری علامت؛ خروج دجال ہے جو احادیثِ متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ دجال؛ دجل سے مشتق ہے جس کے معنی لغت میں بڑے جھوٹ، مکر، فریب اور حق و باطل کو خلط ملط کرنے کے ہیں۔ لغوی معنی کے لحاظ سے ہر جھوٹے اور مکار کو دجال کہہ سکتے ہیں لیکن حدیث شریف میں جس دجال موعود کے خروج کی خبر دی گئی ہے وہ ایک خاص کافر شخص کا نام ہے جو قوم یہود سے ہو گا اور "مسیح" اس کا لقب ہو گا۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ وہ کانا ہو گا اور مسیح کا مطلب ہوا جس کی آنکھ ہاتھ پھیر کر صاف اور ہموار کر دی گئی ہو، ایک آنکھ میں انگور کے دانے کے برابر ناخونہ ہو گا، دونوں آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوا ہو گا۔

سب سے پہلے اس کا ظہور شام اور عراق کے درمیان ہو گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر اصفہان آئے گا۔ وہاں ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے بعد ازاں وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور زمین میں فساد پھیلاتا پھرے گا۔ حق تعالیٰ بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے قسم قسم کے کرشمے اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے۔ لیکن اخیر میں وہ ایک شخص کو قتل کر کے زندہ کرے گا اور پھر اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن اس کے قتل پر ہرگز قادر نہ ہو گا تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ یہ شخص دعوائے خدائی میں بالکل جھوٹا ہے۔

اول... اس کا "کانا" ہونا ہی اس کے خدا نہ ہونے کی نہایت روشن اور واضح دلیل ہو گی۔

دوم... اس کی آنکھوں کے درمیان "ک، ف، ر" لکھا ہو گا۔

سوم.... قتل کرنا ایسا فعل ہے جو بشر کی قدرت میں داخل ہے۔ جب اس میں یہ قدرت باقی نہ رہی کہ وہ دوبارہ قتل کر سکے تو وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور یہ جو چند روز اس کے ہاتھ سے احیائے موتیٰ (مردوں کو زندہ کرنا) کا ظہور ہوتا رہا فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل تھا جو اس کے ہاتھ سے محض استدراج، ابتلاء اور امتحان کے طور پر کرایا گیا۔

خروج دجال کب ہو گا؟

دجال کا خروج اس زمانے میں ہو گا جب امام مہدی علیہ الرضوان نصاریٰ سے جہاد کرتے ہوئے قسطنطنیہ کو فتح فرما کر شام واپس آئیں گے اور شہر دمشق میں مقیم ہو کر مسلمانوں کے انتظام میں مصروف ہوں گے۔ اس وقت دجال شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر اصفہان آئے گا۔ وہاں ستر ہزار یہودی

اس کے تابع ہو جائیں گے۔ بعد ازاں وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور زمین میں فساد پھیلاتا پھرے گا۔ حق تعالیٰ بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے قسم قسم کے کرشمے اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے۔ یمن سے ہو کر مکہ مکرمہ کارخ کرے گا مگر مکہ مکرمہ پر فرشتوں کا پہرہ ہو گا اس لیے دجال مدینہ منورہ کا ارادہ کرے گا۔ مدینہ منورہ کے دروازوں پر بھی فرشتوں کا پہرہ ہو گا اس لیے دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بالآخر پھر پھرا کر شام واپس آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر فجر کی نماز کے وقت دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہوں گے اور اس لعین کو قتل کریں گے۔

[4]: زکوٰۃ کے مسائل واحکام

صاحبِ نصاب کی تعریف:

اگر کسی شخص کی ملکیت میں درج ذیل اموال مقدار مذکور میں ہوں تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۱]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ (87.48 گرام) یا اس سے زائد صرف سونا موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۲]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ (612.36 گرام) یا اس سے زائد صرف چاندی موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۳]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف نقدی موجود ہو (خواہ جس ملک کی بھی ہو مثلاً روپے، ریال، ڈالر، درہم وغیرہ) تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۴]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف تجارت کا مال موجود ہو تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۵]: اگر کسی کی ملکیت میں مذکورہ چار چیزوں (سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت) کی تھوڑی تھوڑی مقدار کی مالیت یا ان میں سے کوئی دو یا زائد چیزوں کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد موجود ہو تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط:

[1]: مسلمان ہونا

[2]: آزاد ہونا

[3]: عاقل ہونا

[4]: بالغ ہونا

[5]: مال کا مکمل ملکیت میں ہونا

[6]: مال کا نصاب کے برابر ہونا

[7]: مال کا حاجاتِ اَصلیہ سے زائد ہونا

[8]: مال کا دَین سے خالی ہونا

[9]: مال کا نامی یعنی بڑھنے والا ہونا

فائدہ: مال نامی چار ہیں:

۱: سونا (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، بسکٹ، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ)

۲: چاندی (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، بسکٹ، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ)

۳: نقدی رقم

۴: مالِ تجارت

[10]: مال پر مکمل سال کا گزر جانا

زکوٰۃ کی شرائط کی مزید تفصیل میری کتاب ''کتاب الفقہ (حصہ اول)'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

[5]: بارش مانگنے کی دعا

أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا.

(صحیح مسلم: ج1 ص293 ابواب الجمعۃ۔ باب الدعاء فی الاستسقاء)

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما، اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما، اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔

بتیسواں سبق

[1]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا

﴿وَّ قَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ‌ۚ وَ مَا قَتَلُوۡهُ وَ مَا صَلَبُوۡهُ وَ لٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ‌ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ‌ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ‌ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًاۢ (۱۵۷) بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا (۱۵۸)﴾

(سورۃ النساء:157، 158)

ترجمہ:(یہود اس لیے ملعون ہوئے کہ) انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا تھا حالانکہ نہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا تھا اور نہ ہی انہیں صلیب پر لٹکا پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ دراصل شک کا شکار ہیں، ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی (یقینی) علم نہیں ہے بلکہ یہ لوگ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا تھا اور اللہ غالب، بڑی حکمت والا ہے۔

فائدہ: یہ بات مسلَّم ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانی دشمن تھے اور انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ یہودی؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر سکے نہ صلیب پر لٹکا سکے۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ "صلیب پر لٹکایا گیا ہو لیکن قتل نہ کر پائے ہوں" کیونکہ اس دور میں صلیب پر ہی لٹکا کر قتل کیا جاتا تھا۔ جب قرآن نے قتل کی نفی کی تو معلوم ہوا کہ صلیب پر قتل نہیں کیے گئے اور جب صلیب کی نفی کی تو معلوم ہوا کہ صلیب پر لٹکائے بھی نہیں گئے۔

[2]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيْكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ."

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی: ج2 ص166 باب قول اللہ عزوجل "إني متوفيك")

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری خوشی کا اس وقت کیا عالم ہو گا جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔(یعنی امام مہدی کی اقتداء کریں گے)

اس حدیث میں لفظ "مِنَ السَّمَاءِ" کی صراحت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

[3]: قیامت کی تیسری علامت؛ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے تیسری علامت قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا ہے۔ یہ عقیدہ حق اور سچ ہے اور قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

کانے دجال کا خروج ہو چکا ہو گا اور امام مہدی دمشق کی جامع مسجد میں نماز فجر کی ادائیگی کے لیے تیاری میں ہوں گے۔ یکایک عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہو گی کہ کافر اس کی تاب نہ لا سکے گا، اس کے پہنچتے ہی مر جائے گا اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ایسے پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے اور "باب لُدّ" پر جا کر اس کو اپنے نیزہ سے قتل کریں گے اور اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ اس کے بعد لشکرِ اسلام دجال کے لشکر کا مقابلہ کرے گا اور یہودیوں کو خوب قتل کرے گا اور اس طرح زمین دجال اور یہود کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے گی جن کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا۔ اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ تھے اور اب آسمان سے ہمارے قتل کے لیے زمین پر اترے ہیں۔

فائدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ الرضوان دو الگ الگ شخصیات ہیں:

ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ بن مریم کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان سے یہ امر روزروشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے وقت سے لے کر اس وقت تک کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ نازل ہونے والا مسیح اور ظاہر ہونے والا مہدی ایک ہی شخص ہوں گے کیونکہ:

1: حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی اور رسول ہیں اور امام مہدی امت محمدیہ کے خلیفہ ہوں گے، نبی نہ ہوں گے۔

2: حضرت مسیح ابن مریم حضرت مریم کے بطن سے بغیر باپ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً چھ سو(600) سال پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور امام مہدی قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، ان کے والد کا نام عبد اللہ ہو گا۔

3: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں اور امام مہدی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

شبہ:

ایک روایت میں آیا ہے کہ "لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ" کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔

اس روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت مہدی دونوں ایک ہی شخص ہیں۔

جواب:

1: یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف اور غیر مستند ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری (ج6 ص385) میں اس کی تصریح کی ہے۔

2: یہ روایت ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کا الگ الگ شخصیت ہونا خوب ظاہر ہے اور متواتر کے مقابلہ میں ضعیف اور منکر روایت معتبر نہیں ہوتی۔

[4]: زکوٰۃ کے بقیہ احکام

زکوٰۃ کے مصارف:

1:فقراء.... "فقیر" اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

2:مساکین... "مسکین" اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ ہو لیکن ضرورت سے کم ہو۔

3:عاملینِ زکوٰۃ... وہ لوگ جنہیں حکومت کی جانب سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مقرر کیا گیا ہے۔ ان کی تنخواہوں کی ادائیگی زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔

4:مؤلفۃ القلوب... مستحق نو مسلم جنہیں اسلام پر پختہ کرنا مقصود ہو۔

5:غارمین... ایسے مقروض لوگ جن کے تمام اثاثے ان کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے ناکافی ہوں، یا اگر یہ لوگ اپنے اثاثوں سے قرض ادا کریں تو نصاب کے بقدر ان کے پاس مال باقی نہ رہے۔

6:فکِّ رقاب... غلاموں کو آزادی دلانے کے لیے۔

7:فی سبیل اللہ... جہاد پر جانے والوں کے سازو سامان کی تیاری میں۔ اس کے علاوہ ایسے لوگ جو دینی کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے معاشی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتے وہ بھی فی سبیل اللہ میں شامل ہیں، مثلاً مدارس کے طلبہ، ان کو زکوٰۃ کی مد میں جیب خرچ، کپڑے اور کتب وغیرہ لے کر دی جاسکتی ہیں۔

8:ابن سبیل... مسافر کے لیے یعنی وہ شخص جس کے پاس اگرچہ اپنے وطن میں نصاب کے بقدر مال تو موجود ہے لیکن سفر میں اس کے پاس اتنی رقم نہ ہو جس سے وہ سفر کی ضروریات پوری کرکے وطن واپس جاسکے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط:

:1 زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا

:2 مستحق شخص کو زکوٰۃ کے مال کا مالک بنانا

جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں:

-1 خاندانِ بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ دینا جائز نہیں ہے۔ بنو ہاشم سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت علی

رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس لیے ان کی مدد زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کے علاوہ دیگر رقوم صدقات سے کی جائے۔

2- کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

3- ایسی NGO's اور ادارے جو شرعی حدود کا لحاظ نہیں کرتے، انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

4- شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

5- زکوٰۃ اپنے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی) اور فروع (بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نواسا نواسی) کو دینا جائز نہیں ہے۔

6- شوہر؛ بیوی کو اور بیوی؛ شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

7- مسجد میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتے۔

[5]: درد سے نجات کے لیے دعا

درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھیں اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔

(صحیح مسلم: ج2 ص224 کتاب السلام باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم مع الدعاء)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس درد کے شر سے جو مجھے محسوس ہو رہا ہے اور جس سے میں ڈرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

تینتیسواں سبق

[1]: رمضان کے روزے کی فرضیت

﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ ؕ وَ مَنۡ كَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیۡدُ اللّٰهُ بِكُمُ الۡیُسۡرَ وَ لَا یُرِیۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَ لِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمۡ وَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ (۱۸۵)﴾

(سورۃ البقرہ:185)

ترجمہ: رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو سیدھی راہ دکھاتی ہیں اور حق و باطل کے درمیان فرق کرتی ہیں۔ اس لیے تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینا پائے تو وہ اس میں ضرور روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا تاکہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کرلو اور اللہ نے تمہیں جو طریقہ سکھایا ہے اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

[2]: روزہ و قرآن کی دربارِ الٰہی میں سفارش

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ. فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ! إِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ. وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ. فَيُشَفَّعَانِ".

(شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص346 کتاب تعظیم القرآن. فصل ادمان تلاوۃ القرآن)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کو روکے رکھا، میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات کے سونے سے روکے رکھا، میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں کی سفارش

قبول کرلی جائے گی۔

[3]: قیامت کی چوتھی علامت؛ خروجِ یاجوج ماجوج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی ہلاکت کے کچھ عرصہ بعد امام مہدی انتقال فرماجائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ بیت المقدس میں ان کا انتقال ہو گا اور وہیں مدفون ہوں گے۔ امام مہدی کی وفات کے بعد تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو گا اور زمانہ نہایت سکون اور راحت سے گزر رہا ہو گا کہ یکایک وحی نازل ہو گی کہ اے عیسیٰ! تم میرے بندوں کو کوہ طور کے پاس لے جاؤ! میں اب ایک ایسی قوم کو نکالنے والا ہوں کہ جس کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ وہ قوم یاجوج ماجوج کی قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔

شاہ ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک نہایت مستحکم آہنی دیوار قائم کر کے ان کا راستہ بند کر دیا تھا۔ قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ غارت گر قوم ٹڈی دل کی طرح ہر طرف سے نکل پڑے گی اور دنیا میں فساد پھیلائے گی (جس کا قصہ قرآن کریم کی سورہ کہف آیت 93 تا 98 میں مذکور ہے) اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر کوہِ طور کی طرف چلے جائیں گے۔ بارگاہ خداوندی میں یاجوج ماجوج کے حق میں طاعون کی ہلاکت کی دعا کریں گے جب کہ باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں چھپ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو طاعون کی وبا سے ہلاک کرے گا اور اس بلائے آسمانی سے سب مر جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے پرندے بھیجے گا جو بعض کو تو کھا جائیں گے اور بعض کو اٹھا کر سمندر میں ڈال دیں گے اور پھر بارش ہو گی جس کے سبب ان مرداروں کی بدبو سے نجات ملے گی اور زندگی نہایت راحت اور آرام سے گزرے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس یا پینتالیس سال زندہ رہ کر مدینہ منورہ میں انتقال فرمائیں گے اور روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک قحطانی شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے جس کا نام ''جہجاہ'' ہو گا، خوب اچھی طرح عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرے گا مگر ساتھ ہی شر اور فساد پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

[4]: روزہ کے مسائل واحکام

عبادت کی نیت کے ساتھ صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے، پینے اور جنسی تعلق سے رکنے کا نام "روزہ" ہے۔

روزہ کی اقسام:

1: فرض روزہ

رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔

2: واجب روزہ

نذر مانے ہوئے روزے اور کفارہ کے روزے واجب ہیں۔ اسی طرح نفل روزہ شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل بھی واجب ہوتی ہے۔

3: مسنون روزہ

یوم عاشورہ (10 محرم) کا روزہ رکھنا جس کے ساتھ ایک روزہ مزید (9 یا 11 محرم) ملایا جائے، مسنون ہے۔

4: مستحب روزہ

ہر ماہ تین دن بالخصوص قمری مہینے کی 13، 14، 15 تاریخ کا روزہ، شوال کے چھ روزے، ہفتہ وار پیر اور جمعرات کا روزہ اور غیر حاجیوں کے لیے یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کا روزہ مستحب ہے۔

5: حرام روزہ

یکم شوال اور 10، 11، 12، 13 ذوالحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے۔

فائدہ:

رمضان کا ادا؛ روزہ ٹوٹ جائے تو اکثر صورتوں میں صرف قضاء ہوتی ہے۔ ہاں بعض صورتوں میں (جبکہ روزہ توڑنے کا جرم انتہائی کامل ہو) قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے۔

قضا: ایک روزہ دوبارہ رکھنے کو قضا کہتے ہیں۔

کفارہ: دوماہ کے لگاتار (بغیر ناغے کے) روزے رکھنے کو کفارہ کہتے ہیں۔

کفارہ میں مرحلہ وار تین شقیں ہیں:

1: غلام آزاد کرنا لیکن اب غلاموں کا دور نہیں۔

2: غلام آزاد نہ کرسکنے کی صورت میں مسلسل دوماہ یعنی ساٹھ دن روزے رکھنا (اگر قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کیے تو چاند کے مطابق یعنی انتیس کا کوئی مہینہ ہوگیا تو روزے 59 لازم ہوں گے)

3: اگر دیندار مستند طبیب کی رائے سے یا اپنے سابق تجربہ سے واقعتاً مسلسل دوماہ روزے نہ رکھ سکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ایک مسکین کو ساٹھ دن بھی کھلا سکتے ہیں اور تسلسل ضروری نہیں۔ ایک مسکین کے صبح و شام کھانے کی جگہ صدقہ فطر کی مقدار یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کا آٹا بھی دے سکتے ہیں۔ نیز اتنی ہی مالیت کی رقم یا اتنی ہی رقم کی دیگر اشیاء مثلاً کپڑے جوتے بھی خرید کر دے سکتے ہیں۔

کفارے کے روزوں میں تسلسل ضروری ہے لیکن عورت کفارے کے روزے رکھ رہی ہے اور درمیان میں حیض حائل ہو جائے تو اس سے تسلسل ٹوٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ نفاس حائل ہونے یا ایام ممنوعہ 10، 11، 12، 13 ذوالحجہ حائل ہونے پر دوبارہ نئے سرے سے روزے رکھنا ہوں گے۔

[5]: بے چینی کے وقت کی دعا

أَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 213 کتاب الوتر. باب فی الاستغفار)

ترجمہ: اللہ ہی میرا رب ہے، میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

چونتیسواں سبق

[1]: حج کی فرضیت

﴿ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (٩٧)﴾

(سورۃ آل عمران:97)

ترجمہ: جو لوگ خانہ کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے اور اگر کوئی انکار کرے (تو یاد رکھو) اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔

[2]: حج نہ کرنے پر وعید

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ: ﴿ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾

(سنن الترمذی: ج1 ص288 ابواب الحج. باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کے پاس سفر حج کا ضروری سامان موجود ہو اور سواری بھی میسر ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور یہ شخص پھر بھی حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے"

[3]: قیامت کی پانچویں و چھٹی علامت: سورج کا مغرب سے نکلنا، دآبۃ الارض کا نکلنا

سورج کا مغرب سے نکلنا:

قیامت کے وقوع سے پہلے سورج مغرب سے نکلے گا۔ یہ وہ وقت ہو گا جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس وقت ایمان لانا مفید ثابت نہ ہو گا۔

دآبۃ الارض کا نکلنا:

قیامت کی ایک بڑی نشانی زمین سے دآبۃ الارض کا نکلنا ہے۔ جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اسی دن یا اس کے بعد یہ عجیب الخلقت جانور زمین سے نکلے گا۔مکہ مکرمہ کا ایک پہاڑ جس کو "صفا" کہتے ہیں، وہ پھٹے گا اوراس میں سے یہ عجیب الخلقت جانور نکلے گا۔ جس طرح اللہ نے اپنی قدرت سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے نکالا تھا اسی طرح اپنی قدرت سے قیامت کے قریب زمین سے یہ جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اور قیامت کی خبر دے گا۔ مومنین کے چہروں پر ایک نورانی نشانی لگائے گا جس سے ان کے چہرے روشن ہو جائیں گے اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان ایک مہر لگائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ مسلم اور مجرم کا امتیاز اس طرح شروع ہو جائے گا اور پورا امتیاز حساب وکتاب کے بعد ہو گا۔

[4]: حج کے مسائل واحکام

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔حج ہر ایسے مسلمان عاقل بالغ پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جو حج پر جانے کے وقت حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ اتنے سرمایہ وغیرہ کا مالک ہو جس سے اس کے بیت اللہ تک آنے جانے اور واپس آنے تک اہل وعیال کا خرچ پورا ہو سکے۔

چند مسائل:

1: حج فرض ہو جانے کے بعد اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا جائز نہیں حتی کہ اولاد کی شادی اور مکانات کی تعمیر وغیرہ پر بھی حج کی ادائیگی مقدم ہے۔

2: اگر حج فرض ہونے کے بعد نہ کیا اور پھر حج کرنے کے بقدر مال نہ رہا تو بھی حج فرض ہی رہے گا۔

3: اگر کسی کے پاس صرف اتنا خرچ ہے کہ مکہ تک آنا جانا تو ہو سکتا ہے مگر مدینہ منورہ تک پہنچنے کا خرچ نہیں ہے تو اس پر بھی حج فرض ہو جاتا ہے۔

4: حج عمر بھر میں بس ایک مرتبہ فرض ہے۔اگر کئی حج کیے تو ایک فرض اور باقی سب نفل ہوں گے۔

5: لڑکپن میں ماں باپ کے ساتھ اگر کسی نے حج کر لیا ہو تو وہ نفلی حج ہے۔اگر جوان ہونے کے بعد صاحب

استطاعت ہو جائے تو پھر حج کرنا فرض ہو گا۔

6: اگر کسی ایسے شخص نے قرض لے کر یا امداد مانگ کر حج کر لیا جو صاحب استطاعت نہ تھا، اس کے بعد اگر مال دار ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا فرض نہ ہو گا۔

7: عورت پر حج فرض ہونے کے لیے اپنا اور محرم کا خرچ ضروری ہے۔

8: عورت کے لیے محرم یا شوہر کے بغیر 48 میل (یعنی 77 کلو میٹر) یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا شرعاً ممنوع ہے، سفر خواہ ریل سے ہو یا موٹر کار سے یا ہوائی جہاز سے اور یہ ممانعت جوان اور بوڑھی ہر عورت کے لیے ہے۔ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ چند عورتوں کے ساتھ بغیر محرم کے عورت سفر میں چلی جائے تو یہ جائز ہے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی خصوصیت کے ہر عورت کے حق میں تاکیدی طور پر ممانعت فرمائی ہے۔

حج یا عمرہ کا سفر بھی محرم یا شوہر کے بغیر سخت ممنوع ہے اور گناہ ہے۔ بہت سی عورتیں حج یا عمرہ کے لیے بغیر محرم اور شوہر کے چل دیتی ہیں جو شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتی ہیں اور اپنا حج یا عمرہ خراب کرتی ہیں۔ مؤمن بندوں پر لازم ہے کہ شریعت کی پابندی کریں اور اپنی طبیعت کی خواہش پر نہ چلیں۔ دنیاوی سفر میں مزید احتیاط لازم ہے۔ اس لیے 15 تا 20 میل کا سفر بھی بغیر محرم کے نہ کریں، اسی میں عفت وعصمت کی حفاظت ہے۔

فائدہ:

عورت کا محرم وہ شخص ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو جیسے باپ، بیٹا، پوتا، نواسہ، داماد، سسر، حقیقی چچا، حقیقی ماموں۔ واضح رہے کہ خالہ، ماموں، چچا اور پھوپھی کے لڑکے محرم نہیں ہیں۔ اسی طرح بہنوئی بھی محرم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بہن کو طلاق دے دے یا بہن فوت ہو جائے تو بہنوئی سے نکاح جائز ہو جاتا ہے۔

البتہ اگر ان میں سے کوئی رضاعی (یعنی دودھ شریک) بھائی ہو جس نے دو سال کی مدت میں کسی ایسی عورت کا دودھ پیا ہے جس کا دودھ اس عورت نے بھی پیا ہو جو اس کے ساتھ حج یا عمرہ کو جانا چاہتی ہو تو یہ شخص بھی محرم ہے اور اس کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔

یاد رہے کہ محرم ایسا ہو جس سے بے اطمینانی نہ ہو۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ محرم تو ہے لیکن اس کی عفت

وعصمت داغ دار ہے یا اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے تو اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں؛ خواہ کیسا ہی قریبی محرم ہو۔

بعض عورتیں خواہ مخواہ کسی کو باپ یا بیٹا یا بھائی بنا کر سفر میں ساتھ ہو لیتی ہیں، شرعاً اس کی بالکل اجازت نہیں۔ منہ بولا بیٹا یا بھائی بھی محرم نہیں ہیں، ان کے احکام بھی وہی ہیں جو اجنبی مردوں کے ہیں۔

فرائضِ حج:

1: احرام یعنی نیت کرنا اور تلبیہ کہنا یا اس کی جگہ ایسے کلمات کہنا جن میں اللہ کی بڑائی کا بیان ہو۔

2: وقوف عرفہ (9) ذوالحجہ کے دن زوال کے بعد عرفات کے میدان میں ٹھہرنا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی یہ فرض ادا ہو جائے گا۔

3: طوافِ زیارت

واجباتِ حج:

1: وقوف مزدلفہ یعنی مزدلفہ میں دس ذوالحجہ صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت ٹھہرنا۔

2: تینوں دن (یعنی دس، گیارہ، بارہ ذوالحجہ) رمی جمرات یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا۔

3: قربانی (یہ حکم صرف قارن و متمتع کے لیے ہے)

4: حلق یا قصر۔ (حلق کا مطلب ہے بلیڈ یا استرے کے ساتھ بال مونڈ دینا، قصر کا مطلب ہے قینچی یا مشین کے ساتھ سر کے کم از کم چوتھائی حصہ کے ایک انچ تک بال کاٹ دینا)

5: صفا مروہ کی سعی۔

6: طوافِ وَداع (یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو مکہ میں مستقل مقیم نہ ہوں)

ممنوعاتِ احرام:

◆ سر یا چہرہ ڈھانپنا (مرد سر اور چہرہ نہیں ڈھانپ سکتا البتہ خواتین کے لیے سر ڈھانپنا اور چہرے کا پردہ کرنا ضروری ہے۔ پردہ اس طرح کریں کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے)

- سلا ہوا کپڑا پہننا(مَردوں کے لیے)
- جسم یا احرام کی چادروں کو خوشبو لگانا
- خوشبو دار تیل یا صابن لگانا
- بدن کے کسی بھی حصے کے بال کاٹنا یا مونڈنا
- ناخن کاٹنا
- بوس و کنار کرنا، شہوت سے ہاتھ لگانا، شہوت کی باتیں کرنا اور ہمبستری کرنا
- سر، جسم یا کپڑے کی جوں مارنا یا جوں مارنے کے لیے کپڑے کو دھوپ میں ڈالنا
- لڑائی جھگڑا، گالم گلوچ اور اس طرح کے دیگر گناہ کے کام کرنا
- مرد کے لیے ایسا جوتا پہننا جس سے پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے(عورت ہر قسم کا جوتا پہن سکتی ہے)
- مرد کے لیے جرابیں پہننا منع ہے البتہ پاؤں کو چادر یا رومال سے ڈھانپنا جائز ہے۔
- خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا شکاری کا تعاون کرنا

نوٹ: حدود حرم میں مُحْرِم اور غیر مُحْرِم دونوں کے لیے شکار کرنا جائز نہیں ہے البتہ حدودِ حرم کے باہر صرف غیر مُحْرِم کے لیے شکار جائز ہے۔

نوٹ: محرم کے لیے مرغی، بکری، اونٹ، گائے وغیرہ(یعنی گھریلو جانوروں)کا ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے۔

حج کی تین اقسام:

حج کی تین اقسام ہیں:

1:حجِ اِفراد 2:حجِ قِران 3:حج تمتع

1:حجِ اِفراد

میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو "مُفرِد" کہتے ہیں۔ اس میں قربانی واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

2: حجِ قِران

میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام اکٹھا باندھا جائے۔ پہلے عمرہ کے افعال ادا کیے جائیں لیکن حلق یا قصر نہ کروایا جائے بلکہ بدستور اسی احرام میں رہا جائے۔ پھر حج کے دنوں میں اسی احرام کے ساتھ حج کے ارکان ادا کیے جائیں اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد عمرہ وحج دونوں کا احرام کھول دیا جائے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک "حجِ قِران" افضل ہے۔ ایسا حج کرنے والے کو "قارِن" کہتے ہیں اور اس میں قربانی واجب ہے۔

3: حجِ تمتع

میقات سے عمرہ کا احرام باندھا جائے اور عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ پھر 8 ذوالحجہ کو حدودِ حرم کے اندر اپنی رہائش گاہ سے حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو "متمتع" کہتے ہیں اور اس میں بھی قربانی واجب ہے۔

فائدہ: جو لوگ مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں یا جو لوگ عمرہ کر کے اور سر منڈا کر یا بال کٹوا کر حلال ہو کر بلا احرام مکہ میں مقیم ہیں یہ لوگ آٹھویں ذوالحجہ کو مکہ سے احرام باندھیں گے اور یہ صرف حج کا احرام ہو گا۔ اگر کسی نے شوال یا ذو الحجہ میں کوئی عمرہ کر لیا ہے اور اس کے بعد اپنے گھر نہیں گیا تو اس کا وہ عمرہ اور یہ حج مل کر "حج تمتع" ہو جائے گا اگرچہ یہ شخص اس وقت صرف حج کی نیت کرے گا۔

[5]: نظرِ بد سے بچنے کے لیے دعا

جب کوئی اچھی لگے تو اسے دیکھ کر یہ دعا پڑھیں، ان شاء اللہ اسے نظر نہیں لگے گی۔ دعا یہ ہے:

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ص 99 ما یقول اذا رای من نفسہ ومالہ ما یعجبہ)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ چاہے (وہی ہو گا اور) نیکی کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ملتی ہے۔

پینتیسواں سبق

[1]: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

﴿ وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۰۴)﴾

(سورۃ آل عمران:104)

ترجمہ: تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جس کے افراد نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ ایسا کام کرنے والے لوگ ہی فلاح پائیں گے۔

[2]: حسبِ استطاعت برائی کو روکنا

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ."

(صحیح مسلم: ج1 ص51 کتاب الایمان. باب کون النھی عن المنکر من الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو وہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے روک دے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے دل میں برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

[3]: قیامت کی ساتویں و آٹھویں علامت: ٹھنڈی ہوا کا چلنا، حبشیوں کا غلبہ

ٹھنڈی ہوا کا چلنا

دآبۃ الارض کے نکلنے کے کچھ عرصے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان اور اہل خیر مر جائیں گے یہاں تک کہ اگر کوئی مؤمن کسی غار یا پہاڑ میں چھپا ہوا ہو گا تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچے گی اور وہ شخص اس ہوا سے مر جائے گا۔ نیک لوگ سب مر جائیں گے تو نیکی اور بدی میں فرق کرنے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔

حبشیوں کا غلبہ:

بعد ازاں حبشہ کے کافروں کا غلبہ ہو گا اور زمین پر ان کی سلطنت ہو گی۔ ظلم اور فساد عام ہو گا۔ بے شرمی اور بے حیائی کھلم کھلا ہو گی۔ چوپایوں کی طرح لوگ سڑکوں پر جماع کریں گے۔ حبشی لوگ خانہ کعبہ کو ایک ایک اینٹ کر کے توڑ دیں گے اور کعبۃ اللہ کے خزانہ کو لوٹ لیں گے۔

[4]: حج کرنے کا طریقہ

حج کی تین اقسام ہیں:

1: حجِ اِفراد

2: حجِ قران

3: حجِ تمتع

یہاں حجِ اِفراد کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے، بعد میں حجِ قران اور حجِ تمتع سے متعلقہ امور بھی ذکر کیے جائیں گے تاکہ تینوں اقسام کا طریقہ کار سامنے آجائے۔

حجِ اِفراد کا طریقہ:

(1): حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ پہنچیں۔ چنانچہ اپنے متعلقہ میقات سے احرام باندھیں۔ احرام باندھتے وقت قبلہ رخ ہو کر اس طرح نیت کریں:

”اے اللہ! میں تیری رضا کے لیے حج کرتا/کرتی ہوں، اسے میرے لیے آسان فرما اور اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما!“

اس کے بعد مکمل تلبیہ تین بار پڑھیں۔

(2): احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آئیں۔ وضو یا غسل کر کے مسجدِ حرام میں داخل ہوں۔ تلبیہ اور درود شریف پڑھتے ہوئے مطاف میں آئیں۔

(3): یہاں سب سے پہلے طوافِ قدوم کریں۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم کے قریب یا مسجد حرام میں جہاں

میسر ہو دو رکعت واجب الطواف ادا کریں۔

نوٹ: مفرد کے لیے حج کی سعی؛ طوافِ زیارت کے بعد کرنا افضل ہے اور طوافِ قدوم کے بعد کرنا جائز ہے۔ اس لیے اگر مفرد نے طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی کرنی ہے تو طواف کے اِن سات چکروں میں رَمل اور اضطباع بھی کرے اور طواف کے بعد حج کی سعی کرلے۔ اور اگر اس طواف کے بعد حج کی سعی نہیں کرنی تو طوافِ قدوم بغیر رمل اور اضطباع کے کرے۔

(4): طوافِ قدوم کے بعد حج کے ایام آنے تک احرام کی پابندی کرتے رہیں اور نفلی عبادات، طواف وغیرہ سرانجام دیتے رہیں۔

(5): 8ذوالحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔

(6): 9ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو جائیں۔ کوشش کریں کہ زوال سے پہلے پہلے عرفات پہنچ جائیں۔

(7): وقوفِ عرفہ کا وقت زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے، اس لیے زوال کے بعد وقوف شروع کریں۔ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں۔ شام تک تلبیہ، استغفار، چوتھا کلمہ پڑھتے رہیں، دعائیں گڑگڑا کر مانگتے رہیں، وقوف کھڑے ہو کر کرنا مستحب ہے اور بیٹھ کر کرنا جائز ہے۔

(8): میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ اگر شرائط پائی جائیں تو عرفات میں مسجد نمرہ کے امام کے ساتھ ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی ادا کریں ورنہ ظہر کے وقت میں ظہر کی نماز اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز (اذان واقامت وجماعت کے ساتھ) اپنے خیموں میں ہی ادا کریں۔ (نمازیں اکٹھی ادا کرنے کی شرائط کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب: حج وعمرہ)

(9): غروبِ آفتاب کے بعد مغرب پڑھے بغیر عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوں۔ روانگی کے دوران ذکر اللہ، درود شریف اور تلبیہ کی کثرت کریں۔

(10): مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب اور عشاء کو عشاء کے وقت میں اکٹھی ادا کریں۔ رات مزدلفہ میں قیام کریں۔

(11): 10ذوالحجہ فجر کی نماز مزدلفہ میں جماعت کے ساتھ اندھیرے ہی میں ادا کریں۔ نماز کے بعد قبلہ رخ

کھڑے ہو کر تسبیحاتِ فاطمی، "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور چوتھا کلمہ پڑھیں، تلبیہ کثرت سے پڑھیں اور دعا کے لیے دونوں ہاتھ پھیلائیں اور خوب دعائیں کریں۔ روشنی خوب پھیلنے تک یہی عمل جاری رکھیں۔ یہ وقوفِ مزدلفہ ہے۔ طلوع آفتاب سے کچھ وقت قبل مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں۔

(12): 10 ذوالحجہ کو منیٰ پہنچ کر اپنے خیموں میں جا کر سامان رکھیں۔

(13): تلبیہ پڑھتے ہوئے جمرات کی طرف جا کر صرف بڑے جمرہ کو "بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے سات کنکریاں ماریں اور پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔

(14): مفرد پر قربانی واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اس لیے وسعت ہو تو کر لینی چاہیے۔

(15): اس کے بعد حلق یا قصر کرائیں۔ عورتوں کو تقریباً ایک انچ بال کاٹنے چاہییں۔

(16): اب آپ احرام کی حالت سے باہر آ چکے ہیں۔ احرام کی وجہ سے جن چیزوں کے استعمال پر پابندی تھی وہ ختم ہو چکی ہے البتہ بیوی سے صحبت کرنا یا بوس و کنار کرنا طواف زیارت کرنے تک حلال نہ ہو گا۔

(17): منیٰ میں 10، 11، 12 ذوالحجہ تک قیام کرنا سنت ہے۔

(18): منیٰ سے طواف زیارت کے لیے خانہ کعبہ چلے جائیں۔

(19): طواف مکمل کرنے بعد دو رکعت واجب الطواف ادا کریں۔

(20): آبِ زمزم خوب سیر ہو کر پییں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ.

(21): اگر حج (اِفراد) کی سعی طوافِ قدوم کے ساتھ پہلے کر چکے ہوں تو وہی کافی ہے ورنہ اب طوافِ زیارت کے بعد سعی کریں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ میں باب الصفا سے "صفا" پر آئیں۔ "صفا" سے "مروہ" پہنچنے پر ایک چکر مکمل ہو گیا۔ اسی طرح چھ چکر اور لگانے ہیں کہ "مروہ" سے "صفا" تک دو چکر ہو جائیں گے، پھر "صفا" سے مروہ تک تین... اسی طرح چلتے چلتے ساتواں چکر "مروہ" پر ختم ہو گا۔

(22): سعی مکمل کرنے کے بعد اب منیٰ میں جا کر ٹھہرنا چاہیے، مکہ میں نہ ٹھہریں۔

(23): 11 ذوالحجہ کو زوال کے بعد پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے جمرہ کو سات سات کنکریاں ماریں۔

(24): پہلے دو جمرات کو کنکریاں مارنے کے بعد ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کر لیں لیکن آخری جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد ٹھہر کر دعا نہ کریں بلکہ بغیر دعا کیے واپس آجائیں۔

(25): کنکریاں مار کر واپس اپنے خیموں میں جائیں اور رات منیٰ ہی میں قیام کریں۔

(26): 12 ذوالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد کنکریاں مارنے کے لیے جائیں۔

(27): تینوں جمرات کو اس ترتیب سے کنکریاں ماریں جس طرح 11 ذوالحجہ کو ماری تھیں۔

(28): بارھویں تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ جاسکتے ہیں، غروب کے بعد جانا مکروہ ہے۔

(29): اگر تیرھویں تاریخ کی صبح منیٰ میں ہو جائے تو اس دن رمی بھی لازم ہو جائے گی۔

(30): اپنے وطن واپس جانے سے پہلے طواف وداع کر لیں۔

حجِ قران کا طریقہ:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ حجِ قران کرنے والا شخص بیت اللہ میں داخل ہو کر پہلے عمرہ ادا کرے گا۔ چنانچہ پہلے طواف کے سات چکر لگائے جس میں پہلے تین چکروں میں رَمل کرے اور پورے طواف میں اضطباع کرے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ اس سے قارن کے عمرہ کے افعال مکمل ہو جائیں گے۔ قارن نہ سر کے بال کٹوائے گا نہ ہی منڈوائے گا بلکہ احرام کی پابندیاں اس پر بدستور عائد رہیں گی۔ طوافِ عمرہ کے بعد قارن طوافِ قدوم کرے گا جس کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کے سات چکر لگائے۔ اگر قارن نے اس طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی کرنی ہے تو طواف کے اِن سات چکروں میں رَمل اور اضطباع بھی کرے اور طواف کے بعد حج کی سعی کرے۔ یہ قارن کا طوافِ قدوم ہے۔ طوافِ قدوم کے بعد حج کے ایام آنے تک احرام کی پابندی کرتا رہے اور نفلی عبادات، طواف وغیرہ کرتا رہے۔

قارن اب 8 ذوالحجہ کو منیٰ جائے گا اور حج کے ارکان پورے کرے گا البتہ سعی نہ کرے کیونکہ وہ طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کر چکا ہے اور یہی افضل ہے کہ طوافِ قدوم کے بعد سعی کرے۔ہاں! اگر قارن نے طوافِ قدوم کے بعد سعی نہیں کی تو طوافِ زیارت کے بعد کر لے۔ باقی حج کا طریقہ وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

حجِ تمتع کا طریقہ:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ حجِ تمتع کرنے والا شخص بیت اللہ میں داخل ہو کر پہلے عمرہ ادا کرے گا۔ چنانچہ پہلے طواف کے سات چکر لگائے جس میں پہلے تین چکروں میں رَمل کرے اور پورے طواف میں اضطباع کرے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر حلق یا قصر کرے۔ اس سے متمتع کے عمرہ کے افعال مکمل ہو جائیں گے اور یہ احرام سے فارغ ہو جائے گا۔ اب احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں۔ حج کے ایام آنے تک تلاوت، اذکار، درود شریف، نوافل، طواف، عمرے، صدقہ و خیرات اور دیگر نیک کام بجالاتا رہے۔

متمتع اب 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ کر منیٰ جائے گا اور حج کے ارکان پورے کرے گا۔ واضح ہو کہ اگر متمتع نے حج کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ سے منیٰ کو جانے سے پہلے کوئی نفلی طواف کر کے اس کے بعد حج کی سعی کر لی تو جائز ہو جائے گی لیکن افضل و بہتر یہ ہے کہ حج کی سعی؛ طوافِ زیارت کے بعد کرے۔

نوٹ: حج و عمرہ کے تفصیلی مسائل کے لیے دیکھیے میری کتاب: ”حج و عمرہ“

[5]: برائی سے بچنے کے لیے دعا

أَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

(مسند احمد: ج13 ص441 رقم الحدیث 17560)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے تمام امور کے انجام کو اچھا بنا دے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ دے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ۣالنَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

چھتیسواں سبق

[1]: حقوقِ والدین

﴿ وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا (۲۳) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (ؕ۲۴) ﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:23،24)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کی حالت کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو، بلکہ ان کے ساتھ ادب سے بات کیا کرو اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہو اور دعا کیا کرو کہ اے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔

[2]: فضیلتِ دعا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ." وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهٗ قَالَ: "اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ".

(سنن الترمذی:ج2 ص175 ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ دعا عین عبادت ہے۔

[3]: قیامت کی نویں علامت؛ دھواں کا نکلنا

جہجاہ کی وفات کے بعد چند بادشاہ ہوں گے۔ کفر والحاد اور شر وفساد بڑھنا شروع ہو گا یہاں تک کہ ایک مکان مغرب میں اور ایک مکان مشرق میں جہاں منکرین تقدیر رہتے ہوں گے، وہ دھنس جائے گا۔ انہی دنوں آسمان سے ایک بہت بڑا دھواں ظاہر ہو گا جو آسمان سے لے کر زمین تک تمام چیزوں کو گھیر لے گا، جس سے لوگوں کا دم گھٹنے

لگے گا۔ وہ دھواں چالیس دن تک رہے گا۔ مسلمانوں کو زکام سا معلوم ہو گا اور کافروں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ کسی کو دو دن میں اور کسی کو تین دن میں ہوش آئے گا۔

[4]: والدین کے ساتھ برتاؤ کے آداب

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کے بارے میں چاہتے ہیں اس کی سزا کو قیامت تک مؤخر فرمادیتے ہیں سوائے والدین کی نافرمانی کے گناہ کے، اس کی سزا انسان کو دنیا میں ہی مل جاتی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص217 حدیث نمبر 7345)

آداب:

1: والدین کی دل وجان سے اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔

نوٹ: اگر والدین خلافِ شریعت حکم دیں تو اس حکم کی تعمیل جائز نہیں۔ اسی طرح جو کام شرعاً واجب ہوں اور والدین ان سے منع کریں تو اس حکم میں بھی ان کی اطاعت جائز نہیں۔

2: والدین کی خدمت کریں۔

3: والدین سے نرمی سے بات کریں۔ ان سے سخت لہجے اور اونچی آواز میں ہرگز بات نہ کریں۔

4: والدین کو نام لے کر نہ پکاریں۔

5: والدین اگر کوئی چیز مانگیں اور اسے مہیا کرنا آپ کے اختیار میں ہو تو وہ چیز خدمت میں پیش کریں۔

6: والدین پر خرچ کرتے ہوئے اسے اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھیں بلکہ ان پر دل کھول کر خرچ کریں۔

7: والدین کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کریں۔

8: اگر کسی وجہ سے والدین ناراض ہو جائیں تو ان سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

9: والدین کی زندگی میں ان کے لیے یہ دعا مانگتے رہیں:

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا.

ترجمہ: اے میرے رب! ان دونوں کے ساتھ رحم والا معاملہ فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

10: والدین کو خود بھی گالی نہ دیں اور نہ ہی کوئی ایسا کام کریں کہ لوگ آپ کے والدین کو گالی دیں۔

11: اگر والدین دنیا سے چلے جائیں تو ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے جن کے ساتھ رشتہ داری صرف اِنہی کی وجہ سے ہو۔

12: حسبِ استطاعت شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ان کے لیے ایصال ثواب کرتے رہیں۔

13: اگر ان کے ذمہ نمازیں یا روزے ہوں تو اگر مالی وسعت ہو تو ان کا فدیہ ادا کر دیں۔

14: اگر والدین پر قرض ہو تو اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔

[5]: شیطانی وساوس کی زیادتی کے وقت کی دعا

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ.

(صحیح مسلم: ج1 ص79 کتاب الایمان. باب بیان الوسوسة فی الایمان ومایقوله من وجدها)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔

اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

سینتیسواں سبق

[1]: کامیابی کا معیار

﴿ وَ الْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ ﴾

(سورۃ العصر)

ترجمہ: زمانے کی قسم، بے شک وہی انسان کامیاب ہے جس کا عقیدہ درست ہو، عمل سنت کے مطابق ہو، اس حق بات (صحیح عقیدہ اور سنت عمل) کی تبلیغ واشاعت بھی کرتا ہو اور (اگر اس تبلیغ واشاعت پر مصائب وپریشانیاں آئیں تو ان پر) صبر کی تلقین بھی کرتا ہو۔

[2]: فضیلتِ تعلیمِ قرآن

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ".

(صحیح البخاری: ج2 ص752 کتاب فضائل القرآن. باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔

[3]: قیامت کی دسویں علامت؛ آگ کا نکلنا

قیامت کی آخری نشانی یہ ہے کہ وسط عدن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر ملک شام کی طرف ہانک کر لائے گی جہاں مرنے کے بعد حشر ہو گا (یعنی قیامت میں جو نئی زمین بنائی جائے گی اس کا وہ حصہ جو موجودہ زمین کے ملک شام کے مقابل ہو گا) یہ آگ لوگوں سے دن رات میں کسی وقت جدا نہ ہو گی اور جب صبح ہو گی اور آفتاب بلند ہو جائے گا تو یہ آگ لوگوں کو ہانک لے جائے گی۔ جب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہو جائے گی۔

اس کے بعد کچھ عرصہ دنیاوی اعتبار سے نہایت عیش وآرام سے گزرے گا۔ کفر اور بت پرستی پھیل جائے گی اور زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا باقی نہ ہو گا۔ اس وقت قیامت قائم ہو گی اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہو گا۔

تنبیہ: اکثر احادیث میں خروج نار کو قیامت کی آخری نشانی بتایا گیا ہے لیکن صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اول نشانی قیامت کی وہ آگ ہو گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف نکالے گی۔ ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ گزشتہ علامتوں کے اعتبار سے یہ آخری نشانی ہے لیکن اس اعتبار سے کہ اس علامت کے ظہور کے بعد اب دنیا کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی بلکہ اس کے متصل بعد نفخِ صور واقع ہو گا، اس وجہ سے اس کو "اول نشانی" کہا گیا۔ یعنی شروع کے اعتبار سے آخری ہے اور آخر کے اعتبار سے پہلی ہے۔

[4]: گفتگو سے متعلق سنن وآداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾

(سورۃ البقرۃ:83)

ترجمہ: لوگوں سے اچھے طریقے سے بات کیا کرو۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی قراد؛ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرے یا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب بات کرے تو سچ بولے، جب اس کے پاس کوئی امانت رکھے تو اس کو (واپس مانگنے پر اسے) ادا کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص201 حدیث نمبر 1533)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر شخص کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دل مخموم ہو اور زبان سچ بولتی ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ سچی زبان والا تو ہمیں معلوم ہے لیکن یہ مخموم دل والے سے کیا مراد

ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخموم دل والے سے مراد ایسا پرہیز گار اور پاک صاف شخص ہے جس کے دل میں نہ گناہ ہو، نہ بغاوت، نہ کسی سے کینہ اور نہ کسی کے ساتھ حسد۔

(سنن ابن ماجۃ: ص 311 کتاب الزہد. باب الورع والتقویٰ)

حضرت سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں آپ کو کس چیز کا زیادہ ڈر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: ”اس کا۔“ (یعنی انسان کو اپنی گفتگو میں بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔)

(سنن الترمذی: ج 2 ص 66 ابواب البر والصلۃ. باب ماجاء فی حفظ اللسان)

آداب:

1: گفتگو کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ میرا بات کرنا فائدے مند ہے یا نہیں؟ اگر بات چیت کرنے میں فائدہ ہو تو بات کرنی چاہیے ورنہ بے فائدہ گفتگو سے احتراز کرنا چاہیے۔

2: جتنی ضرورت ہو اتنی گفتگو کی جائے، ضرورت سے زیادہ گفتگو نہ کی جائے۔

3: اگر محفل میں خود سے بڑے افراد موجود ہوں؛ چاہے منصب میں بڑے ہوں یا عمر میں یا علم میں تو گفتگو کا آغاز ان سے ہونا چاہیے۔ بلا ضرورت خود گفتگو کا آغاز کرنے سے بچنا چاہیے۔

4: گفتگو کے وقت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ ٹھہر کر واضح اور صاف انداز میں بات کرنی چاہیے۔

5: اگر کوئی بات کر رہا ہو تو اس کی بات کو توجہ سے سننا چاہیے۔

6: موقع کی مناسبت سے ہاتھوں کے اشارات اور چہرے کے تاثرات کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے لیکن بکثرت ایسا نہ کیا جائے۔

7: اگر کوئی مضمون مشکل ہو تو گفتگو کے دوران اسے تین مرتبہ دہرا لینا چاہیے۔ ہاں اگر سامعین بار بار دہرانے سے تنگ دل ہوتے ہوں تو ایک مرتبہ بیان کرنے پر اکتفا کرنا چاہیے۔

8: گفتگو میں ہمیشہ سچ بولنے کا اہتمام کریں۔ اپنی بات کو پختہ کرنے کے لیے یا سامنے والے شخص کو نیچا دکھانے کے لیے کبھی بھی جھوٹ نہ بولیں۔

9: ایسی گفتگو سے احتراز کریں جس میں گناہ کے عناصر پائے جائیں۔ مثلاً بلا ضرورت قسم کھانا، جھوٹی قسمیں اٹھانا، ناجائز سفارش کرنا، بہتان تراشی سے کام لینا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، کسی پر طنز کرنا، کسی پر تہمت اور بہتان لگانا، کسی کو برے القابات سے پکارنا، گفتگو میں اپنی بڑائی اور دوسروں کی تحقیر کرنا، گالم گلوچ دینا۔ ان تمام گناہوں سے اپنی گفتگو کو پاک رکھیں۔

10: گفتگو کے دوران انصاف کی بات کریں چاہے وہ اپنے یا اپنے قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

11: ہمیشہ حق کا ساتھ دیتے ہوئے گفتگو کریں۔ کبھی بھی ناحق گفتگو کرنے یا ناحق کی تائید کرنے سے احتراز کریں۔

12: عورت کو اگر کسی نامحرم مرد سے گفتگو کرنی پڑ جائے تو اپنا لہجہ ذرا سخت رکھے۔ نزاکت اور نرمی سے بات نہ کرے۔

13: گفتگو کے وقت متکبرانہ لب ولہجہ اختیار نہ کریں۔

14: جو بات کریں صاف کریں۔ ادھوری اور نامکمل گفتگو سے سخت اجتناب کریں کیونکہ اس سے بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی اور مخاطب تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

15: اگر کسی بڑے شخص مثلاً ماں، باپ، استاذ، شیخ، عالم، مفتی، امام مسجد، عمر رسیدہ سے گفتگو کر رہے ہوں تو ان کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے ادب و احترام سے بات کرنی چاہیے۔ بلند آواز سے ان کے سامنے گفتگو کرنے سے احتراز کیا جائے۔ اگر گفتگو اپنے سے چھوٹے افراد سے ہو رہی ہو تو اس دوران شفقت کے پہلو کو ملحوظ رکھا جائے۔

16: اپنی گفتگو کے دوران کسی فاسق فاجر شخص کی تعریف نہیں کرنی چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس شخص کی تعریف سننے والے افراد اس شخص کے بارے میں نرم گوشہ رکھ کر اس کی اتباع شروع کر دیں۔

17: جب دو افراد گفتگو کر رہے ہوں تو ان کی بات سننے کے لیے ٹوہ میں نہیں پڑنا چاہیے اور نہ ہی ان کی گفتگو میں اپنی بات کرنی چاہیے۔

18: جب کوئی گفتگو کر رہا ہو تو اس کی بات مکمل سنے بغیر نہ جواب دینا چاہیے اور نہ ہی درمیان میں بات کاٹنی

چاہیے بلکہ مکمل گفتگو سن کر ہی جواب دینا چاہیے۔

19: اپنی راز داری کی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہیں کرنی چاہییں؛ خواہ سامنے والا شخص ہمدرد ہی کیوں نہ نظر آتا ہو۔ بعض مرتبہ اس سے بڑے بڑے نقصان اٹھانا پڑتے ہیں۔

20: گفتگو کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ بات موقع کی ہو۔ اگر کوئی بات موقع محل کے مطابق نہ ہو تو اس وقت کرنے سے اجتناب کریں بلکہ موقع کا انتظار کریں۔

[5]: حسنِ خاتمہ کے لیے دعا

أَللّٰهُمَّ أَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَمِتْنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مُبَدِّلِيْنَ.

(تفسیر ابن کثیر: ج3 ص339 تحت تفسیر سورۃ الشعراء رقم الآیۃ 83)

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو فرماں برداری کی حالت میں زندہ رکھ اور فرماں برداری کی حالت میں موت دے اور ہمارا انجام نیک لوگوں کے ساتھ فرما اس حال میں کہ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ اپنے اعتقاد کو بدلنے والے ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اڑتیسواں سبق

[1]: فرضیتِ جہاد

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (٢١٦)﴾

(سورۃ البقرۃ:216)

ترجمہ: تم پر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں مضر ہو اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

فائدہ: جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ مسلمانوں پر فرض ہے۔ چونکہ یہ فریضہ مشکل ہے اس لیے نفس کو طبعی طور پر گراں اور بھاری معلوم ہوتا ہے مگر اللہ نے اس میں خیر ہی خیر رکھی ہے اوراللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے کہ کس چیز میں خیر ہے اور کس میں شر۔ جہاد فرض ہے اوراس کاانکاراور توہین کرنا کفر ہے۔

[2]: شہید کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ".

(صحیح مسلم: ج2ص135 کتاب الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الدین)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرض کے سوا شہید کے ہر گناہ کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

[3]: جہاد فی سبیل اللہ: فضائل واحکام

دین اسلام کی سربلندی کے لیے دشمنانِ اسلام سے مسلح جنگ کرنا اور اس میں خوب جان ومال خرچ کرنا "جہاد فی سبیل اللہ" کہلاتا ہے۔ دین اسلام کی سربلندی، دین کا تحفظ، دین کا نفاذ، دین کی بقاء، مسلمانوں کی عزت

وعظمت، شان وشوکت اور جان ومال کی حفاظت کا واحد ذریعہ "جہاد فی سبیل اللہ" ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ﴾

(سورۃ التوبۃ:111)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں کی جان اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے، وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں (مجرموں کو) قتل کرتے ہیں اور (خود) قتل ہو جاتے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (٤)﴾

(سورۃ الصف:4)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں سیسہ پلائی دیوار بن کر لڑتے ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

(سنن ابی داؤد: ج1 ص367 کتاب الجہاد. باب فیمن سئل اللہ تعالیٰ الشہادۃ)

ترجمہ: جو شخص تھوڑی دیر کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتا ہے تو جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 27 مرتبہ خود جہاد کا سفر کیا اور اللہ کے راستے میں لڑتے ہوئے شہید ہونے کی تمنا فرمائی ہے۔

جہاد کی اقسام:

جہاد کی دو قسمیں ہیں:

1: اقدامی جہاد 2: دفاعی جہاد

اقدامی جہاد:

کافروں کے ملک میں جا کر کافروں سے لڑنا ”اقدامی جہاد“ کہلاتا ہے۔ اقدامی جہاد میں سب سے پہلے کافروں کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے۔ اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ طلب کیا جاتا ہے اور اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کر دیں تو پھر ان سے قتال کیا جاتا ہے۔ عام حالات میں جہاد اقدامی فرض کفایہ ہے اور اگر امیر المؤمنین نفیر عام (یعنی سب کو نکلنے) کا حکم دے تو اقدامی جہاد بھی فرض عین ہو جاتا ہے۔

دفاعی جہاد:

اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر حملہ کر دیں تو ان مسلمانوں کا کافروں کے حملے کو روکنا ”دفاعی جہاد“ کہلاتا ہے۔ اگر وہ مسلمان ان کے روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور اگر طاقت رکھتے ہوں مگر سستی کرتے ہوں تو ہمسایہ ممالک کے مسلمان ان کے حملے کو روکیں۔ جہاد دفاعی فرض عین ہے۔

فائدہ:

جہاد کرنے سے پہلے جہاد کی تربیت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ جہاد کی تربیت حاصل کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾

(سورۃ الانفال:60)

ترجمہ: اور کافروں کے ساتھ لڑنے کے لیے جتنی قوت حاصل کر سکتے ہو، کرو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہاد کی توفیق عطا فرمائے اور لڑتے ہوئے میدانِ جہاد میں شہادت کی موت عطا فرمائے آمین۔

[4]: مجلس میں بیٹھنے سے متعلق سنن و آداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے ایمان والو! جس وقت تمہیں کہا جائے کہ مجلس میں دوسروں کے لیے کشادگی پیدا کرو تو کشادگی پیدا کر لیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے وسعت پیدا کر دے گا۔

(سورۃ المجادلۃ:11)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے جمع ہوتے ہیں اور ان کا مقصود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو ایک فرشتہ آسمان سے اعلان کرتا ہے کہ تم بخشے بخشائے یہاں سے اٹھو کہ تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔

(مجمع الزوائد للہیثمی: ج10 ص75 حدیث نمبر 16764)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور انہوں نے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو یہ مجلس قیامت کے دن ان کے لیے حسرت کا سبب بنے گی۔

(مجمع الزوائد: ج10 ص84 حدیث نمبر 16790)

آداب مجلس:

1: مجلس میں بیٹھنے سے پہلے تمام اہلِ مجلس کو سلام کرنا۔

2: مجلس میں جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھنا، لوگوں کے کندھے پھلانگ کر درمیان میں بیٹھنے کی کوشش نہ کرنا۔

3: کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھنا۔

4: دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا۔

5: مجلس میں قریب قریب بیٹھنا، متفرق ہو کر نہ بیٹھنا۔

6: مجلس میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنے کی کوشش کرنا۔

7: حلقہ نما مجلس کے درمیان نہ بیٹھنا۔

8: مجلس میں جو گفتگو ہو رہی ہو اس میں حصہ لینا اور تکلفاً سنجیدہ ہو کر نہ بیٹھنا کیونکہ یہ غرور کی علامت ہے۔

9: مجلس میں بہت زور سے نہ ہنسنا بلکہ حتی الامکان مسکراہٹ سے کام لینا کیونکہ زیادہ زور سے ہنسنے سے آدمی کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔

10: حتی الامکان اپنی مجلس کو اللہ تعالیٰ یا آخرت کی یاد سے آراستہ رکھنا۔

11: مجلس میں تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو کا آپس میں سرگوشی نہ کرنا اور نہ کسی ایسی زبان میں بات کرنا

جس کو تیسرا آدمی سمجھ نہ سکے البتہ اگر تین سے زیادہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

12: اگر مجلس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی ہو رہی ہو تو اہلِ مجلس کو منع کرنا۔

13: مجلس میں نئے آنے والے شخص کے اکرام کے لیے ذرا سا کھسکنا اگرچہ پہلے سے جگہ موجود ہو۔

14: مجلس ایک امانت ہے، لہٰذا مجلس میں جو باتیں سنی جائیں ان کو دوسری جگہ نقل نہ کرنا۔

15: نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے کی کوشش کرنا۔

16: ہر مجلس اور بالخصوص دینی مجلس میں اپنا موبائل فون بند رکھنا یا کم از کم خاموش(Silent)رکھنا۔

17: مجلس کے اختتام پر مجلس کی دعا پڑھنا۔

[5]: دشمن سے مقابلے کے وقت کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میدانِ جہاد میں جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو آپ یہ دعائیں پڑھتے تھے:

1: أَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ، بِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ.

(سنن ابی داؤد: ج1 ص353 کتاب الجہاد. باب ما یدعیٰ عند اللقاء)

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی میرا بازو(قوت) ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے، تیری ہی توفیق سے میں برائی سے بچتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں لڑتا ہوں۔

2: أَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ! اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

(سنن ابی داؤد: ج1 ص353 کتاب الجہاد. باب فی کراہیۃ تمنی لقاء العدو)

ترجمہ: اے کتاب نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے اللہ! ان(دشمنوں) کو شکست دے اور ہمیں ان پر غالب فرما!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

انتالیسواں سبق

[1]: بے نکاحوں کے نکاح کرانے کا حکم

﴿ وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (۳۲) وَ لْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ ﴾

(سورۃ النور:32، 33)

ترجمہ: تم میں سے جن (مرد وخواتین) کا نکاح نہ ہوا ہو ان کا نکاح کراؤ اور تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں ان کا بھی نکاح کراؤ۔ اگر یہ تنگدست ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ بہت وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے، اور جن لوگوں کو نکاح کے مواقع میسر نہیں تو انہیں پاک دامن رہنا چاہیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بے نیاز نہ کر دے۔

[2]: کم خرچ والے نکاح کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهٗ مُؤْنَةً".

(شعب الایمان للبیہقی: ج5 ص254 باب الاقتصاد فی النفقۃ وتحریم اکل المال الباطل)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔

[3]: چند عقائد، سنت وبدعت اور بعث بعد الموت کا بیان

عقیدہ: ایمان اس وقت درست ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتوں کو سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کا مذاق اڑانا، ان سب باتوں سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: قرآن وحدیث کے واضح اور صاف مطلب کو نہ ماننا اور اس میں سے اپنے مطلب کے معانی گھڑنا بد دینی کی علامت ہے۔

عقیدہ: گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اول تو گناہ کے قریب بھی نہ جانا چاہیے لیکن اگر بدبختی سے اس میں مبتلا ہیں تو اس گناہ کو گناہ ضرور سمجھیں اور اس کی برائی اور اس کا حرام ہونا دل سے نہ نکالیں ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

عقیدہ: گناہ چاہے جتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے سامنے بے خوف ہو جانا یا اس سے نا امید ہو جانا کفر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھ لینا کہ آخرت میں ہر حال میں مجھے بڑے درجات ملیں گے کوئی پکڑ نہ ہو گی یا یہ سمجھنا کہ میری ہرگز کسی طرح بخشش نہ ہو گی، یہ کفریہ غلطی ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ خوف اور امید کے درمیان میں رہے۔

عقیدہ: کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور ان کا یقین کر لینا کفر ہے۔

عقیدہ: یہ عقیدہ رکھیں کہ غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو وحی سے اور اولیاء اللہ کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں لیکن یہ باتیں علم الغیب نہیں بلکہ انباء الغیب (غیب کی خبریں) کہلاتی ہیں۔

عقیدہ: کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت۔ ہاں جن لوگوں کا نام لے کر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی اطلاع دی ہے ان کو کافر یا ملعون کہنا گناہ نہیں۔

سنت و بدعت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے جو چیزیں ثابت ہیں ان کو سنت کہتے ہیں اسی طرح جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا اس کو بھی سنت کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی سب باتیں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں بندوں کو بتا دی ہیں۔ اب ان باتوں کے علاوہ کوئی نئی بات دین میں نکالنا جائز نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

مرنے کے بعد کیاہو گا؟

جب آدمی مر جاتاہے اگر قبر میں دفن کیا جائے تو دفن کے بعد اور اگر دفن نہ کیا جائے تو جس حال میں بھی ہو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام "منکَر" اور دوسرے کا نام "نکیر" ہے۔

[4]: خانگی زندگی کے مسائل واحکام

نکاح کرتے وقت رشتے کا معیار کیاہو؟

رشتہ کرتے وقت جب نظر مال پر ہو گی، ذات برادری پر ہو گی یا محض حسن وجمال پر ہو گی، تو پھر بعد میں جھگڑے بھی ہوں گے، بے برکتی بھی ہو گی اور بے سکونی بھی ہو گی اور اگر نظر سیرت وکردار پر ہو گی، نیکی اور دینداری پر ہو گی تو اس رشتے میں اللہ کی طرف سے برکتیں بھی ہوں گی اور محبتیں بھی۔

شوہر کے کرنے کے کام:

1: گھر میں ہمیشہ مسکراتاہوا آئے۔

2: بیوی کے اچھے کاموں کی تعریف کرے۔

3: بیوی کے کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائے۔

4: کبھی کبھی بیوی کو تحفہ دے۔

5: بیوی سے محبت کا اظہار کرے۔

6: دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کرے۔

7: تحمل مزاجی اختیار کرے۔

8: گھر میں شریعت کی پابندی کروائے۔

9: بیوی کو جان، عزت اور ایمان کا تحفظ دے۔

10: بات بات پر طلاق کی دھمکی نہ دے۔

11: دوسری شادی کی دھمکی نہ دے۔

12: بیوی کے لیے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالے۔

13: بیوی کے لیے پابندی اور اپنے لیے آزادی اختیار نہ کرے۔

14: بیوی پر الزام نہ لگائے۔

15: بیوی کے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے اور بے اعتنائی نہ برتے۔

[5]: نکاح کی مبارک باد دیتے وقت کی دعا

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ.

(سنن ابی داود: ج1 ص290 کتاب النکاح باب مایقال للمتزوج)

ترجمہ: اللہ تمہیں (اس نکاح میں) برکت دے اور تم پر اپنی برکتیں قائم ودائم رکھے اور تم دونوں (میاں بیوی) میں خیر وسلامتی کے ساتھ اتفاق پیدا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

چالیسواں سبق

[1]: حلالہ شرعی

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ؕ وَ لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ شَیۡـًٔا اِلَّاۤ اَنۡ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ؕ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِمَا فِیۡمَا افۡتَدَتۡ بِہٖ ؕ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ فَلَا تَعۡتَدُوۡہَا ۚ وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (۲۲۹) فَاِنۡ طَلَّقَہَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰی تَنۡکِحَ زَوۡجًا غَیۡرَہٗ ؕ فَاِنۡ طَلَّقَہَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِمَاۤ اَنۡ یَّتَرَاجَعَاۤ اِنۡ ظَنَّاۤ اَنۡ یُّقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ؕ وَ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ یُبَیِّنُہَا لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ (۲۳۰)﴾

(سورۃ البقرہ:229، 230)

ترجمہ: طلاق [رجعی] دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو سیدھی طرح بیوی کو روک لیا جائے [رجوع کر لیا جائے] یا خوش اسلوبی سے جانے دیا جائے [بغیر رجوع کے عدت گزر جانے دی جائے]۔ اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ جو کچھ تم نے انہیں دیا ہو اس میں سے [طلاق کے عوض] کچھ بھی واپس لو، الا یہ کہ اگر میاں بیوی کو اندیشہ ہو کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ پائیں گے۔ چنانچہ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے اور عورت [اپنے شوہر کو] کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی لے لے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں لہٰذا ان سے تجاوز نہ کرو، اور حدود اللہ سے تجاوز کرنے والے ہی اصل ظالم ہیں۔ پھر اگر وہ [شوہر دو طلاقوں کے بعد تیسری] طلاق بھی دے دے تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لیے حلال نہ ہو گی یہاں تک کہ اس شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔ پھر اگر وہ دوسرا شوہر طلاق دے دے تو آپس میں رجوع کرنے میں ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں؛ بشرطیکہ دونوں کو گمانِ غالب ہو کہ اب وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود ہیں، جنہیں وہ علم والوں کے لیے بیان کر رہا ہے۔

[2]: تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ".

(صحیح البخاری: ج2ص 791 کتاب الطلاق. باب من اجاز طلاق الثلاث)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، اُس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ دوسرے شخص نے بھی اس کو طلاق دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ عورت پہلے شخص کے لیے حلال ہوگئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں! جب تک پہلے شوہر کی طرح دوسرا شخص بھی اس کا ذائقہ نہ چکھ لے (یعنی ہمبستری نہ کر لے)“

اس حدیث میں ”طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا“ کا جملہ ہے جس کا ظاہری تقاضا یہی ہے کہ اس عورت کو خاوند نے یہ تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فَالتَّمَسُّكُ بِظَاهِرِ قَوْلِهٖ "طَلَّقَهَا ثَلَاثًا" فَإِنَّهٗ ظَاهِرٌ فِيْ كَوْنِهَا مَجْمُوْعَةً.

(فتح الباری لابن حجر: ج9ص455 باب من جوز الطلاق الثلاث)

ترجمہ: (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تین طلاق کے تین ہونے پر) استدلال اس روایت کے الفاظ ”طَلَّقَهَا ثَلَاثًا“ سے ہے کیوں کہ یہ الفاظ اس بارے میں بالکل ظاہر ہیں کہ اس شخص نے تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی (ت855ھ) بھی اس حدیث کا یہی مطلب بیان کرتے ہیں۔

(عمدۃ القاری: ج20ص336 باب من جوز الطلاق الثلاث)

[3]: اعتبار خاتمہ کا ہے

عقیدہ: عمر بھر کوئی کیسا ہی بُرا یا بھلا ہو مگر جس حالت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کا اچھا برا بدلہ ملتا ہے۔

عقیدہ: آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ کے یہاں مقبول ہے البتہ مرتے دم جب سانس

ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں تو اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

[4]: خانگی زندگی کے بقیہ مسائل واحکام

نکاح اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ شوہر اور بیوی دونوں کو اس عظیم نعمت کی قدر کرنی چاہیے۔ خوشگوار زندگی اور نکاح کے مقاصد کے حصول کے لیے شوہر و بیوی میں سے ہر ایک کو دوسرے کے حقوق معلوم کرنا اوران حقوق کو ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی سے ازدواجی زندگی میں سکون اوراطمینان پیدا ہوتا ہے۔

بغیر کسی شرعی وجہ کے طلاق نہ دینی چاہیے۔ طلاق اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے۔ طلاق سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور شیطان خوش ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم: ج2 ص376 کتاب صفۃ القیامۃ. باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایاہ لفتنۃ الناس)

بلاوجہ طلاق دینے سے عرش الٰہی لرزتا ہے۔ جو عورت بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(مشکوۃ المصابیح: ص283 کتاب الطلاق)

حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔

(مشکوۃ المصابیح: ص283 کتاب الطلاق)

لہٰذا بلاوجہ طلاق دینا سخت گناہ ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

باہمی اختلاف میں قرآنی ہدایات:

اگر خدانخواستہ شوہر اور بیوی میں اختلاف رونما ہو اور شوہر دیکھے کہ اسی کا قصور ہے تو اسے بلا تاخیر اپنی اصلاح کر لینی چاہیے اور بیوی کے حقوق ادا کرنے چاہییں اور اگر قصور بیوی کا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اصلاح کے تین درجات بیان فرمائے ہیں:

پہلا درجہ: شوہر نرمی، محبت اور ہمدردی سے بیوی کو سمجھائے، شوہر کی اطاعت پر جو وعدے ہیں وہ بتائے اور نافرمانی پر جو وعیدیں ہیں وہ سنائے، معصوم بچوں کا انجام سمجھائے۔ اگر اس کوشش سے معاملہ سدھر جائے تو بہت خوب ورنہ دوسرا درجہ اختیار کرے۔

دوسرا درجہ: اپنا بستر اس سے علیحدہ کر لے۔ ممکن ہے کہ یہ ظاہری دوری تعلق کے پختہ ہونے کا سبب بن جائے اور عورت اپنی اصلاح کر لے۔ لیکن یہ ترک صرف بستر کی حد تک ہو مکان کی جدائی نہ ہو۔ عورت کو مکان میں تنہا نہ چھوڑے۔ اگر عورت اس شریفانہ سزا و تنبیہ سے بھی متاثر ہو کر اپنی اصلاح کر لے تو بہت اچھا ورنہ خاوند تیسرا درجہ اختیار کرے۔

تیسرا درجہ: خاوند کو اجازت ہے کہ بیوی کو معمولی طور پر سزا دے جس سے اس کے بدن پر نشان نہ پڑے اور زخم وغیرہ نہ آئے۔ چہرے پر ہرگز نہ مارے۔ اس سزا کی گنجائش تو ہے مگر شریف مرد اسے اختیار نہیں کرتے۔

اگر ان تین تدبیروں سے بھی کام نہ چلے اور آپس کا اختلاف ختم نہ ہو تو اب قرآنی ہدایت یہ ہے کہ مرد اور عورت کے خاندان میں سے ایک ایک فرد معاملہ فہم، سمجھدار اور تجربہ کار مقرر ہو اور وہ دونوں افراد میاں بیوی میں اصلاح اور بھلائی کی نیت سے اخلاص کے ساتھ طرف داری کے جذبہ سے خالی ہو کر صلح کرانے کی کوشش کریں۔ جس کی غلطی ثابت ہو اس کو اپنی غلطی کے اعتراف اور اس کی اصلاح کی تاکید کریں۔ بہت ممکن ہے کہ اصلاح کی شکل نکل آئے اور دونوں کا گھر آباد ہو جائے۔

اگر ثالث حد درجہ کوشش کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچیں کہ دونوں کا نباہ مشکل ہے، دونوں میں رنجش اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ حقوق زوجین پامال ہو رہے ہیں اور نبھاؤ کی کوئی شکل نظر نہ آتی ہو تو ایسی صورت میں دونوں کو نکاح پر برقرار رکھنا اور جبر کر کے نبھاہ کے لیے آمادہ کرنا غیر مناسب اقدام ہو گا۔ ایسی صورت حال میں شوہر کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ بیوی کو طلاق دے دے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت کی نظر میں طلاق بالکل بھی پسندیدہ فعل نہیں کیونکہ اس سے دو افراد بلکہ خاندانوں کے ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ بعض اوقات اولاد کے سر سے سایہ چھن جانے کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ اس لیے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورت کے لیے شدید وعید سنائی گئی ہے کہ اس پر جنت کی خوشبو تک حرام ہے۔ البتہ طلاق کو مشروع قرار دینے کی حکمت یہ ہے کہ اس کے بغیر خاوند بیوی کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ بجائے اس کے کہ وہ دونوں ایک ہی چھت تلے لڑتے لڑتے ایک دوسرے کے بارے میں کوئی سنگین قدم اٹھائیں تو بہتر یہ ہے کہ انہیں خوش اسلوبی سے جدا کر دیا جائے۔

طلاق دینے کا بہترین طریقہ:

طلاق دینے کی سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ جب عورت اپنی ماہواری کے ایام گزار کر پاکی کی حالت میں ہو تو ان ایام میں خاوند ایک طلاق دے دے اور تین ماہواری مکمل عدت گزرنے تک مزید طلاق نہ دے۔ اس میں یہ شرط بھی ہے کہ خاوند عدت گزرنے تک پاکی کے مکمل دورانیے میں صحبت سے باز رہے۔ اس طریقے سے جب طلاق دی جائے تو عدت مکمل ہوتے ہی نکاح ختم ہو جائے گا۔ اب مزید طلاق دینے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اکٹھی تین طلاق دے کر اپنا گھر برباد نہ کیجئے:

آج کل لوگوں میں اکٹھی تین طلاق دینے کا برا رواج چل پڑا ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تین طلاق کے بغیر طلاق ہی نہیں ہوتی۔ یہ بالکل غلط ہے بلکہ ایک طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے اور عدت پوری ہونے کے بعد عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

آج کل لوگ جوش اور غصہ میں آکر یا غلط فہمی کی وجہ سے تین طلاق دے دیتے ہیں جب جوش اور غصہ ختم ہو جاتا ہے یا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے تو پچھتاتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں۔ اگر صرف ایک طلاق دی ہو تو ایسی پریشانی نہ ہو گی۔ ایک طلاق دینے کے بعد شوہر؛ بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہے تو بہت آسان ہے کہ اگر عدت پوری نہ ہوئی ہو تو شوہر کا صرف رجوع کر لینا کافی ہے، رجوع کر لینے سے عورت اس کے نکاح میں حسب سابق قائم رہے گی اور عدت پوری ہو گئی ہو اور دونوں ساتھ رہنے پر رضامند ہوں تو دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنا کافی ہو گا، حلالہ شرعی کی ضرورت نہ ہو گی۔ البتہ ان دونوں صورتوں میں اب شوہر کو صرف دو طلاق کا اختیار باقی رہے گا۔ آئندہ کبھی ایک طلاق اور دے گا تو پھر صرف ایک طلاق کا اختیار باقی رہے گا اور اگر کبھی ایک اور طلاق دے گا تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو کر حرام ہو جائے گی اور شرعی حلالہ کے بغیر حلال نہ ہو گی۔

اگر شوہر نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو شوہر گنہگار بھی ہو گا اور تین طلاق کے بعد دونوں اپنی رضامندی سے اپنا گھر دوبارہ آباد کرنا چاہیں تو شرعی حلالہ ضروری ہو گا۔ شرعی حلالہ کے بغیر یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال نہ ہو گی۔ قرآن و سنت سے یہی ثابت ہے۔

صحیح البخاری میں روایت ہے:

”حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! رفاعہ نے مجھے طلاق بتہ دے دی (یعنی تین طلاق دے دی ہیں اور صحیح مسلم کی روایت میں صراحۃً تین طلاق دینے کا تذکرہ ہے) اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زَبیر القرظی سے نکاح کیا اور ان کی حالت کپڑے کے پھندنے کی طرح ہے (یعنی جماع پر قدرت نہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو (تو سن لو کہ) ابھی تم ان کے پاس نہیں جاسکتی (یعنی نکاح نہیں کر سکتی) یہاں تک کہ وہ (دوسرے شوہر) تمہارامزہ چکھیں اور تم ان کا مزہ چکھو۔“ (مطلب یہ کہ وہ جماع کریں، اس کے بعد طلاق دے دیں تو عدت پوری ہونے کے بعد تم پہلے شوہر رفاعہ سے نکاح کر سکتی ہو۔)

(صحیح البخاری: ج2 ص791 باب من اجاز الطلاق الثلاث، صحیح مسلم: ج1 ص463)

تین طلاقوں کا ایک کہنے والوں کے دھوکے میں نہ آئیں اور زندگی حرام کاری میں گزار کر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ لہٰذا مسلمانوں کو اکٹھی تین طلاق دینے کا طریقہ بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔ خاص کر غصہ کی حالت میں طلاق نہ دیں۔ غصہ میں شیطان انسان پر مسلط ہوتا ہے اس وقت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور جب طلاق دینے پر آتا ہے تو تین سے کم پر ٹھہرتا ہی نہیں۔ انسان کو چاہیے کہ غصہ کو قابو میں رکھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ".

(صحیح البخاری: ج2 ص903 کتاب الادب باب الحذر من الغضب)

ترجمہ: پہلوان وہ شخص نہیں جو لوگوں پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔

اسی طرح مسلمانوں میں آج کل شراب نوشی کی عادت چل پڑی ہے اور شراب پینے کے بعد اکثر طلاق کے واقعات رونما ہوتے ہیں اور نشہ کی حالت میں اکثر تین طلاق دے دی جاتی ہیں جو واقع ہو جاتی ہیں اوراس کے بعد

پریشانی ہوتی ہے۔ شریعت میں شراب پینا حرام ہے، شراب پینا پیشاب پینے کے برابر ہے۔ قرآن وسنت میں شراب کی بے حد مذمت بیان کی گئی ہے۔ شراب پینے کے بعد انسان ماں بہن میں فرق نہیں کرپاتا، عقل جیسی نعمت زائل ہو جاتی ہے۔ اس لیے معاشرہ میں شراب نوشی کی عادت کو بھی ختم کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ بااثر لوگوں کو اس سلسلہ میں عملی قدم اٹھانا چاہیے اور اس گناہ کبیرہ اور بری عادت سے مسلمانوں کو روکنے کی ہر ممکن تدبیر کرنی چاہیے۔

مشورہ:

اگر طلاق دیے بغیر چارہ نہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ طلاق دینے سے قبل کسی مستند تجربہ کار عالم یا مفتی سے مشورہ کرلیں۔ ان کے مشورہ پر عمل کریں ان شاء اللہ پشیمانی نہ ہوگی۔ بسااوقات لوگ طلاق کا معاملہ وکیل کے پاس لے جاتے ہیں۔ وکیل بھی طلاق نامہ لکھنے میں عموماً تین طلاق لکھتے ہیں۔ ان کو بھی اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ بہت ہی شدید ضرورت ہو تو صرف ایک طلاق لکھنے پر اکتفا کریں۔ عورت یا اس کے گھر والوں کا اصرار ہو تو ایک طلاق بائن لکھیں۔ یہ مضمون اچھی طرح سمجھ لیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

[5]: زیادہ اجر والی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ان کلمات کو دن میں سو مرتبہ پڑھے گا اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، سو نیکیاں حاصل ہوں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے اور سارا دن رات شیطان سے اس کی حفاظت ہوگی۔ وہ دعا یہ ہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

(صحیح مسلم: ج2 ص242 کتاب الذکر والدعاء. باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ساری زندگی اپنے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وأصحابہٖ أجمعین.

یادداشت

نام:...

ولدیت:..

مکمل پتہ:..

....

اسکول/کالج/یونیورسٹی:...

تعلیم:...

الحمدللہ!

میں نے یہ کورس اپنے استاذ محترم..سے

بمقام...

بتاریخ.....................................پڑھا۔

میں اس بات کا عزم کرتا ہوں کہ اھل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے عقائد و نظریات پر کاربند رہوں گا، پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق گزاروں گا اور اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کی تعلیمات سے اِنحراف نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو فتنوں اور باطل فرقوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

دستخط استاذ محترم:...

تاریخ:...

آپ نے اس کورس سے کیا سیکھا؟

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....